



مصائب آل محمدؐ

مترجم
موسیٰ بیگ نجفی

حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر
ماڈل ٹاؤن - لاہور - پاکستان

PART 3

مصائب اسیرانِ کربلا

صفحہ 286 سے صفحہ 393

کر بلا

حق و باطل کی کشاکش اور ظلم و عدالت کے مابین جنگ کی سرزمین کر بلا یہ ان آزاد و حرمت پسندوں کی خواہش ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔
حسینؑ، زینبؑ، کر بلاؑ یہ تین نام
جن کے تصور سے پوری تاریخ ذہن میں آجاتی ہے۔

حسین کون □

رسول اعظم ﷺ کا فرما **حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ** حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے

ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ

خدا یا مجھے حسینؑ سے محبت اور حسینؑ سے محبت کرنے والوں سے محبت ہے۔

وَأَيُّتَ رَسُولِ اللَّهِ يَمْتَصُّ لَعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا زبان حسینؑ اس طرح چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔ (احمد ابن حنبل)

امام حسینؑ نے بہن زینبؑ کو ساتھ لیا بچوں کو لیا منازل طے کرتے ہوئے کر بلا میں وارد ہوئے، ہر قسم کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا۔

حسینؑ شہید ہوئے اور زینبؑ کبریٰ نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

عورتوں، بیواؤں بچوں کا قافلہ قید کی حالت میں کوفہ، شام کے بازاروں و درباروں سے ہوتا ہوا زندان شام میں سیل گذارا

پھر یزید نے رائے علیہ سے مجبور ہو کر اہل بیت رسول ﷺ کی قید ختم کر دی بھائی اور شہداء کا غم شام میں منٹا ملت دن واقعات کر بلا عورتوں کے سامنے بیان کئے پھر قافلہ وارد کر بلا ہوا بھائی کی قبر پر اپنے آپ کو ڈالتے ہوئے کہا بھائی میں تجھے کفن نہ پہنا سکی۔

بھائی دو شہروں کی شکایت کرتی ہوں ایک کوفہ دو سرا شام تیری بہنیں کئی گھنٹے کھڑی رہیں اور نام نہاد مسلمان کرسیوں پر بیٹھے رہے جن کے منائے کا قصد تھا و زندہ و جاوید اور یزید خود مٹ گیا۔
آخر کیوں؟

امام کا مقصد بلند و عالی تھا، وہ ہے اسلام کی اپنی اصلی حالت میں بقاء و ترمیم کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اب یزید کا مارشل لاء جس میں اس کا ہر قول و فعل قانون اسلامی کا درجہ حاصل کر رہا تھا امام نے اپنا اور جان نثاروں کا خون پیش کر کے ان نام نہاد مسلمانوں کے چہرے سے نقاب الٹ دی اور واضح کر دیا۔

حَلَالٌ مُحَمَّدٌ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَحَرَامٌ مُحَمَّدٌ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہ لوگ اگر اسلام پر عمل پیرا ہوتے تو مسلم ورنہ اسلام کے احکام اٹل ہیں کسی کو ترمیم و تبدیل اور تبدیلی کا حق نہیں۔

نام کتاب :

مصائب آل محمدؑ

مؤلف :

محمد محمدی اشتہاروی

مترجم :

موسیٰ بیگ مجنی

تصحیح و نظر ثانی :

بلال حسین مدنی

کمپوزنگ :

جعفر سرور

قیمت :

۲۰۰/- روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ریاض

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِنَ الْمُمْتَصِّكِينَ بِوَلَايَةِ عَلِيِّ وَآوَلَادِهِ الطَّاهِرِينَ وَالصَّلَاةَ
وَالسَّلَامَ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَأَشْرَفِ بَرِيَّتِهِ سَيِّدِنَاوْ نَبِيِّنَا أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّاهِرِينَ آمِينَ

چند سال قبل میری نظر حجت الاسلام والمسلمین آقا علی محمد عمری اشتہاری کی تالیف (سوگ نامہ آل محمد) پر
پڑی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مصائب آل محمد کا ایک باب نہیں بلکہ ایک مکمل تاریخ
ہے اسی وقت میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اسے فارسی سے اردو قالب میں ڈھال کر پاکستان کے واعظین اور
ذاکرین کی خدمت میں تحفہ پیش کروں تاکہ آل محمد کے مصائب عوام تک پہنچ سکیں۔ یہ کتاب ان عاشقان
توحید کی داستان حیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جنہوں نے تاریخ میں موت کا مفہوم ہمیشہ کے لیے بدل دیا اور موت کو
شد سے زیادہ شیریں ہونے کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔ جنہوں نے جام شکایت نوش کر کے رہتی دنیا تک آنے والی
لسلوں کو یہ درس دیا کہ زندگی اور موت صرف خدا کے لیے ہے۔
یہ کتاب تاریخ کرلا کے ہر قبیض و فراز کی عکاسی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1- پہلے حصے میں چارہ معصومین میں سے ہر ایک پر ڈھائے گئے مصائب کا انتہائی دلنواز مطالب کے ساتھ جدا
جدا تذکرہ کیا گیا ہے۔
2- اس کتاب کے دوسرے حصے میں وہ شہداء کرلا کہ جن کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا رکھ کر لقمہ و دق صحرا
میں پتی ہوئی ریت پر شمشیر بجا سے شہید کیا گیا۔ اس قافلہ توحید کے مصائب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا
ہے۔

3- آخری حصہ میں وارثانِ تطہیر جن کو بے مقنعہ و چادر بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ و شام کے
بازاروں سے گزارا گیا۔ ان اسیران کوفہ و شام کے مصائب کو قلمبند کیا گیا ہے۔

من جملہ اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی دل کو خون رلائے والے عربی اور فارسی اشعار کا
اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اعراب بھی لگا دیے گئے ہیں تاکہ ہر آدمی آسانی سے پڑھ سکے۔

ہر صاحب نظر اس کتاب کا مطالعہ کر کے یہی فیصلہ دے گا کہ اس کتاب (مصائب آل محمد) کے ہوتے ہوئے
مصائب کی کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنی جامعہ اور ضخیم تقریر "چھ سو 600 صفحات پر مشتمل
کتاب کا ترجمہ میں نے ایک ماہ کی کم مدت میں کیا ہے ہو سکتا ہے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ مجھے متوجہ کریں اور میں جناب آغا بلال حسین مدنی کا شکر گزار ہوں کہ
جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں میری معاونت کی۔

آخر میں اپنے والد مرحوم اور والدہ مرحومہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آل محمد کے صدقے میں ان کو
اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور میری عاقبت بخیر ہو۔ (آمین یا رب العالمین)

موسلمی بیگ تحفہ
مدرس جامعہ المنتظر لاہور

سفر شروع کرتے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا
اِنِّیْ لَمْ اُخْرِجْ اَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا مُفْسِدًا وَلَا ظَالِمًا وَاِنَّمَا اَخْرَجْتُ لَطْلُبِ الْاِصْلَاحِ فِیْ
اُمَّةِ جَدِّیْ اَرِیْدُ اَنْ اَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَسِیْرُ بِسِیْرَةِ جَدِّیْ وَاَبِیْ عَلِیْ اِبْنِ
اَبِی طَالِبٍ

میرا خروج خود پندی فساد و ظلم کے لیے نہیں میرا مقصد اپنے جد کی امت کی اصلاح ہے میں امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہا ہوں اپنے جد اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی سیرت پر عمل پیرا ہوں۔
جر کے لشکر کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ الْحَقَّ لَا یَعْمَلُ بِهٖ وَاَنَّ الْبَاطِلَ لَا یَقْتَنٰهُیْ عَنْهٖ
کیا دیکھ نہیں رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا باطل سے روکا نہیں جا رہا
فَاِنِّیْ لَا اَرٰی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَةً وَاَلْحٰیةَ مَعَ الطَّالِبِیْنَ اِلَّا بَرْمَا

میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت و ہلاکت سمجھتا ہوں امام حسین کی قربانی سے دین اسلام
محفوظ اور تعلیمات قرآن زندہ جاوید بن گئیں امام کی شہادت سے بنی امیہ محکوم و تباہ ہوئے۔
تھول قمری ایچلو ہوا کہ فح و نصرت تلوار و تیر و کلا شکوف سے نہیں بلکہ خون دے کر بھی نصرت و فتح حاصل کی
جاسکتی ہے۔

امت مسلمہ کے پاس حسین و اس کے رفقاء کی قربانی کی بدولت تعلیم و تربیت و اصلاح کا مرکز امام بارگاہ و مسجد کی
صورت میں مہیا ہو گیا۔

جس پر قوم کئی ملین خرچ کرتی اور تربیت حاصل کرتی ہے حسین کی شہادت پر گریہ و زاری۔ عزاداری ظالموں
کے منہ پر ایک طہاچ ہے۔

جس کے اثرات امنٹ و نقوش ابدی ہیں۔

ذیل نظر سوگ نامہ 1370ھ میں شائع ہوا اس کی مقبولیت عامہ کہ اب چوتھی دفعہ چھپ رہا ہے اردو زبان میں
منتقل کرنے کا کارنامہ جامعہ المنتظر کے بزرگ و مشہور عالم دین حجت الاسلام جناب مولانا موسیٰ بیگ نجفی نے
سرانجام دیا ہے اس قدر بزرگ عالم کا ترجمہ کتاب کی اہمیت کو اور دوبلا کر دیتا ہے بعض مقامات کا ملاحظہ کیا
ہے کتاب مفید اور ذاکرین و واعظین و مقررین سب کے لیے یکساں استفادہ کے قابل ہے۔

خداوند قدوس مترجم بزرگوار کی توفیقات میں اذعان فرمائے اور اس طرح کی خدمات بجالانے کی قوت و طاقت عطا
فرمائے۔

حافظ سید ریاض حسین نجفی

جامعہ المنتظر لاہور

30 ذی ق 1419ھ مطابق 19 مارچ 1999

فہرست

صفحہ نمبر

مضامین

نمبر شمار

1

وصیت امام خمینیؑ

1

2

پیش لفظ

2

3

پیش گفتار

3

4

عزاداری امام حسینؑ کے ثواب کے بارے چند روایات

4

5

احل بیتؑ کی مصیبت میں اشعار پڑھنے کا ثواب

5

6

عزاداری کا مقصد

6

7

آغاز عزاداری کی تاریخ

7

8

امام حسینؑ کا عزاداری کرنا

8

9

موجودہ کتاب کے بارے میں

9

پہلا حصہ

(مصابہ چہارہ معصومینؑ)

11

حضرت رسول اکرمؐ کی رحلت

10

12

پیغمبر اسلامؐ کا فاطمہؑ کو تسلی دینا

11

13

آغوش پیغمبر میں حسنؑ و حسینؑ

12

14

علیؑ و فاطمہؑ کا مرقیہ پیغمبرؐ کی جدائی میں

13

17

حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ کی شہادت

14

17

جناب فاطمہؑ کا در و دیوار کے درمیان آنا

15

19

جناب فاطمہؑ زہراءؑ کی وصیت

16

20

حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ سے حضرت علیؑ کے چچا عباسؑ کی ملاقات بغرض عیادت

17

21

فاطمہؑ الزہراءؑ کی شہادت کا غم انگیز لمحہ

18

22

حضرت امام علیؑ جناب فاطمہؑ کے جنازے پر

19

24

حضرت علیؑ فاطمہؑ الزہراءؑ کی قبر کے نزدیک

20

27

(تیسرے معصوم)

21

27

حضرت علیؑ کی پانچ سالہ حکومت

22

28

خوارج کے حیلے و کمر

23

29

حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر

24

30

حضرت علیؑ کے سر پر ضرب لگنے کا واقعہ

25

31

ابن مسلم اور ساتھیوں کے فرار کا واقعہ

26

31

حضرت زینبؑ کا سوال اور باپ کا جواب

27

33

حضرت علیؑ سے اصحاب ابن نہایت کی ملاقات

28

34

حضرت امام حسینؑ کا رونا

29

35

حضرت علیؑ کے فرزند حضرت کے بستر کے قریب

30

حضرت علیؑ کے دفن کا واقعہ

31

امام حسنؑ کا خطاب

32

حضرت علیؑ کی قبر پر ایک نابینے فقیر کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا

33

خوارج کے گروہ کو دنیا میں سزا

34

(چوتھے معصوم) امام حسنؑ کے مصائب کا ذکر

35

معاویہ کے آدم کش حیلے

36

خوارج کے حیلے

37

حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا

38

امام حسینؑ سے وصیت کرنا

39

جعفرؑ کا اعتراض اور امام حسینؑ کا جواب

41

امام حسنؑ کے جنازے پر تیر

42

امام حسینؑ کا مرقیہ بھائی کی مصیبت پر

43

طشت میں جگر کے ٹکڑے

44

امام حسنؑ کی شہادت اور معاویہ کی مسرت

45

(پانچواں معصوم) امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر

46

(چھٹے معصوم) امام سجادؑ کے مصائب کا ذکر

47

حضرت سجادؑ کو زہر دینا

48

حضرت امام سجادؑ کی اونٹنی کی موت کا دلہوز واقعہ

49

امام سجادؑ کے بدن پر زخموں کے نشان

50

(ساتواں معصوم) حضرت امام محمد باقرؑ کے مصائب کا ذکر

51

مشام کے مظالم امام محمد باقرؑ پر

52

حضرت امام محمد باقرؑ کو زہر دینا

53

حضرت امام محمد باقرؑ کی وصیت

54

(آٹھویں معصوم) حضرت امام جعفر صادقؑ کے مصائب کا ذکر

55

حضرت امام صادقؑ پر منصور کی سختی

56

حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگانا

57

مسک پوچھنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کرنا

58

امام صادقؑ کے ساتھ منصور کا سختی سے پیش آنا

59

امام جعفر صادقؑ کی شہادت

60

امام کی وصیت صلہ رحمی اور نماز کے بارے میں

61

(نویں معصوم) حضرت امام صادقؑ کی شہادت کی خبر سے منصور کا رد عمل

62

امام موسیٰ کاظمؑ کے مصائب کا ذکر

63

فدک کے حدود

64

ایک عجیب واقعہ

65

37

37

38

40

41

41

42

42

43

44

45

46

48

49

51

54

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصیت امام خمینیؑ

امام خمینیؑ (قدس سرہ) کی وصیت عزاداری کے بارے میں

ہمیں سید الشہداءؑ نے کس طرح سے ہم آہنگ کیا ہے کیا ہم ان پر اظہار افسوس نہ کریں۔ کیا ہم ان پر گریہ نہ کریں یہ گریہ بر حسینؑ ہمارا مطمح نظر ہے خبردار! ہم کہیں شیاطین کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ یہ ہم سے عزاداری کو چھیننا چاہتے ہیں۔ ان کے دھوکے میں نہ آؤ۔ علماء کا فریضہ ہے کہ امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار کریں بلاوقار طریقے سے جلوس نکالیں اور سینہ کوبی کریں۔ کچھ جوان اگر کہتے ہیں کہ اب رونے کا کیا فائدہ! اس قسم کے لوگ سراسر غلط کہتے ہیں اگرچہ ہم عمر بھر امام حسینؑ کے لئے گریہ کریں تو اس سے سید الشہداءؑ کو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اس میں ہمارا فائدہ اور ہماری نجات ضرور ہے۔

(صحیفہ نور ج 8 ص 218)

67	محمد بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا	67.
69	علی بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا	68
70	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کرنا	69
70	(مختلف قید خانے) عیسیٰ بن جعفر کے قید خانے میں	70
71	فضل بن ربیع کے قید خانے میں	71
71	فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں	72
71	سندی بن شاہک کے قید خانے میں	73
72	ایک کنیز کا حضرت سے متاثر ہونا	74
73	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا واقعہ	75
74	طیب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سرہانے آنا اور میت کے لیوں کی حرکت	76
75	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو قریش کے مقبرہ میں دفن کرنا	77
75	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مناجات	78
76	حضرت موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے	79
79	(دسویں معصوم) حضرت امام علی رضاؑ کے مصائب کا ذکر	80
79	امام رضاؑ ہارون کے زمانے میں	81
80	حضرت امام رضاؑ مامون کی خلافت کے زمانے میں	82
81	حضرت امام رضاؑ کا مکہ و مدینہ کو الوداع کرنا	83
82	حضرت امام رضاؑ نیشاپور میں	84
83	حضرت امام رضاؑ مرو میں اور ولایت کا مسئلہ	85
83	مامون کی نقشہ کشی کا بے اثر ہونا	86
84	حضرت امام رضاؑ کی شہادت	87
86	ابو صلت کی روایت اور امام جوادؑ کا حاضر ہونا	88
90	(گیارہویں معصوم) حضرت امام جوادؑ کے مصائب کا ذکر	89
90	ام الفضل سے شادی کا واقعہ	90
92	حضرت امام جوادؑ میدان علم کا دلاور	91
92	حضرت امام جوادؑ کا مدینے کی طرف لوٹنا	92
93	حضرت امام جوادؑ کی شہادت	93
95	(بارہویں معصوم) حضرت امام ہادیؑ کے مصائب کا ذکر	94
95	آل علیؑ کے ساتھ متوکل کی دشمنی	95
95	حضرت امام ہادیؑ کی سامرو کی طرف جلا وطنی کرنا	96
96	حضرت امام ہادیؑ قید خانے میں	97
97	متوکل کے دسترخوان پر شراب	98
97	حضرت امام ہادیؑ کی شہادت	99
100	(تیرہویں معصوم) حضرت امام حسن عسکریؑ کے مصائب کا ذکر	100
101	حضرت امام حسن عسکریؑ قید خانے میں	102

296
298
299
300
301
301
304
305
307
310
312
313
313
315
315
316
317
319
319
321
321
322
323
325
327
328
330
330
331
331
332
333
334
336
337
338

شهداء کریلا کو کس طرح دفن کیا گیا
حضرت امام سجادؑ حضرت عباسؑ کے لاشہ پر
شهداء کریلا کی قبور کے بارے میں مناسب اشعار
کوفہ میں اہل بیت کے مصائب
اہل بیت کو کوفہ کے باہر روکے رکھنا
جناب ام کلثومؑ کا خطاب اور مرثیہ
مسلم مستری کا بیان
حضرت زینبؑ کا مرثیہ
جناب زینبؑ کا خطبہ
ابن زیاد کے دربار کے واقعات
مختار کا شدید اعتراض
ایک غیر متد مسلم کا نذر کرنا
جناب رباب کا مرثیہ پڑھنا
اہل بیت کو قید کرنا
قید خانے کے مصائب
امام حسینؑ کے سراقص کا قرآن پڑھنا
عبداللہ بن عقیف ثانی کی شہادت
کوفہ سے شام تک کے مقاتل کے مصائب
اہل بیت قصر بنی مقاتل میں
امام حسینؑ کا ایک فرزند
قاتلہ اہل بیت عسقلان میں
قاتلہ اہل بیت حلبک میں
دیر راہب میں امام حسینؑ کا سر مقدس
داخلہ شام اور سہل سعدی کا واقعہ
اہل بیت کا دربار یزید میں داخل ہونا
فاطمہؑ اور سکینہؑ کا جناب زینبؑ کے ساتھ پناہ لینا
حضرت امام رضاؑ کا کلام
یزید کی بے حمود باتیں
امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا
یزید کے دربار میں جناب سکینہؑ کی غمناک حالت
سفیر روم کا اعتراض
سات مصیبتیں امام سجادؑ کی زبان سے
حضرت امام سجادؑ کا خطبہ
ایک شامی مروی گستاخی
امام سجادؑ کی زبان سے مصائب کا بیان

237
238
239
240
241
242
243
244
245
246
247
248
249
250
251
252
253
254
255
256
257
258
259
260
261
262
263
264
265
266
267
268
269
270
271

پیش لفظ

یہ کتاب کافی عرصہ قبل 1370 سال شمسی میں وسیع پیمانہ پر شائع ہو چکی ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کی بناء پر یہ کتاب جلد ہی نیا بنی ہوئی ہے اب تھوڑی سی تجدید نظر کے ساتھ چوتھی اشاعت پیش خدمت ہے۔
باوجود مشکلات کے آئمہ معصومینؑ کو جب بھی انہیں موقع ملا امام حسینؑ کے نام کو زبان پر لائے اور حسینؑ کے نام کو زندہ رکھا۔

کیونکہ امام حسینؑ کے نام کو یاد رکھنا سرکش اور نافرمان لوگوں کے لئے خطرے کا باعث ہے اس لیے ہم یاد حسینؑ سے طاغوت کے خلاف انقلاب کا جع مسلمانوں کے دلوں میں بونا چاہتے ہیں اور عزادری حسینؑ کو زندہ رکھنا ہر اہل ایمان پر لازم ہے۔

اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آئمہ طاہرینؑ کی عزاداری کی سنت کی تجدید پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ ان کے کردار، سیاسی افکار اور ان کے مبارزات کو بھی اپنا سرمشق قرار دیں جیسا کہ امام سجادؑ نے فرمایا **إِنْ أَبْغَضَ النَّاسُ إِلَى اللَّهِ مَنْ يَقْتَتِي بِسُنَّةِ إِمَامٍ وَلَا يَفْتَتِي بِأَعْمَالِهِ** خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو امامؑ کی سنت کی پیروی کرے لیکن امامؑ کے طریقہ کی پیروی نہ کرے۔ ہم نے پہلے کہا تھا کہ ہمارے آئمہ طاہرینؑ کو جب بھی موقع ملا حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی یاد کی تجدید کرتے تھے یہاں پر نمونہ کے طور پر دو واقعات بیان کرتا ہوں کہ جو اس کتاب میں مذکور نہیں۔

1- ایک دن امام سجاد علیہ السلام نے مدینہ کے بازار میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ **إِرْحَمُونِي أَنَا وَرَجُلٌ غُرَيْبٌ** مجھ پر رحم کرو میں ایک غریب آدمی ہوں امام سجاد علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تم اس مقام پر مرجأ تو کیا تمہارا جنازہ دفن کے بغیر رہ جائے گا؟

اس نے تعجب سے کہا اللہ اکبر کس طرح میرا جنازہ دفن نہیں ہوگا جب کہ میں لوگوں کے سامنے مر رہا ہوں اس وقت امام سجادؑ اپنے بابا کے مصائب کو یاد کر کے مضطرب ہو گئے اور فرمایا **وَأَسْأَلُهُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ تَبْقَى ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَا دَفْنٍ وَأَنْتَ ابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ بَائِسُ أُنُوسٍ** اے بابا کہ آپ کا جنازہ تین دن دفن کے بغیر رہا حالانکہ آپ نواسہ رسول خدا ﷺ ہیں۔

2- جس وقت منصور دوانیقی کے حکم سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی گئی تو اس کے بعد ایک دن شیعوں میں سے ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرتؑ کو دیکھا کہ بہت زیادہ غمگین ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اس نے حضرتؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کل جب ہمارے گھر میں آگ کے شعلے بلند ہوئے حالانکہ اس وقت میں گھر میں موجود تھا۔ گھر کی مستورات نالہ و فریاد کرتی ہوئیں ادھر ادھر بھاگ رہی تھیں ان مستورات کو آگ نہیں لگی تھی اس وقت مجھے اپنے جدا امام حسینؑ

185	عاشق رسولؐ حضرت جون کی شہادت	171
186	حضرت امام حسینؑ کے مؤذن کی شہادت	172
189	اصحاب میں سے آخری شہید	173
189	اہل بیتؑ کے شہداء کی شہادت کا بیان	174
190	امام حسینؑ کے فرزندوں کی تعداد	175
191	حضرت علی اکبرؑ کی شہادت	176
197	حضرت امام حسنؑ کی اولاد کریمین	177
198	حضرت قاسمؑ کی شہادت	178
201	حسن ثقی کا زخمی ہونا	179
201	حضرت عبداللہ اصغرؑ کی شہادت	180
203	حضرت زینبؑ کے دو فرزندوں کی شہادت	181
205	عون و محمد کی شہادت کی خبر عبداللہ ابن جعفر کو	182
205	حضرت عباسؑ کی شہادت	183
206	حضرت عباسؑ کا بلند مقام	184
207	حضرت عباسؑ کے القاب	185
209	امام زبانؑ کا سلام حضرت عباسؑ پر	186
210	حضرت ابوالفضلؑ کی شجاعت	187
211	حضرت عباسؑ کے بھائیوں کی شہادت	188
211	زہیر بن قین کی ملاقات حضرت عباسؑ سے	189
213	جناب عباسؑ کی روانگی	190
214	حضرت عباسؑ کو باپ کی وصیت	191
216	حضرت عباسؑ کی شہادت	192
218	حضرت امام حسینؑ کا خالی ہاتھ فرات سے لوٹنا	193
219	حضرت عباسؑ کے زبان حال سے	194
221	حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی گفتگو	195
223	حضرت زینبؑ کا گریہ کرنا	196
224	حضرت عباسؑ کی شہادت کا ایک اور نقشہ	197
227	کچھ مزید	198
226	عبداللہ رضیع کی شہادت	199
231	حضرت علی اصغرؑ کی شہادت	200
233	رباب کا زبان حال	201
235	سکینہؑ کی آمد حضرت علی اصغرؑ کے لاشے پر	202
236	دشمن کی زبان سے انصار امام حسینؑ کی شجاعت کا ایک نقشہ	203
237	حضرت امام حسینؑ کے مصائب	204
238	امام سجادؑ سے الوداع کرنا	205

340	حضرت زینبؑ کا خطبہ	272
345	حضرت امام سجادؑ کا خطبہ	273
350	جناب سکینہؑ کا جاسوز خواب	274
351	ہند کی ملاقات آل محمد کے قیدیوں کے ساتھ	275
353	حضرت رقیہؑ کی شہادت	276
354	حضرت رقیہؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ	277
357	شام سے مدینہ تک اہل بیتؑ کے سفر کے واقعات	278
359	حضرت رقیہؑ کی یاد	278
360	قافلہ اہل بیتؑ شہداء کی قبروں کے نزدیک	280
364	چہلم کے واقعات	281
366	جابر اور عطیہ کون ہیں؟	282
368	امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب	283
368	شہداء کی قبروں سے وداع کرنے کا واقعہ	284
369	حضرت سکینہؑ کا مرقہ	285
370	اہل بیتؑ کے مدینہ میں داخل ہونے کے مصائب	286
371	جناب کلثومؑ کا مرقہ	287
373	مدینہ والوں کے نام بشیر کا پیغام	288
373	جناب ام البنینؑ کی ملاقات جناب زینبؑ کے ساتھ	289
374	امام سجادؑ کا خطبہ مدینہ والوں کے لیے	290
377	اہل بیتؑ کا مدینے میں داخل ہونا	291
379	اہل بیتؑ کا جناب فاطمہ زہراءؑ کی قبر پر جانا	292
379	محمد حنفیہ کی امام سجادؑ کے ساتھ ملاقات	293
379	مدینے میں عزاداری قائم کرنا	294
380	مصائب ام البنینؑ	295
381	ام البنینؑ کا مرقہ اپنے فرزندوں کے لیے	296
384	جناب زہراءؑ کی جناب عباسؑ کے ساتھ محبت	297
385	قیام مختار	298
387	مختار کون تھے؟	299
387	حضرت مختار کا دوبارہ قید میں جانا	300
389	مختار کے قیام کا آغاز	301
389	یزید کی حلاکت	302
390	مختار کی کامیابی	303
391	ابن زیاد کو قتل کرنا	304
392	اہل بیتؑ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچے	305

103	حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کا واقعہ	103
107	حضرت امام محمد مہدیؑ کے مصائب کا ذکر (چودھویں معصوم)	104
107	زیارت ناحیہ کے چند جملے	105
109	امام زمانہؑ کا ورود و سلام	106
112	دعائے ندبہ کے چند جملے	107

دوسرا حصہ

114	معلویہ کی وصیت یزید کو	108
115	یزید کا خط حاکم مدینہ کے نام	109
115	امام حسینؑ کی گفتگو ولید کے ساتھ	110
116	مروان اور ولید کی گفتگو	111
117	امام حسینؑ کی مدینے سے مکہ ہجرت	112
118	کوفہ والوں کے خطوط	113
119	حضرت مسلمؑ کا کوفہ میں امام کا خط پڑھنا	114
119	حضرت مسلمؑ کے مصائب کا ذکر	115
119	ابن زیاد کا دھوکہ	116
120	کوفہ والوں کی بے وفائی اور حضرت مسلمؑ کی تنہائی	117
121	حضرت مسلمؑ طوع کے گھر میں اور شہادت	118
123	حضرت مسلمؑ کی گفتگو ابن زیاد کے ساتھ	119
124	حضرت مسلمؑ کی وصیتیں	120
127	شہادت عبداللہ بن مسلم	121
128	حالی بن عروہ کی شہادت	122
131	طفلان حضرت مسلمؑ کی شہادت	123
134	شیخ صدوق کی روایت	124
138	امام حسینؑ کا مکہ سے نکلنا	125
138	امام حسینؑ کا وصیت نامہ	125
139	امام حسینؑ کا خطبہ مکہ سے نکلنے وقت	127
139	اہل کوفہ کی منافقت	128
140	قاصد امام قیس ابن مسرک کی شہادت	129
141	حضرت علی اکبرؑ کا دلکش کلام	130
142	امام کا لوگوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کرنا	131
143	خوش بخت سردار زہیر ابن قین	132
145	نوعروس و ہب کا واقعہ	133
146	وہب کی ماں کا زبان حال	134
148	وہب کی ماں کے مناجات	135

239	امام حسینؑ کی وداع کا ایک واقعہ	206
241	امام حسینؑ کا سیکنہ سے وداع کرنا	207
242	امام حسینؑ کا جناب زینبؑ سے الوداع کرنا	208
243	جناب زینبؑ کا زبان حال	209
246	وداع کے وقت ایک جگرسوز واقعہ	210
247	امام حسینؑ کی شجاعت	211
253	امام حسینؑ آب فرات کے قریب	212
255	حضرت زینبؑ قتل گاہ کے قریب	213
256	تیر سہ شعبہ اور پتھر کا لگانا	214
258	امام حسینؑ کی گفتگو شر کے ساتھ	215
259	امام حسینؑ کی نماز اور مناجات	216
261	عشق داور	217
264	ذوالجناح کی مصیبت کا بیان	218
265	جناب سیکنہ اور ذوالجناح	219

تیسرا حصہ

مصائب اسیران کوفہ و شام

269	دشمن کا لوٹ مار کرنا	220
271	سنگ دل دشمن کا کلام	221
271	جناب زینبؑ کا ناقابل فراموش واقعہ	222
272	جناب فاطمہؑ کا دلسوز واقعہ	223
273	خیموں کو آگ لگانا	224
274	جناب زینبؑ امام سجادؑ کے خیمہ کے قریب	225
275	چند بچے اور ایک خاتون کی شہادت	226
275	ساربان کا ظلم	227
277	شہداء کے سرمہ مارک	228
278	سر امام خولی کے تجور میں	229
278	خولی کی بیوی کا مرفیہ پڑھنا	230
281	شام غریب کی مصیبت	231
282	شام غریب کے واقعات بہت زیادہ دلسوز ہیں	232
286	(گیارہویں محرم) کی مصیبت پر ایک نظر	233
292	حضرت امام سجادؑ کے مصائب پارہ پارہ بدن کے ساتھ	234
293	اسیران کالاشوں سے وداع کرنا	235
296	شہداء کریمہ کا دفن کرنا	236

کے اہل بیتؑ یاد آگئے کہ عاشور کے دن کس طرح انہوں نے مل کر خیموں پہ حملہ کیا۔ اس وقت دشمن آواز دیتا تھا کہ باغیوں کے گھروں کو جلا دو۔

امید ہے کہ یہ کتاب اس مقصد میں فائدہ مند ثابت ہوگی۔ (حوزہ ملیہ قم: محمد محمدی اشعاری)

پیش گفتار

امام حسین علیہ السلام دنیا میں تشریف ہی اس لیے لائے کہ ہر دور اور ہر خطے میں ظلم و جور، غرور و تکبر اور استبداد و طاغوت کے خلاف فیصلہ کن احتجاج کریں اور ان کے مقابلے میں حقیقی جذبات کی آگ کو شعلہ ور کر دیں، صرف یہیں تک نہیں بلکہ ابد تک خدا کی یاد اور پیغمبرانہ الہی کے پاکیزہ نظام اور کتب فکر کی شمع فروزاں کریں لہذا یہ بات ہرگز درست نہیں کہ امام حسینؑ اسلامی قرن اول کی عبقری شخصیت ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہر دور اور ہر قرن و صدی میں اپنے عظیم مشن کے حوالہ سے رہبر و رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے بھی بالاتر یہ کہ سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں، دقیقوں اور لمحوں کی دوش پر آپ کا پرچم وجود بلند نظر آتا ہے کیونکہ آپ اپنے مقدس ہدف کا نمونہ تھے۔ آپ کا ہدف اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تمام باطل خداؤں کی نفی اور ذات حق تعالیٰ کی خدائی کا اقرار اور آئین الہی کا مکمل اجراء و نفاذ کیا جائے بنا برائیں حق تو یہ ہے کہ امام حسینؑ ہرگز فراموش نہ ہوں اور ان کی یاد دین الہی و شریعت محمدیہؐ کے احیاء کا سبب اور ظلم و باطل کے شعلوں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے خاموش کر دینے کا مضبوط ذریعہ ثابت ہو۔

اس صورت حال میں نہایت ضروری بلکہ ایک اہم ترین مذہبی فریضہ ہے کہ آپ اور آپ کے بلوفا ساتھیوں پر گزرنے والے مصائب و آلام کہ جو انہوں نے اسلام کی راہ میں جھیلے کا تذکرہ کیا جائے اور کرپا اور کوفہ و شام میں ہونے والے مظالم اور خونچکاں واقعات کو یاد کیا جائے تاکہ اہل اسلام کے پاکیزہ جذبات و احساسات کی آتش کو روشن کر کے ظلم و جبر اور ناانصافی کے مقابلے میں ذہنی و فکری اور عملی جدوجہد کا راستہ ہموار کیا جاسکے اور دنیا کے انسانوں کو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے عظیم ترین مقصد سے آشنا کرتے ہوئے دشمنان بشریت سے نبرد آزما ہونے کا عملی درس دیا جائے اسی لیے اسلامی تاریخ کے متعدد حوالوں میں امام حسینؑ کے مصائب اور اہل بیت عصمتؑ پر یہ ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ ان کے مصائب و آلام کے ذکر پر عظیم اجر و ثواب بھی مقرر کیا گیا ہے۔

136	حضرت مسلم و ہانی کی شہادت کی خبر	149
137	حضرت مسلم کے لئے عزاداری کرنا	149
138	حربین یزید ریاحی کی لشکر امام سے ملاقات	150
139	نماز جماعت کا واقعہ	151
140	امام کی حر کے ساتھ گفتگو	152
141	امام کا خطبہ بیضہ کے مقام پر	153
142	امام حسینؑ کا کرپلا میں درود	154
143	عمر سعد کا کرپلا میں درود	156
144	امام کے پیغام رسان بریر کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	158
145	امام کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	159
146	عمر سعد کا جھوٹا خط ابن زیاد کے نام	160
147	(نہیں محرم کے واقعات)	161
148	دشمن کی امان کو رد کرنا	162
149	شب عاشورہ کے واقعات (اصحاب کی وفاداری)	164
150	امام حسینؑ کا امام محمدیؑ کو یاد کرنا	165
151	شب عاشورہ حضرت زینبؑ کا اضطراب	165
152	شب عاشورہ خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنا	168
153	شب عاشورہ نافع بن حلال کا یادگار واقعہ	168
154	دشمن کے راستے میں خندق کھودنا	169
155	بریر کا ذراچ کرنا	169
156	شب عاشورہ آدھی رات کو دو جگہوں پر اجتماع	170
157	حضرت امام حسینؑ کا خواب دیکھنا	170
158	روز عاشورہ کے واقعات	171
159	امام حسینؑ کے اصحاب	172
160	حربین یزید ریاحی کی آمد	173
161	حر کی ایک فریاد	175
162	حضرت حر کی شہادت	176
163	امام سجادؑ کا کلام حر کی لاش پر	178
164	حر کے فرزند بکیر کی شہادت	178
165	مسلم بن عویجہ کی مصیبت کا بیان	179
166	حبیب ابن مظاہر کی مصیبت کا بیان	180
167	بنی اسد کی ایک جماعت کا واقعہ	181
168	حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت کا بیان	182
169	بنی اسد کے ایک شیر دل سن رسیدہ شخص کی شہادت	184
170	جناہ اور اس کے بیٹے کی شہادت	184

مصائب اسیران شام

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خاندان رسالت کے مصائب

رسم اور معمول ہے کہ جب بھی کوئی دنیا سے چلا جاتا ہے تو مسلمان اور جلتے پہچاننے والے اس کے پسماندگان کو پرسہ دیتے ہیں لیکن امام حسینؑ کی شہادت پر اور شہداء کربلا کے لئے اس رسم کی رعایت نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس ہے۔ رعمانہ ان کے پسماندگان کے مصائب میں اضافہ کیا گیا یہاں پر امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کے چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے

دشمن کا لوٹ مار کرنا

جس وقت امام حسینؑ شہید ہو چکے تو بے رحم دشمن دنیا کی لالچ میں امام حسینؑ کی لاش پہ ظلم کرنے کے لئے آئے اور جو کچھ بھی ان کے ہاتھ میں آیا اس کو لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت کے لباس کو بھی لوٹ لیا اور حضرت کے خون آلود بدن کو کربلاء کی گرم مٹی پر چھوڑ دیا۔ بحر بن کعب نے حضرت کے نیچے والے لباس کو بھی لوٹا اور انحنس بن مرہ نے حضرت کے عمامہ کو لوٹا اور اسود بن خالد نے آپ کی نعلین کو لوٹا اور بجیل بن سلیم نے حضرت کی انگلی کو انگوٹھی کو لوٹنے کے لئے کاٹا۔ عمر سعد نے امام مظلوم کی ذرہ کو لوٹا اور جمیع بن غلق نے حضرت کی تلوار کو لوٹا اس کے بعد لشکر کی صورت میں خیموں پر حملہ کیا اور وحشیانہ طور پر غارت گری کی

یہاں تک لکھا گیا ہے کہ

حَتَّى جَعَلُوا يَنْتَزِعُونَ مَلْحَفَةَ الْمَرْثَةِ عَلَى ظَهْرِهَا

یہاں تک کہ خاندان نبوت کی بیبیوں کے سروں پر جو چادریں تھیں ان کو بھی لوٹ کر لے گئے خاندان رسالت کی عورتیں اور بیٹیاں گھروں سے باہر نکلیں اور سب اپنے شہداء پر نوحہ کرتی تھیں اور روتی تھیں منقول ہے کہ جب حضرت کی لوٹی ہوئی قمیص کے نشانات کو شمار کیا گیا تو ایک سو دس سے زیادہ تیر و نیزے و تلوار کے نشان اس پر لگے ہوئے تھے حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس قمیص میں ایک جگہ 23 یا 34 ضربوں کے نشانات تھے روایت میں ذکر ہوا ہے کہ جناب ام کلثوم اور امام حسینؑ کی ایک بیٹی کے کانوں سے گوشتاڑوں کو چھینا گیا کہ جس سے کان زخمی ہو گئے۔

چو کار شاہ و لشکر بر سر آمد

سوی خرگہ سپہ غارتگر آمد

جب شاہ دین اور ان کے لشکر کا کام تمام ہو گیا تو خیمہ گاہ کی طرف لوٹنے والی فوج آئی

بدست آن گروہ بی مروت

بہ یغمارف میراث نبوت

اس بے مروت گروہ کے ہاتھوں نبوت کی میراث لٹ گئی

بسی یا وسر از معجز کشیدن

برہنہ گشت خونین از دودن

بت سے سراور پیر چادروں کے کھینچے جانے کی وجہ سے برہنہ ہو گئے اور خون میں بھر گئے

بسی گوش از بی تاراج گوهر

درید از دست قوم کینہ پرور

ہمت سے کان گوشوارے چمن جانے کی وجہ سے کینہ پرور قوم کے ہاتھوں زخمی ہو گئے

بسی رخسارہ گلرنگ نیلی

نمود از آسمان از ضرب سیلی

ہمت سے پھول جیسے رخسار تمانچوں کی ضرب سے آسمان سے زیادہ نیلے ہو گئے

بتول دومین ام المصائب

جو خود را دید بسی سالار و صاحب

ثانی زہر ام المصائب نے جب خود کو بے یار و مددگار پایا (ان کا کوئی سالار و مصاحب نہ تھا) تو کوئی سرپرست مرد

ان کا بچانے والا نہ تھا۔

گہی در خیمہ و گاہی برون شد

دلش زین غصہ ہا دریای خون شد

وہ کبھی خیمے میں جاتی تھیں کبھی باہر آتی تھیں ان کا دل اس صدمے سے ایک خون کا دریا بن گیا تھا۔

من از تحریر این غم ناتوانم

کہ تصویرش زده آتش بجانم

میں اس صورت حال کی تحریر کرنے میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں مجھے اس تصویر نے جلا کر رکھ دیا ہے

مگر آن عارف پاکیزہ نیرو

در این معنی سرود آن شعر نیکو

مگر اس پاک صاحب معرفت نے اس موضوع پر وہ شعر پڑھا

اگر دردم یکی بودی چہ بودی

اگر غم اندکی بودی چہ بودی

سنگدل دشمن کا کلام

عبداللہ بن حسن بن الحسن کہتا ہے کہ میری ماں فاطمہ بنت الحسنؑ نے فرمایا کہ کریمؑ میں میرے پاؤں میں سونے کی پانچ تھپی اور میں اہل حرم کے ساتھ خیمہ میں تھی کہ (اچانک ایک جماعت لوٹ مار کے لئے خیموں میں آگئی) ایک مرد نے مجھ پر حملہ کیا جو کہ غفلت کو لوٹا چاہتا تھا اور ساتھ روٹا بھی تھا میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیوں روتا ہے اس نے کہا کس طرح گریہ نہ کروں حالانکہ میں رسول خدا کی بیٹی کا زیور لوٹ رہا ہوں میں نے کہا پھر مجھے چھوڑ دے اور میرے زیور کو نہ لوٹ تو اس نے کہا کہ اگر میں نہ لوٹوں تو کوئی اور لوٹ کر لے جائے گا (اس بات کے ساتھ اس نے میرے غفلت کو لوٹ لیا) اس کے علاوہ جو کچھ بھی خیموں میں تھا سب لوٹ لیا یہاں تک کہ اہل حرم کے سروں پر جو چادریں تھیں ان کو بھی لوٹ کر لے گئے۔

جناب زینبؑ کا ناقابل فراموش واقعہ

چند جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ میں خیمے میں کھڑی تھی کہ اچانک ایک نیلی آنکھوں والا مرد میرے خیمے کی طرف آیا (وہ خولی تھا) جو کچھ خیمے میں تھا اس کو اس نے لوٹ لیا اور امام سجادؑ کھال کے ایک فرش پر سو رہے تھے کہ اس نامراد نے کھال کو لوٹنے کے لیے اس طرح کھینچا کہ امام سجادؑ زمین پر منہ کے بل گر گئے اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوا اور میرے مقنعہ کو کھینچا اور میرے کان سے گوشوارے بھی نکال لئے کہ جس کی وجہ سے میرا کان پارہ ہو گیا اور وہ ساتھ روتا بھی تھا میں نے کہا کہ لوٹ مار بھی کرتے ہو اور ساتھ روتے بھی ہو اس نے کہا کہ جو مصائب آپ اہل بیتؑ پر آئے ہیں ان کی وجہ سے روتے ہو پھر میں نے اس کو بد دعا دی کہ خدا تمہارے ہاتھ پاؤں کو کٹ دے اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ میں جلا دے اور جس وقت مختار کو موقع ملا تو اس کے حکم سے خولی کو گرفتار کیا گیا اور مختار کے پاس لایا گیا تو مختار نے اس سے پوچھا کہ تم نے کریمؑ میں کیا کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے علی بن الحسنؑ (امام سجادؑ) کے نیچے بچھانے والا فرش لوٹا اور حضرت زینبؑ کی چادر کو

لوٹا یہ سن کر مختار رو پڑے اور کہا پھر جناب زینب نے تجھے کیا کہا خولی نے جواب دیا۔ جناب زینب نے کہا کہ خدا تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹ دے اور تجھ کو آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ میں جلائے مختار نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی خواہش کو بجالاؤں گا اس نے حکم دیا کہ خولی کے ہاتھ پاؤں کو کٹ دو اور آگ لگا دو تو خولی کو مختار کے حکم سے ہاتھ پاؤں کٹ کر جلتے ہوئے تندور میں ڈالا گیا اور یہ وہیں راکھ ہو گیا۔

جناب فاطمہؑ کا دلسوز واقعہ

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ فاطمہ صفراء (امام حسینؑ کی بیٹی) وہ کہتی ہیں کہ میں خیمے کے قریب کھڑی تھی اور اپنے پایا اور شہداء کربلا کے پارہ پارہ بدنوں کو دیکھ رہی تھی کہ جو کربلا کی زمین پر پڑے ہوئے تھے اور دشمن اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان کو پامال کر رہے تھے میں یہ سوچ رہی تھی کہ اب ہمارے ساتھ کیا واقعہ پیش آتا ہے کیا ہم کو بھی قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں؟ کہ اچانک ایک گھوڑے سوار لشکر دشمنوں کا دیکھا کہ جو اصل حرم کی طرف آ رہا ہے اور وہ لشکر خیمام میں داخل ہو گیا اور سپاہی مستورات کو مارنے لگ گئے اور ان کے سروں سے چادریں بھی چھین لیں اور ان کی لوٹ مار کی وجہ سے کسی بی بی کا شانہ زخمی ہو گیا اور کسی کے سر اور کسی کے کان سے خون بہہ رہا تھا اور وہ فریاد بلند کرتی تھیں **وَاَجْدَاهُ وَاعْلِيَّاهُ وَاحْسِنِيَّاهُ وَاحْسَنَاهُ** کہ کیا کوئی فریاد سننے والا نہیں کہ جو ہماری فریاد کو سنے کیا کوئی نہیں ہے کہ جو ان دشمنوں کو ہم سے دور کرے میں یہ دیکھ کر بہت زیادہ پریشان تھی اور میرا بدن لرز رہا تھا میں نے اپنی پھوپھی ام کلثومؑ کے پیچھے پناہ لی۔ ایک ظالم کو دیکھا کہ جو میری طرف آ رہا ہے تو میں ڈر کر دوسرے خیمے کی طرف بھاگ گئی اور میں نے خیال کیا کہ مجھے اس کے ہاتھ سے نجات حاصل ہو گئی ہے لیکن میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ میرے پیچھے آ رہا تھا اور جیسے ہی میرے پاس پہنچا تو نیزے کی نوک کو میرے شانے پر مارا جس کی وجہ سے میں منہ کے بل زمین پر گر گئی پھر اس نے میرے گوشوارے چھینے کہ جس کی وجہ سے میرے کان زخمی ہو گئے اور اس وقت مجھے کوئی ہوش نہ تھا جب میری آنکھ کھلی تو میرے سر اور کانوں سے خون جاری تھا کہ جو میرے شانے اور رخساروں سے بہہ رہا تھا اور میرا سر میری پھوپھی زینب کی گود میں تھا اور وہ فرما رہی تھیں اٹھو کبریٰ خیمے جل گئے ہیں اٹھو ذرا دیکھیں بیمار کربلا پر کیا گزری ہے میں اٹھی اور میں نے عرض کر لیا۔ **يَا عَمَّتَاهُ هَلْ مِنْ خَرَقَةٍ اسْتَرِبَهَا رَأْسِي عَنْ اَعْيُنِ النَّظَارِ**

اے پھوپھی کیا کوئی کپڑا ہے کہ جس سے میں اپنے سر کو لوگوں کی نظروں سے چھپاؤں تو جناب زینب نے فرمایا **يَا بِنْتَاهُ عَمَّتْكَ مِثْلَكَ** بیٹی تمہاری پھوپھی بھی تمہاری طرح ہے پھر ہم سب امام سجادؑ کے خیمے میں جمع ہو گئے اور میرے بھائی (امام سجاد) منہ کے بل زمین پر پڑے ہوئے تھے اور شدت گرمی اور لکڑی اور درد کی

وجہ سے پیٹھنے کی طاقت نہیں تھی ہم نے ان کے لئے گریہ کیا اور وہ ہمارے لئے گریہ کرنے لگے اور میری پھوپھی نے سارا دیکر اٹھا یا اور پوچھا اے سجاد خیمام جل گئے ہیں۔ ہماری چادریں چھن گئی ہیں بتاؤ کیا اسی جلتے خیمے میں جل جائیں؟ تو امام سجادؑ نے کہا ہر جلی جاؤ۔

خیموں کو آگ لگانا

عمر سعد خیموں کے قریب آیا اور آواز بلند کی اے اہل بیت! حسین خیموں سے باہر نکل جاؤ تو مستورات نے اس کی آواز کی کوئی پرواہ نہ کی عمر سعد نے دوبارہ بلند آواز سے کہا کہ خیموں سے باہر نکل جاؤ تو جناب زینبؑ نے فرمایا۔ اے عمراب تو ظلم کرنے سے باز آ جاؤ عمر سعد نے کہا اے علی کی بیٹی باہر آ جاؤ تاکہ تمہیں قید کریں پھر بی بی نے فرمایا خدا سے ڈرو اس قدر ہم پر ظلم نہ کرو عمر سعد نے کہا اسیری کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے جناب زینب نے فرمایا کہ ہم اپنی مرضی سے باہر نہیں نکلیں گے عمر سعد نے اس وقت حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دی جائے۔ تو سپاہیوں نے آگ لگا دی اس وقت اہل حرم اور بچے برہنہ پاؤں خیموں سے باہر نکلے اور بیابان کی طرف دوڑتے تھے کہ جس پر کانٹے تھے حلالاکہ کے ایک بچی کے دامن کو آگ لگی ہوئی تھی حمید بن مسلم کہتا ہے (جو دشمن کا سپاہی تھا) کہ میں اس بچی کی طرف گیا تاکہ اس کے دامن کی آگ بجھا دوں اس نے خیال کیا کہ شاید میں اس کو اذیت دینا چاہتا ہوں تو اس نے بھاگنے کی کوشش کی جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا اے مرو نجف کا راستہ کس طرف ہے میں نے کہا نجف کس لئے جانا چاہتی ہو اس نے کہا میں یتیم اور غریب ہوں اپنے دادا علی کی قبر پر پناہ حاصل کروں گی اگرچہ مولا علیؑ کی قبر مقدس بارود کے زمانے تک مخفی رہی لیکن ممکن ہے کہ بچی کی مراد دشمن کو رحم دلانے کے لئے یا اپنے آپ کو امیر المومنین کی طرف منسوب کرنا مقصود ہو یا یہ کہ قبر کا نجف کے صحراء میں ہونا سب کے لئے واضح تھا لیکن جگہ معلوم نہیں تھی۔

لب تشنه کی کشند کسی را کنار آب

گیرم حسین سبط نبی خدا نبود

حسینؑ کو نبی کا نواسا نہ بھی مانا جائے تو پھر بھی کسی کو دریا کے کنارے کب پیاسا قتل کرتے ہیں

آتش بہ آشیانہ مرغی نمی زند

گیرم کہ خیمہ خیمہ آل عبا نبود

اگر آل نبی کے خیموں کو آل نبی کا خیمہ نہ مانا جائے تو پھر بھی کسی پرندے کے گھونسلے کو بھی آگ نہیں لگائی جاتی

خیمہ ہا می سوزد و شمع شب تارم شدہ
در شب بیماریم آتش پر ستارم شدہ
خیمے جل رہے ہیں اور میری سیاہ رات کی شمع بن گئی ہے میری بیماری کی رات میں آگ میری پرستار بن گئی ہے
بسکہ اشک آمد بہ چشم خواب شب رارہ نیست
دود آتش از چہ رہ در چشم خونبارم شدہ
میری آنکھوں میں اتنے آنسو آئے ہیں کہ فینک کی گنجائش نہیں رہی آگ کا دھواں کس راہ سے میری چشم خون
باز میں داخل ہو گیا۔
جز دو چشم ہیچکس آبی براین آتش نریخت
مردم چشمان من تنها و فادارم شدہ
اس آگ پر میری آنکھوں کے سوا کسی نے پانی نہ ڈالا صرف میری آنکھوں کی پتلیاں میری وفادار ہیں۔

جناب زینبؓ امام سجادؑ کے خیمہ کے قریب

بعض مقاتل میں ذکر ہوا ہے کہ جس وقت خیموں کو آگ لگائی گئی تو جناب زینبؓ امام سجادؑ کے پاس آئیں اور
عرض کیا اے گذشتگان کی یادگار اور اے باقی رہنے والوں کی پناہ خیموں کو آگ لگ گئی ہے ہم کیا کریں؟ تو
امام نے فرمایا۔ **عَلَيْكِنَّ بِالْفَرَارِ**
تمہارے اوپر لازم ہے کہ یہاں سے جلدی نکل جاؤ تو تمام اہل حرم اور بچے روتے ہوئے جلدی سے خیم سے
نکلے اور بیابان کی طرف رخ کیا لیکن جناب زینبؓ خیمے میں باقی رہ گئیں اور امام سجادؑ کی دیکھ بھال کرتی تھیں امام
شدت بیماری کی وجہ سے باہر نکلنے پر قادر نہیں تھے دشمن کا ایک سپاہی کہتا ہے کہ میں نے خیمے کے قریب ایک
بلند قد کی مستور کو دیکھا حالانکہ آگ نے خیمے کے اطراف کو شعلہ ور کیا ہوا تھا وہ بی بی کبھی دائیں طرف کبھی
بائیں طرف اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھی اور اپنے ہاتھوں کو بہت تکلیف کی وجہ سے ایک دوسرے پر مارتی
تھی اور کبھی خیمے کے اندر جاتی تھی اور کبھی باہر آتی تھی میں جلدی سے اس کے پاس گیا اور میں نے کہا اے بی
بی مگر آپ آگ کے شعلے کو نہیں دیکھ رہی ہیں کیوں باقی مستورات کی طرح باہر نہیں جاتی ہیں تو اس نے روتے
ہوئے فرمایا۔

يَا شَيْخُ اِنَّ لَنَا عَلِيًّا فِي الْخِيْمَةِ وَهُوَ لَا يَتِمَكَّنُ مِنَ الْجُلُوسِ وَالنَّهْوِضِ فَكَيْفَ

افارقہ

اے شیخ ہمارا ایک بیمار اس خیمے میں ہے جو نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ اٹھ سکتا ہے میں اس کو کس طرح تھا چھوڑ دوں
حالانکہ آگ ہر طرف سے لگی ہوئی ہے

از آن ترسم کہ آتش بر فروزد

میان خیمہ بیمارم بسوزد

مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں آگ نہ لگ جائے اور خیمے میں جو میرا بیمار ہے وہ کہیں جل نہ جائے

از آن ترسم کہ آتش شعلہ گیرد

میان خیمہ بیمارم بعیرد

میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اس آگ کے شعلے بلند نہ ہو جائیں اور خیمے میں میرا بیمار جل کر مر جائے۔

چند بچے اور ایک خاتون کی شہادت

ارباب مقاتل لکھتے ہیں جس وقت دشمنوں نے خیموں میں ہجوم کر کے آگ لگا کر لوٹ مار کی تو اہل بیت کے چند
بچے وحشت و شدت گرگتی اور ہجوم کرنے والوں کے پاؤں کے نیچے آکر شہید ہو گئے کہ جن میں حضرت مسلم
کے بھائی عبدالرحمن بن عقیل کے دو لڑکے سعد اور عقیل خیمے میں دشمن کے ہجوم کی وجہ سے پاؤں تلے دب کر
شہید ہو گئے ان کی ماں علی کی بیٹی خدیجہ تھیں اس بناء پر وہ دونوں بچے علی علیہ السلام کے نواسے تھے اور ان
شهداء میں ایک بچی بھی تھی جس کا نام عاتکہ تھا اس کی عمر سات سال تھی جو کہ ملائین کے پاؤں کے نیچے آکر
شہید ہو گئی وہ حضرت مسلم کی بیٹی تھی اس کی ماں علی کی بیٹی رقیہ تھیں ان میں سے دو احمد بن حسن مجتبیٰ کی
مادری بہنیں بھی تھیں ایک کا نام ام الحسن اور دوسری کا نام ام الحسن تھا کہ یہ دونوں بھی فوج کے گھوڑوں کے
پاؤں تلے آکر شہید ہوئیں تھیں۔

ساربان کا ظلم

سعید بن مسیب اصحاب امام سجادؑ میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کی شہادت کے ایک سال بعد میں نج کے
مراجم میں شرکت کے لئے مکہ گیا اچانک طواف کرتے وقت میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے
ہیں اور اس کا چہرہ تاریک رات کی طرح سیاہ تھا اور کعبے کے خلاف کو پکڑے ہوئے یہ دعا کرتا تھا۔ اے کعبہ خدا

مجھے نہیں بخشنے گا۔ مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے نہیں بخشنے گا اگرچہ آسمان اور زمین کے رہنے والی تمام مخلوق میری شفاعت کریں میرا گناہ بہت زیادہ سنگین ہے سید کہتا ہے کہ میں اور چند آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اور ہم نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اگرچہ تو شیطان بھی ہو تب بھی تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ رحمت خدا سے بائوس ہو۔ بتا تو کون ہے۔ تمہارا گناہ کس قسم کا ہے تو وہ رو پڑا اور کہا میں خود اپنے گناہ کو جانتا ہوں ہم نے کہا اپنے گناہ کو ہمارے لئے بیان کرو کہ وہ کیا ہے اس نے کہا میں امام حسینؑ کے اونٹوں کا ساربان تھا حضرت کے ساتھ مدینے سے عراق کی طرف سے گیا تھا مجھے پتہ چلا کہ امام کا ازار بند بہت زیادہ قیمتی ہے (نقل کرتے ہیں کہ یہ قیمتی ازار بند جس وقت امام حسینؑ کی شادی یزدجر کی بیٹی شربانو کے ساتھ ہوئی تو اس وقت یہ ازار بند دربار ساسانی سے مدینے پہنچا تھا) میں چاہتا تھا کہ وہ قیمتی ازار بند میرے ہاتھ آجائے اور جس وقت امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو اس وقت میں ایک مقام پر چھپا ہوا تھا اور جب گیارہویں محرم کی رات آئی تو اس قیمتی ازار بند کی لالچ میں میں رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتا ہوا شہداء کے پارہ پارہ جسوں کے قریب پہنچا اور میں نے لاشہ تلاش کرتے کرتے جب امام حسینؑ کے سر بریدہ بدن کو پایا اور خواہشات نفس اور شقاوت میرے اوپر غالب تھی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس قیمتی ازار بند کو حضرت کی کمرے ضرور نکالوں گا۔ اور جب میں نے اس ازار بند کو کھولنا چاہا تو میں نے دیکھا کہ اس پر بہت سی گرہیں لگی ہوئی ہیں میں نے ان میں سے ایک گرہ کو کھولا تو اتنے میں امام حسینؑ کا دایاں ہاتھ حرکت کرنے لگا اور اس طرف کے لباس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا میں نے بہت کوشش کی کہ حضرت کے ہاتھ کو اٹھاؤں لیکن نہ اٹھا سکا پھر میری خواہشات نے اس چیز پر آمادہ کیا کہ ایک ایسی چیز تلاش کروں کہ جس سے حضرت کے ہاتھ کو کلائی سے کٹ دوں۔ تو مجھے ایک لوٹی ہوئی تلوار ملی جس سے میں نے حضرت کے دائیں ہاتھ کو کاٹا پھر میں نے ہاتھ کو آگے بڑھایا تاکہ ازار بند کی گرہ کھولوں کہ اچانک پھر امام کے بائیں ہاتھ نے حرکت کی اور لباس کی اس جگہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تو میں نے حضرت کے بائیں ہاتھ کو بھی کٹ دیا اس وقت میں نے ہاتھ آگے کیا تاکہ آزاد بند کو نکالوں تو اچانک زمیں کو زلزلہ آیا اور فضاء متغیر ہو گئی اور ایک آواز سنی ایک شخص گریہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے **وَ اَبَتَاهُ وَاَمَقْتُولَاهُ وَاَذِيْبَحَاهُ وَاَحْسَيْنَاهُ وَاَغْرِيْبَاهُ يَا بَنِي قَتْلُوْكَ وَاَمَ عَرَفُوْكَ وَاَمِنْ شَرِّبِ الْمَاءِ مَنَعُوْكَ**

ہائے بلا جان ہائے وہ جو شہید ہوا اور سر کو جدا کیا گیا ہائے حسینؑ جان اے میرے غریب بیٹے تجھ کو تشنگ لب شہید کیا گیا اور آپ کے مقام کو انہوں نے نہ پہچانا۔

اس وقت میں نے اپنے آپ کو ان شہداء کی لاشوں کے درمیان چھپا لیا اتنے میں تین بزرگ اور ایک مستور کو بہت سی مخلوق کے ساتھ دیکھا اور ان کے ساتھ ملائکہ بھی تھے کہ جن کی کثرت سے میدان بھر گیا وہ پیغمبرؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ تھے اور وہ گریہ کر رہے تھے اور ساتھ میں بھی کرتے تھے کہ اچانک رسول خداؐ نے مجھے دیکھا

اور مجھ سے فرمایا **يَا اَحْسَنَ الْاَنَامِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَلَامِ فَعَلْتَ مَكْنًا بَوْلَبِي سَوَدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَقَطَعَ يَدَيْكَ فِي النَّيَا قَبْلَ الْاٰخِرَةِ**

اے انسانوں میں سے پست ترین انسان اس خدا کی لعنت ہو کہ جو قادر اور آگاہ ہے تو نے میرے فرزند کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے خدا تیرے چہرے کو سیاہ کرے اور ترے ہاتھ آخرت سے پہلے دنیا میں شل ہو جائیں ابھی حضرت کی بد دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ میرے ہاتھ خشک ہو گئے اور میرا چہرہ رات کی تاریکی کی طرح سیاہ ہو گیا اور میں اس حالت میں گرفتار ہو چکا ہوں اب خدا کے گھر کے قریب آیا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ مجھ پر لطف کرے اور میں جانتا ہوں کہ خدا ہرگز مجھے نہیں بخشنے گا۔ حاضرین اور جس کسی نے بھی اس کی بات کو سنا اس پر لعنت بھیجی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس شخص نے جابر بن عبد اللہ انصاری کے ساتھ مدینے کے بازار میں ملاقات کی اور اپنا واقعہ سنایا تو جابر اس قدر روئے کہ جیسے کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کی نعش پہ روئے اور اس سے کہا کہ خداؤ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو تجھ پر

شہداء کے سر مبارک

عمر سعد نے حکم دیا کہ تمام شہداء کربلاء کے بدنوں سے سروں کو جدا کیا جائے اور پھر ان سروں کو مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ کوفے میں ابن زیاد کے پاس پہنچائے جائیں اور سر دکھا کر اس سے انعام حاصل کیے جائیں۔

کل 78 سر مبارک تھے تیرہ سر مبارک کو قیس ابن اشعث کی سرپرستی میں قبیلہ کندہ کے حوالے کیا گیا۔ بارہ سر مبارک شمر کی سرپرستی میں قبیلہ ہوازن کے سپرد کیے گئے سترہ سر مبارک قبیلہ بنی تمیم کے حوالے کیے گئے سولہ سر مبارک قبیلہ بنی اسد کے حوالے کئے گئے۔

سات سر مبارک قبیلہ مذجج کے سپرد کئے گئے کہ جو کل پیٹھ سر مبارک بن جاتے ہیں اور باقیوں کو دوسرے مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا گیا۔ لیکن مناقب ابن شہر آشوب کی کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ بیس سروں کو ہوازن کے سپرد کیا گیا اور انہیں سروں کو تمیم کے قبیلہ میں اور نو سروں کو بنی اسد کے حوالے کیا گیا اور باقی قبائل کے درمیان نو سروں کو تقسیم کیا گیا اور قبائل میں سے قبیلہ مذجج کو ذکر نہیں کیا ہے کل ستر سروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مختصر کلام یہ کہ سب شہداء کے سروں کو کاٹا گیا تھا سوائے حضرت علی اصغر کے سر مبارک کے کیونکہ امام حسینؑ نے علی اصغر کے سر کو دفن کر دیا تھا دو سرا ح بن یزید ریاحی کا سر کہ اس کے سر کو کاٹنے سے اس کے قبیلے والے مانع ہوئے تھے۔ ایک روایت کہ جو کتب مقاتل میں ذکر ہوئی ہے کہ حر کے رشتہ داروں نے حر پر گھوڑے

دوڑانے سے بھی روکا اس سے یہ استفادہ ہوتا ہے۔ کہ باقی شہداء کے بدن بھی گھوڑوں کے نیچے پائمال کیے گئے۔

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک خولی کے ثور میں

عمر سعد نے عاشورا کے دن حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو خولی بن یزید اموی اور حمید بن مسلم کو دیا تاکہ ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔ خولی کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ پر تھا خولی اپنے گھر میں آیا گیا رھویں کی رات تھی اس نے یہ ارادہ کیا کہ سر مبارک کو صبح ابن زیاد کے پاس لے جائے گا۔ خولی کی دو بیویاں تھیں ایک ان میں سے انصاریہ (مدینہ کے مسلمانوں میں سے) کہ جس کا نام عیوف تھا اہل بیتؑ نبوت سے محبت رکھتی تھی اس سے خولی نے امام حسینؑ کے سر مبارک کو چھپانے کے لیے ثور میں رکھا تھا عیوف نے رات کے آخری حصہ میں ایک نور کو دیکھا کہ وہ نور ثور سے آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا جب وہ اس نور کے قریب آئی تو سنا کہ کچھ عورتیں نالہ و فریاد کے ساتھ امام حسینؑ کے لیے گریہ کر رہی ہیں تو وہ فوراً "حقیقت حال سے آگاہ ہو گئی اور خولی کے پاس آئی اور روتی ہوئی کہنے لگی ظالم تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے ہمارے رسول حسینؑ کا سر قلم کیا ہے اور اس کو تندور میں چھپا رکھا ہے اور دوسری بیوی نے خولی سے کہا کہ تم ہرگز مجھے اپنے بستر میں نہیں دیکھو گے اس لیے خولی سے جدا ہو گئی اور دوبارہ اس کے پاس نہ گئی صبح کے وقت دارالامارہ میں گیا اور حضرت امام حسینؑ کے سرمقدس کو ابن زیاد کے سامنے رکھا اور کہنے لگا۔ اَمْلَأْ رِجَابِي فَضَّةً اَوْ فُجْبًا اِنِّي قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُحِبَّابَ وَغَيْرَهُمْ مَنْ يَنْكَرُونَ النَّسَبَ قَتَلْتُ غَيْرَ النَّاسِ اَمَّا اَبَا

میرے رکاب کو سونے اور چاندی سے بھردو چونکہ میں نے سید اور بزرگ کو قتل کیا ہے اور میں نے ایسے بزرگ سردار کو قتل کیا ہے کہ جو حسب و نسب ماں باپ کے اعتبار سے سب سے افضل تھا یہ بات عام لوگوں میں امام حسینؑ کی تعریف تھی یہ سن کر ابن زیاد کو برا لگا اور خولی سے کہا اگر تمہیں پتہ ہے کہ وہ (حسین علیہ السلام) انسانوں میں سے سب سے بہتر ہیں تو پھر تم نے اس کو کیوں قتل کیا خدا کی قسم تمہیں کوئی چیز نہیں دوں گا بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد کو اس پر غصہ آیا اور اس کو قتل کر دیا۔

خولی کی بیوی کا مرثیہ پڑھنا

بعض نے لکھا ہے کہ خولی جلدی سے کوفہ آیا تاکہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے جائے جس وقت دارالامارہ میں پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے تو وہ اپنے گھر چلا گیا اور امامؑ کے سر مبارک کو ایک مٹی کے برتن کے نیچے رکھا اور کمرے میں چلا گیا جب اس کی بیوی (انوار) نے دیکھا تو کما وائے ہو تجھ پر لوگ سونا اور چاندی لاتے ہیں

لیکن تم رسول خدا ﷺ کے نواسے کا سر مبارک لے آئے ہو خدا کی قسم اس کے بعد ہرگز میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گی۔ انوار کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک نور اس سر سے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے اور سفید پرندوں کو دیکھا کہ جو اس نور کے اطراف میں اڑتے ہیں اور یہ واقعہ صبح تک جاری رہا۔

ای سر پر خون ز کجا آمدی

ابن دل شب منزل ما آمدی
اے خون آلود سر تو کہاں سے آیا ہے آدمی رات کو ہمارے گھر آیا ہے

گلشن روی تو عجب باصفا است

ای سر پر خون بدنت در کجاست
تیرے چہرے کا گلشن عجیب حد تک صاف ہے اے خون آلود سر تیرا جسم کہاں ہے۔

اے سر پر خون زچہ افسردہ ای

ہست گمانم کہ جوں مردہ ای
اے سر پر خون تو کیوں افسردہ ہے میرا خیال ہے کہ جوں مرگ ہے

ای سر بیریدہ دور از وطن منزل مبارک

ای شہید غرقہ در خون بی کفن منزل مبارک
اے وطن سے دور بدن سے جدا ہونے والے سر تجھے منزل مبارک ہو اے خون میں ڈوبے ہوئے بے کفن شہید منزل مبارک ہو

ای سر بیریدہ آخر روئی خاکسار چرائی

خوش نمودی روی خاکستر وطن منزل مبارک
اے کئے ہوئے سر تو خاک پر کیوں ہے خاک پر ٹھکانا خوب بنایا ہے تجھے منزل مبارک ہو

صاحبان منصب و سرباز و افراد توجہ شد

کو جلالت اف براین چرخ کھن منزل مبارک
صاحبان منصب اور جان نچھاور کرنے والے تیرے افراد کو کیا ہوا تیرے جلال کو کیا ہوا اس چراغ کسن پر تف ہے
تجھے منزل مبارک ہو۔

میہمان را ہیچکس در کنج مطبخ جانندادہ

میزبانیت روی خاکستر چرا راست نہادہ
مہمان کو کسی نے مطبخ کے کسی گوشے میں جگہ نہ دی تیرے میزبان نے تجھے خاک پر براہ راست کیوں رکھ دیا

بودی خراسانی حضرت زینب کے زبان حال سے کہتے ہیں

چرا از ہمرہان دوش ای سرخونین جدا بودی

چرا پر خاک و پر خاکستری دیشب کجا بودی؟

کل کے ساتھیوں سے اے سر پر خون تو کیوں جدا تھا خاک میں کیوں اٹا ہوا تھا تو کل رات کہاں تھا۔

کہ بر روی جراحات سرت پاشیدہ خاکستر

مگر درد تور ایں گونہ داروئی دوبودی

تیرے سر کے زخموں پر خاک ڈال دی ہے کیا تیرے درد کی کمی دوا تھی

بہ مهمانی چرا درخانہ بیگانگان رفتی

بریدی ازچہ با ماروزی آخر آشنابودی

تو غیروں کا مہمان کیوں بنا ہم سے علیحدہ کیوں ہوا کبھی تو ہم سے آشنا تھا۔

گرفتار جفای شمر ما بودیم دیشب را

تو در دست کہ ای سر تا سحر گہ مبتلا بودی

ہم کل شمر کی جفائیں گرفتار تھے تو صبح تک کس کے ہاتھ میں قید تھا

یکی گوید ترا جابود درکنج ننور ای سر

یکی گوید بہ زیر طشت پنہان از جفابودی

کوئی کہتا ہے کہ اے سر تنور کے گوشے میں تیری جگہ تھی کوئی کہتا ہے کہ طشت کے نیچے پوشیدہ تھا ظلم کی وجہ

سے

نبد جای تو ای گنج شہان درکنج مطبخها

تو آخر روزی ای سر زینت عرش خدا بودی

بہر حال اے سر تو اک دن عرش خدا کی زینت تھا

پس از کشتن سری درماسوا کی شد بدین گونہ

ہمانا از ازل ای سر سوا ازما سوا بودی

کاٹے جانے کے بعد کوئی سردنیا میں اس صورت حال سے کب دوچار ہوا قتل ہو جانے کے بعد کونین میں کوئی سر

اس طرح کب رہا یقیناً" اے سر تو ازل سے دو جہاں سے زیادہ بلند مرتبہ تھا۔

شام غریب کی مصیبت

عاشورا کی خونی جنگ کے شعلے صبح سے لے کر عصر تک جاری رہے امام حسینؑ عصر کے وقت شہید ہو گئے اور عاشورا کے عصر کے وقت خیموں کو لوٹا گیا اور آگ لگا دی گئی اس اعتبار سے آنے والی رات بہت زیادہ غمناک رات تھی شام غریب کی رات ایک طرف پارہ پارہ بدن سر سے جدا زمین پر پڑے ہوئے تھے دوسری طرف مستورات اور بچے غمزہ تھے ڈر کے مارے بیابانوں میں بکھرے ہوئے تھے امام سجادؑ ایک نیم سوختہ خیمے کے بچے بستر بیماری پر پڑے ہوئے تھے اس رات کی مصیبت خصوصاً جناب زینب کی مصیبت کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے یہ قول شاعر۔

من از تحریر این غم ناتوانم

کہ تصویرش زدہ آتش بہ جانم
میں اس غم کو تحریر کرنے سے قاصر ہوں اس کی تصویر نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

ایک اور شاعر نے عمدہ انداز میں جناب زینب کی زبان سے بیان کیا ہے

اگر صبح قیامت راشبی ہست آن شب است امشب

طیب از من ملول و جان ز حسرت برلیست امشب

اگر صبح قیامت میں کوئی رات باقی ہے تو وہ یہ رات ہے طیب کو مجھ سے مایوس ہے اور حسرت و یاس کی وجہ سے میری جان لیوں پر ہے۔

برادر جان یکی سربرکن از خواب و تماشا کن

کہ زینب بی تو چون در ذکر یارب یارب است

امشب

بھائی جان ذرا خواب سے سر اٹھائیے اور دیکھئے کہ زینب آپ کی جدائی میں اس رات کس طرح یارب یارب کہہ رہی ہے

جہان پر انقلاب و من غریب این دشت پر وحشت

تو در خواب خوش و بیمار در تاب و تب است

امشب

زمانے میں انقلاب برپا ہے میں مسافر ہوں اور یہ صحرا وحشت سے لبریز ہے تو گمراہ نیند سوراہا ہے اور اس رات تار تار رہا ہے۔

سرت مهمان خولی و ننت باساریان همد

مرا باهر دواندر دل هزاران مطلب است امشب
تیرا سر خولی کا ممان ہے اور تیرا جسم ساریان کا ہمد بنا ہوا ہے مجھے آج رات دل کے اندر دونوں باتوں پر
ہزاروں الجھنیں ہیں

صبا زمن به زهراء گو بیا شام غریباں بین

کہ گریباں دیدہ دشمن بہ حال زینب است امشب
اے صبا میری طرف سے فاطمہ زہراء سے کہو کہ آئیے اور شام غریباں کو دیکھئے زینب کے حال پر دشمن کو بھی
رونا آ رہا ہے۔

شام غریباں کے وقائع بہت زیادہ دلسوز ہیں

شام

1- ساریان سنگدل کا واقعہ کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

2- امام حسینؑ کے سر کا واقعہ خولی کے تنور میں پہلے بتایا گیا ہے۔

3- یہ کہ حضرت زینبؑ نے بکھرے ہوئے بچوں اور بیچوں کو اکٹھا کیا ان میں سے ہر ایک کوئی نہ کوئی بین کر
رہی تھی اور رہا تھا کوئی اپنے باپ کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی اپنے بچا کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی تشنہ
علیٰ اصغر کو یاد کرتی تھی۔

کوئی اکبر قاسم عون و محمد وغیرہ کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی کہتی تھی کہ بھوپھی اماں مجھے طمانچہ مارا گیا ہے
کوئی کہتی تھی کہ میرا کان درد کر رہا ہے چونکہ گوشواروں کی لالچ میں میرا کان چیرا گیا ہے کوئی کہتی تھی مجھے
تازیانے مارے گئے اور جناب زینبؑ ان تمام حوادث کا مقابلہ کر رہی تھیں یہ قول شاعر۔

اگر در دم یکی بودی چہ بودی

اگر غم اند کی بودی چہ ہو دی
اس وقت جناب زینبؑ کو بچوں کو تلاش کرنے کے بعد پتہ چلا کہ دو بچے گم ہو گئے ہیں اور اپنے بھائی کی دو لمانتیں
کہ جو زینب کے سپرد کی گئی تھیں۔ وہ دو لمانتیں موجود نہیں ہیں۔ اپنی بن ام کلثوم کو آواز دی آؤ دیکھیں کہ دو
بچے گم ہو گئے ہیں دونوں ہمیں ان دو بچوں کو تلاش کرنے کے لیے بیابان میں چلی گئیں بہت زیادہ تلاش کیا آخر
دیکھا کہ ایک کانٹے دار جھاڑی کے نیچے ایک دوسرے کی گردن پر ہاتھ ڈالے ہوئے سوئے ہوئے ہیں لیکن جب

ان کے قریب گئیں تاکہ ان دونوں پھولوں کو زمین سے اٹھائیں اور بیدار کریں تو عجیب جگہ سوز منظر دیکھا کہ
محبیت بہت زیادہ سنگین تھی مگر کیا دیکھا انہوں نے کہ وہ دونوں وحشت اور پیاس کی وجہ سے اس دنیا سے کوچ
کر گئے ہیں۔ خدا جانتا ہے ان بہنوں پر کیا گزری ہوگی بہتر یہ ہے کہ ان دو بچوں کی حالت شاعر کی زبان میں بیان
کریں۔

فلک باعترت خیر البشر لختی ملراکن

ملراکن بہ آل اللہ و شرم لرزوی زہرا کن
اے آسمان محمد کی آل سے ذرا سا اچھا سلوک کر تجھے خدا اور فاطمہ زہراء کا واسطہ
فلک آن دم کہ خرگاہ حسین را زدی آتش

دو کودک ز آن میاں گم شد بگردای چرخ پیداکن
اے آسمان اس وقت کہ جب تو نے خیمہ گلہ حسین کو آگ لگائی تو اس وقت دو بچے گم ہو گئے تھے تو اے فلک
گردش کر اور ان کو ڈھونڈ کر لا

شب تار و کجا گشتند پنہان ویکی روشن

چراغ و ماہ تفتیشی از آن دو ماہ سیماکن
رات تاریک ہے وہ کہاں گم ہو گئے چاند کے اکیلے روشن چراغ ان دونوں چاند جیسی پیشانیوں والے افراد کو تلاش
کر۔

بہ صحراء ام کلثوم است وزینب ہر دو در گردش

تو ہم با آن دو خانوں جستجو در کوہ و صحراکن
صحرا میں زینب اور ام کلثوم دونوں سرگرداں ہیں تو بھی ان دونوں کے ہمراہ پہاڑ اور جنگل میں جستجو کر
شود مہر و مہمت کم ای فلک از مشرق و مغرب

بجو آن ماهر و بان و دل زینب نسلی کن
اے آسمان تیرے چاند سورج مشرق و مغرب سے گم ہو جائیں ان چاند جیسی صورت والوں کو ڈھونڈ اور زینب
کے دل کو تسکین دے۔

اگر پیدا نگر دند آن دو طفل بی پدر امشب

مہیای عقوبت خویش را زبہر فردا کن
اگر وہ دونوں یتیم آج رات نہ ملے تو اپنے کل کے لیے سزا میا کر
گمانم آنکہ جان دادند بانخواری بن خاری

بزرگ خوار گلاہائے نبوت راتعاشا کن
میرا خیال ہے کہ انہوں نے ذلت و خواری کی تکلیفوں سے تنگ آکر جان دے دی گلے کے نیچے نبوت کے
پھولوں کو دیکھ

بعض مقاتل میں ذکر ہوا ہے کہ جب دشمن اس جگر سوز حادثہ سے مطلع ہوئے تو سارا واقعہ عرسعد کو بتایا گیا اور
انہوں نے اجازت مانگی کہ پانی کو اہل بیت تک پہنچائیں۔ عرسعد نے جواب میں اجازت دے دی تو انہوں نے
پانی کو بچوں تک پہنچایا لیکن بچوں نے پانی نہ پیا اور کہتے تھے۔

كَيْفَ نَقْرَبُ وَقَدْ قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ عَطْشَانًا ہم کس طرح پانی تک حلاکتہ فرزند رسول کو
تشنہ لب شہید کیا گیا ہے۔ جب کہ خود بھی تین دن کے پیاسے تھے۔

شهداء کے پارہ پارہ بدنوں سے اہل بیت کے قیدیوں کا گزرنا

عرسعد گیارہویں محرم ظہر تک کربلاء میں رہا نماز کے بعد اپنے سپاہیوں کو دفن کرنے کے بعد کوفہ روانہ ہوا
جب کہ شہدا کربلاء کے بدن کربلاء کی گرم مٹی پر پڑے ہوئے تھے عرسعد نے حکم دیا کہ اہل حرم کہ جن کی تعداد
بیس تھی اور سچے اور ان میں امام سجاد بھی تھے کہ جن کی عمر بائیس سال تھی اور امام محمد باقر کہ جن کی عمر چار
سال تھی ان سب کو بے کجا وہ اونٹوں پر سوار کیا جائے اور ان کو قیدیوں کی صورت میں کوفہ روانہ کیا جائے
حضرت امام سجاد کی گردن میں طوق ڈالا گیا اور ان کو قتل گاہ سے گزار کر لایا گیا اہل حرم کی نظریہ سر شہداء
کے پارہ پارہ بدنوں پر پڑی تو ان کا غم دوبارہ تازہ ہو گیا مستورات اپنا منہ چھپتی تھیں اور اپنے آپ کو اونٹوں سے
زین پر گرا دیا اور شہداء کی لاشوں کے قریب آئیں اور گریہ و بکا سے قیامت بپا ہو گئی حمید بن مسلم جو کہ دشمن
کا سپاہی تھا کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں علی کی بیٹی زینب کا وہ وقت نہیں بھلا سکتا ہوں کہ جب بھائی کے پارہ پارہ
بدن کے قریب گریہ کرتی تھیں اور بلند آواز کے ساتھ فریاتی تھیں **وَأَمَحَمَّاهُ صَلَّى عَلَيْكَ**
مَلَأْنِيكَ السَّامَ هَذَا حَسِينٌ مَرَمٌ بِالْبِمَاءِ مَقَطْعُ الْأَعْضَاءِ وَبِنَاتِكَ سَبَايَا

فریاد ہے اے محمد آسمان کے ملائکہ کا درد تجھ پر ہو یہ تیرا حسین ہے کہ جو خون میں غفلان ہے اس کے
اعضاء کٹے ہوئے ہیں اور تیری بیٹیاں بطور قیدی قتل گاہ سے گزاری جا رہی ہیں ایک اور روایت میں ذکر ہوا ہے
کہ یہ بین بھی کیا کہ **هَذَا حَسِينٌ مَجْرُورُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالزَّوَامِ بَابِي**
الْمَهْمُومِ حَتَّى قَضَى بَابِي الْعَطْشَانَ حَتَّى مَضَى بَابِي مِنْ شَيْبَتِهِ تَقَطَّرُ بِالْبِمَاءِ اے جد
بزرگوار یہ تیرا حسین ہے کہ جس کے سر کو ظلم سے جدا کیا گیا اور لباس اور عملے کو لوٹ لیا گیا میرے ماں

باپ فدا اس شخص پر کہ جو بہت زیادہ غموں کے ساتھ شہید کیا گیا میرے ماں باپ فدا اس پر کہ جس کو تشنہ لب
شہید کیا گیا میرے ماں باپ فدا ہوں اس پر کہ جس کے خون کے قطرات داڑھی سے گرتے تھے راوی کہتا کہ
جب زینب نے اس طرح مصائب کو بیان کیا کہ **فَابْكَّتْ وَاللَّهِ كُنْ عَنِّي وَصَدِيقِي** خدا کی قسم زینب
کے اس کلام سے ہر دوست اور دشمن رو رہا تھا **عَفَّمْ** کاشانی نے اس موقع کی مناسبت سے کچھ اشعار کے ہیں جو
کہ یہ ہیں۔

برحر ہنگاہ چوں رہ آن کاروان فتاد

شور و نشور غلغلہ اندر جہان فتاد
جب اس قافلہ کا میدان جنگ سے گزر ہوا تو زمانے میں ایک شور مچ رہا ہو گیا

ہر چند برتن شہداء چشم کار کرد

بر زخم ہائے کاری تیر و سنان فتاد
شہداء کے جسموں پر آنکھ نے جتنا کلام کیا تو وہ تیر و سنان کے کاری زخموں پر ہی پڑی

ناگاہ چشم دختر زہراء در آن میان

بر پیکر شریف امام زمان فتاد
اس دوران میں فاطمہ کی بیٹی کی نگاہ پیکر شرافت امام عصر کے جسم مقدس پڑی

بی اختیار نعرہ هذا حسین لراو

سر زد چنانکہ آتش لو در جہان فتاد
ان کی زبان سے خدا حسین کا نعرہ اس طرح بلند ہوا کہ زمانے میں آگ سی بھڑک اٹھی

پس با زبان پر گلہ آن بضعتہ الرسول

رو در مدینہ کرد کہ یا ایہا الرسول
پس گلہ اور شکوہ کرنے والی زبان کے ساتھ اس بضعتہ الرسول نے اپنا منہ دینے کی طرف کیا اور کہا کہ

اے خدا کے رسول

ابن کشتہ فتادہ بہ هامون حسین تو است

ابن صید دست و بازو در خون حسین تو است
یہ صحرا میں قتل ہونے والا آپ کا حسین ہے یہ خاک و خون میں ترپنے والا شکار آپ کا حسین ہے

ابن نخل تر کر آتش جان سوز تشنگی

دود از زمین رسانند بہ گردوں حسین نواست

جو خون جاری ہوا ہے اس کے ساتھ غسل دیا گیا ہے۔

اے جد بزرگوار ذرا دیکھو کہ اس کے اصل بیت کو قیدی بنا کر بے رحمی کے ساتھ گزارا جا رہا ہے اور شہداء کے سروں کو جن کے چہرے چاند کی طرح ہیں نیزوں پر بلند کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمان نے جس وقت اپنے پلا کے بدن کو پہچانا تو اس طرح مرثیہ پڑھا۔

اَبی یَا اَبی مَاکَانَ اَسْرَعُ فُرْقَتِی
لَنَیْکَ فَمَنْ لِّیْ بَعْدَکَ الْیَوْمَ یُکْفَلُ

وَمَنْ لِّیَّتَامِیْ بَعْدَ بَعْدَکَ سَیِّدِی
وَمَنْ لِّیَّتَامِیْ کَافِیْ مَتَکْفِلِ

اَیَا جَنَّتَا قَوْمِیْ مِنْ الْقَبْرِ وَانْظُرِیْ
حَبِیْبَتِکَ مَتَلُوْلَ الْحَبِیْبِیْنَ مَرْمَلِ

اے پلا اے پلا آپ کی جدائی کس قدر جلد انجام پائی پلا کس قدر جلدی آپ کی جدائی میں جلا ہو چکی ہوں آپ کے بعد کون ہماری سرپرستی کرے گا۔

اے آقا اے میرے سردار آپ کے بعد یتیم کس سے پناہ حاصل کریں گے اور بے سارا عورتیں کس سے پناہ حاصل کریں گی اے ہمارے جد بزرگوار قبر سے باہر آؤ اور اپنے حبیب کو دیکھو کہ ان کا چہرہ کس قدر مجروح اور خون آلودہ ہو چکا ہے۔

ای چرخ غافلے کہ چہ بیداد کردہ ای

وزکین جہاد را این ستم آباد کردہ ای

اے آسمان کیا تجھے خبر نہیں کہ تو نے کیا ظلم کیا ہے اور کیسے کی وجہ سے تو نے اس ستم آباد میں کیا کچھ کیا ہے۔

گام یزید دا دہ ای لڑکشتن حسین

بنگر کہ را ز قتل تو دلشاد کردہ ای

حسین کے قتل ہونے سے تو نے یزید کا مقصد پورا کر دیا ہے ذرا دیکھ کہ تیرے قتل کرنے نے کس کا دل خوش کیا ہے۔

اے زادہ زیاد نکرده است ہیچگہ

نمرود ابن عمل کہ تو شداد کردہ ای

اے ابن زیاد یہ عمل کبھی نمرود نے بھی نہیں کیا جو تجھ شداو نے کیا ہے

بہر خسی کہ بار درخت شقاوت است

بنگر چھا کہ باقد شمشاد کردہ ای
اس تنکے کے لیے جو درخت شقاوت کا پھل ہے دیکھ تو نے شعلہ کے قد کے ساتھ کیا کیا ہے۔

بادشمنان دین نتوان کرد آنچه نو

بامصطفیٰ وحیدر ولولاد کردہ ای
یہ کام دین کے دشمنوں کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا جو تو نے محمد اور علی اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا ہے۔

حلقی کہ بود بوسہ گہ مصطفیٰ زکین

آزردہ زخنجر فولاد کردہ ای
وہ طلق جو محمد مصطفیٰ کی بوسہ گھ تھا تو نے کینے اور صلیبی وجہ سے اسے خنجر فولاد سے زنج کیا ہے۔

چرا بی سر فنادہ پیکر نو

چہ حال است این بمیرد دختر نو
تیرا جسم بغیر سر کے کیوں پڑا ہوا ہے یہ کیا احوال ہے کہ تیری بیٹی دیکھ کر مری جاتی ہے۔

پدر نگلاردم شمر ستمگر

کہ جاسازم دمی اندر ہر نو
والد محترم مجھے شرم کرنے اتنی مہلت نہ دی کہ آپ کے پہلو میں تھوڑی دیر اپنے لیے جگہ بنائی۔

سیلمانی چرا دراین بیابان

چہ شد انگشت وکو انگشت نو
اے سلیمان اس صحرا میں تیری انگلی کو کیا ہوا اور تیری انگوٹھی کہاں گئی

میان آفتاب گرم سوزان

چرا عربان فنادہ پیکر نو
گرم اور جلا دینے والی دھوپ میں تیرا جسم بغیر لباس کے کیوں پڑا ہوا ہے

بہ کھنہ بیرھن کردی قناعت

کہ بیرون کرد آن را زین نو
تو نے پرانے لباس پر قناعت کی وہ بھی تیرے جسم پر سے اتار لیا گیا

بعض مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب زینبؓ نے جھک کر اپنے بھائی کے پارہ پارہ بدن کو اپنی گود میں لیا اور اپنے منہ کو بھائی کے حلقوم پر رکھا اور بوسہ دیا اور فرماتی تھیں۔

اِنِّیْ لَوْ خِیْتُ بَیْنَ الرَّحِیْلِ وَالْمَقَامِ مِنْكَ لَاخْتَرْتُ الْمَقَامَ مِنْكَ وَلَوَّانَ السَّبَاعُ
تَاکْکِیْ لَعَمْرِیْ اے بھیا اگر کرٹا میں آپ کے ساتھ رہنے اور یہاں سے جانے کے لیے مجھے اختیار دیں تو میں
آپ کے پاس رہنے کو ترجیح دوں گی اگرچہ بیابان کے درختوں سے میرے بدن کے گوشت کو کھالیں۔

چون چارہ نیست می روم و می گذار مت

ای بارہ بارہ تن بہ خلمی سیارمت
چونکہ میرا کوئی بس نہیں ہے میں جاری ہوں تجھے چھوڑ کے اے پارہ پارہ جسم تجھے خدا کے حوالے کر رہی ہوں۔

اس کے بعد فرمایا یَا بَنِیْ اُمِّیْ لَقَدْ کَلَلْتُ مِنَ الْمَنَافِعَةِ لِهَؤُلَاءِ النِّسَاءِ وَالْاَطْفَالِ وَهَذَا مَتْنِیْ
قَدْ اَسْوَدَ مِنَ الْغُرْبِ

اے میری ماں کے لالے میں بچوں اور عورتوں کی دشمنوں سے خفا کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔ اور یہ
میری کمر ہے کہ دشمن کے تازیانوں کی وجہ سے سیاہ ہو چکی ہے۔

حضرت سکینہؓ اپنے بیا کی لاش پر

مصلح کفنی میں منقول ہے کہ حضرت سکینہؓ نے جس وقت اپنے باپ کو پہنچا تو حضرت کے بدن کو اپنی گود میں
لیا اور شدت غم کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں اور غش کے عالم میں سنا کہ بیا فرما رہے ہیں

شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَادْکُرُوْنِیْ

اے میرے شیعو! جب تم ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا اور جب کسی مسافر اور شہید کا تذکرہ سنو تو مجھ پر گریہ کرنا
جب جناب سکینہؓ ہوش میں آئیں تو خوف کی حالت میں انھیں اور اپنے منہ کو بچتی تھیں۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ سکینہؓ نے اپنے آپ کو اپنے بیا کی لاش پر گرا دیا اور چند مرتبہ زور سے آہ و
بکاء کی یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں جب ہوش میں آئیں تو کہا کہ بے ہوشی کے عالم میں نے سنا ہے کہ میرے
بیا فرماتے ہیں۔

شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَادْکُرُوْنِیْ

اے میرے شیعو! جب تم ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا اور جب کسی مسافر اور شہید کا تذکرہ سنو تو مجھ پر گریہ کرنا
جب جناب سکینہؓ ہوش میں آئیں تو خوف کی حالت میں انھیں اور اپنے منہ کو بچتی تھیں۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ سکینہؓ نے اپنے آپ کو اپنے بیا کی لاش پر گرا دیا اور چند مرتبہ زور سے آہ و
بکاء کی یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں جب ہوش میں آئیں تو کہا کہ بے ہوشی کے عالم میں نے سنا ہے کہ میرے
بیا فرماتے ہیں۔

کیف استسقی لطفلی فابواں یرحمونی

وَسَقَوْهُ سَهْمَ بَقِي عَوْضِ الْمَاءِ الْمَعِينِ
يَا لِرَزَاءٍ وَمَصَابٍ هَذَا كَانَ الْحُجُونِ
وَيَلَهُمْ قَدْ جَرَحُوا قَلْبَ رَسُولِ الشَّقَلِينَ
فَالْمَنُوهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شَيْعَتِي فِي كُلِّ حِينِ

اے میرے شیعو جب بھی تم ٹھٹھا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کرنا

جب بھی کسی شہید یا غریب کے بارے کوئی بات سنو تو میری غربت اور شہادت کو یاد کر کے گریہ کرنا میں نواسہ رسول ہوں کہ جو بے جرم شہید کیا گیا اور شہید کرنے کے بعد جان بوجھ کر میرے بدن کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے پھال کیا گیا اے کاش تم سب عاشورا کے دن موجود ہوتے اور دیکھتے کہ کس طرح ہم نے اپنے بچوں کے لیے دشمن سے پانی مانگا اور پانی کے بدلے ظلم کے تیروں کے ساتھ سیراب کیا گیا یہ وقت کس قدر غم انگیز اور دردناک تھا کہ جس کی وجہ سے مکہ کے بلند پہاڑ لرزے لگے۔

وائے ہو ان پر کہ انہوں نے اپنے اس کام کے ساتھ کائنات کے رسولؐ کے دل کو مجروح کیا اے میرے شیعو جتنا تم سے ہو سکے ہر زمانے میں ان پر لعنت بھیجو۔

یہ جاں سوز اشعار جناب سیکنہؑ نے کہے کہ جن سے حشیا ہو گیا دوست اور دشمن سب رونے لگ گئے چونکہ کہا گیا ہے کہ

گر بود درمانی صندوحہ گر

آہ صاحب درد را باشد اثر
فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِنَ الْأَعْرَابِ حَتَّىٰ جَرَّوْهَا عَنَّهُ

آخر عرب کی ایک جماعت عمر سعد کے حکم سے جناب سیکنہ کے پاس آئی اور ان کو کھینچ کر اپنے باپ کے بدن سے جدا کر دیا۔

ای خصم بدمنش تو مزن نازیانہ ام

من ازکنار کشتہ بابا نمی روم
اے بدطینت دشمن مجھے نازیانہ نہ مار میں اپنے مقتول باپ کے پہلو سے جدا نہیں ہوں گی۔

من باعلی اکبر وعباس آمدم

ازاین دیار بی کس و تنہا نمی روم
میں عباس اور علی اکبر کے ہمراہ آئی تھی میں اس علاقے سے بے کس اور تنہا نہیں جاؤں گی۔

نن ها بروی خاک چنین مانده بی کفن

درشام و کوفہ ہمزہ سرہانمی روم
جسم خاک پر کس حال میں زمین پر پڑے ہوئے ہیں میں کوفہ و شام سروں کے ہم راہ نہیں جاؤں گی۔

سیلی مزن بہ صورتی ای شمر بے حیا

من بی علی اکبر لیلی نمی روم
اے بے شرم شرم مجھے طمانچہ نہ مار میں لیلی کے ساتھ علی اکبر کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

مزید کہ دراین دشت مرا کاری هست

گل اگر نیست ولی صفحہ گلزاری هست
مجھے مت مارو کہ اس جنگل میں مجھے ایک کام ہے۔ یہاں پھول اگرچہ نہیں ہے لیکن پھول کے پتے ضرور ہیں۔

ساربانان مزید این ہمہ آواز رحیل

آخر این قافلہ را قافلہ سالاری هست
اے ساربانوں یہ رحیل کی آوازیں نہ لگاؤ اس قافلے کا بہر حال اپنا ایک قافلہ سالار ہے۔

گریہ من بہ سرنخش پدر بیجا نیست

بلبل آنجا کہ بود گرمی بازاری هست
باپ کی لاش پر میرا گریہ غلط نہیں ہے بلبل وہیں ہوتا ہے جہاں بازار گرم ہو

ای پدر ہیج ندانی کہ دراین انجمن

بال و پر سوختہ ای مرغ گرفتاری هست
بہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی اس انجمن میں ایک مرغ گرفتار ہے جس کے بال و پر جل گئے ہیں۔

حضرت امام سجادؑ کے مصائب پارہ پارہ بدن کے ساتھ

امام سجادؑ بہت زیادہ سخت بیمار تھے اس کے باوجود سنگ دل دشمن نے حضرت کی گردن میں ایک طوق ڈال دیا جس سے آپ کی کمر اور گردن جھکی ہوئی تھی۔ شدت بیماری کی وجہ سے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتے تھے حضرت کے دونوں پاؤں کو اونٹ کے شکم کے نیچے باندھا دیا گیا تھا تاکہ اونٹ کی پشت سے زمین پر نہ گر پڑیں جب اہل بیتؑ قتل گاہ میں پہنچے تو سب پیادہ ہو گئے اور شہداء کی پارہ پارہ لاشوں کے قریب گئے لیکن امام سجادؑ پاؤں بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اونٹ سے نہ اتر سکے اور اس اونٹ کے اوپر سے بے سر شہداء کے بدنوں کو دیکھا اور حضرت کے بدن پر اتنا وزن ہو چکا تھا اور اس قدر بدن مڑھال ہو گیا تھا کہ قریب تھا روح بدن سے نکل جائے۔

جس وقت حضرت زینبؑ نے سید سجادؑ کو اس حالت میں دیکھا تو ان کے پاس آئیں اور فرمایا **مَا لِي أَرَاكَ تَجُودُ بِنَفْسِكَ يَا بَقِيَّةَ جَنِّي وَأَبِي وَأَخَوْتِي** اے میرے باپ دادا اور بھائیوں کی یادگار یہ کیا حالت ہے کہ جو میں آپ میں دیکھ رہی ہوں دکھائی دیتا ہے کہ آپ جان دینا چاہتے ہیں امام سجادؑ نے فرمایا

وَكَيْفَ لَا أَجْزَعُ وَأَمْلَعُ وَقَدَارِي سَيْبِي وَأَخَوْتِي وَعُمُومَتِي وَلَدَ عَمِّي وَأَهْلِي مُضَرِّجِينَ بِلِمَانِهِمْ مَرْمَلِينَ بِالْعَرَاءِ مَسْلَبِينَ لَا يَكْفَنُونُ وَلَا يُوَارُونَ

کس طرح بے تاب نہ ہوں اور کس طرح صبر کروں حالانکہ میرے والد میرے بھائی میرے چچے اور ان کی اولاد اور رشتہ داروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اس بیابان میں خون آلود ہیں عریان اور کفن کے بغیر ہیں اور کوئی بھی ان کو دفن کرنے والا نہیں ہے کوئی بھی ان کے پاس نہیں جاتا کیا یہ مسلمان ہیں یا ترک اور دیلم کے خاندان سے ہیں۔

حضرت زینبؑ نے امام سجادؑ کو تسلی دی اور فرمایا اے میرے جد و والد اور بھائیوں کی یادگار گھبراؤ نہیں خدا کی قسم یہ واقعہ خدا کے عہد اور بیان کی بناء پر ہوا ہے۔ زمانے کے فرعون کو کیا علم یہاں آسمان والے آئیں گے اور

ملاں کہ ان پارہ پارہ بدنوں کو اکٹھے کر کے چھپائیں گے اور تیرے والد کی قبر پر ایک نشانی لگائی جائے گی کہ سالہا سال اور صدیوں کے گزرنے کے باوجود ختم نہیں ہوگی کافر سلاطین جس قدر بھی کوشش کریں گے اس کو مٹانے کے لیے نہ سنا سکیں گے۔ اور اس کے برعکس روز بروز اس مکان مقدس کی رونق میں اضافہ ہوگا۔

اس کے بعد جناب زینب کبریٰ نے ام ایمن کا واقعہ اس عہد مذکور میں امام سجادؑ کی تسلی کے لیے بیان کیا

کاسہ چشم من از داغ تو مالا مال است

طول هر روز ز بعد تو بر این سال است
میری آنکھ کا پیالہ تیرے داغ ماتم سے لبریز ہے تیرے بعد میرے لیے ایک ایک دن سال کے برابر ہے۔

ای کہ جایت بہ سر دوش نبی بود مدام

خوابگا ہمت بچہ نقصیر در این گودال است
اے وہ کہ جس کا مقام ہمیشہ دوش نبوت پر تھا تجھ سے کیا قصور ہوا کہ یہ قید تیری خواب گاہ ہے
نتوان گشت کہ بان خاک ننت گشتہ عجین

لیک از اسب مخالف بدنت پامال است
یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تیرا جسم خاک سے متعلق ہو گیا ہاں البتہ دشمن کے گھوڑے نے تیرا جسم پامال کیا ہے۔

لحر منحور تو برگز نرود از یادم

صدر مکسور تو دیدھر کہ پریشان حال است

اسیران کالا شوں سے وداع کرنا

جب یہ قافلہ مدینے سے کھلا آیا تھا تو اس کے ساتھ عون، محمد علی، قاسم اور عباس تھے۔ حسین بھائی ساتھ تھے۔

ام سنا تو چھت سے نیچے آئی اور جو کچھ ان کے پاس چادریں
- روایت میں ہے کہ جس وقت اہل کوفہ کی نظر مظلوم
نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

فَتَلَّنَا

و پوس کس نے ہم کو قتل کیا ہے؟ کیا تم نے ہمیں قتل نہیں

مَنْكُمْ

سَتَجَزُونَ

فَكَهًا

نَارًا حَرًّا يَتَوَقَّدُ

حَرًّا مَهَا الْقَرَانِ ثُمَّ مَعَمَدُ

ہماری ماں کے لیے کہ جلدی جہنم کی آگ ہمیں گھیر لے۔

س خون کے ہانے کو حرام قرار دیا ہے جناب ام کلثوم کے

س دن کی طرح پھر کبھی کسی کو گریہ کرتے نہیں دیکھا گیا کچھ

ر اپنا منہ پیٹتی تھیں اور مرد شدت غم کی وجہ سے داڑھی

کرتے تھے اور مولا سچاوتے کہا اب روتے ہو جب کہ میری

شدند

شہر کوفہ نالہ کنان نوحہ گرشندند

کرتے ہوئے نوحہ گروئی

وسنان

پیش روی اہل حرم جلوہ گر شدند

کے اوپر جلوہ گر تھے۔

عرش

مع از ہی نظارہ بہ ہر رہگزر شدند

نے سالکان عرش جمع ہو گئے تھے۔

ل ہو گئے

ل ہٹائی تو

باہر نکل

کہ جب

لے عرب

لے چاہا کہ

لے تیروں

لے کراس

پنے آپ

یا میرے

اس قبر

پ عباس

جس کے

سے گریہ

اے پچاجان کہ امام حسین کے حرم اور مستورات کو دیکھا ہوتا کہ وہ فریاد کرتی تھیں اور کہتی تھیں ہائے سخت
پاس ہائے غریبی اس کے بعد حضرت عباس کے جنازے کو بنی اسد کی مد سے دفن کیا اور واپس لوٹے اور
اصحاب کی لاشوں کو بھی دفن کیا جب وہ نامعلوم شخص گھوڑے پر سوار ہو کر جانے لگا تو بنی اسد کے لوگوں نے
حضرت کے دامن کو پکڑا اور کہنے لگے تمہیں ان افراد کا واسطہ کہ جن کو آپ نے دفن کیا ہے آپ کون ہیں اس
سوار نے کہا کہ میں علی بن الحسین ہوں میں اس لئے آیا تھا کہ اپنے والد بزرگوار اور ان کے ساتھیوں کو دفن
کراں اب میں ابن زیاد کے قید خانے میں جاتا ہوں تمہیں مرحبا ہو ہمارے مصائب کے بارے میں بے تاب نہ ہو
اور صبر کرو اس کے بعد انہیں خدا حافظ کیا اور چلے گئے یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ شہداء کو 13 محرم 61 ہجری کو
دفن کیا گیا تھا یعنی امام کی لاش کو تین دن بعد دفن کیا گیا۔

شہداء کربلا کی قبور کے بارے میں مناسب اشعار

حرم دلی کہ منبع انہار کوثر است

کوثر کجا زبدیدہ پر اشک بہتر است

خوش باش ہے وہ دل جو کوثر کی نہروں کا منبع ہے کوثر رونے والی آنکھ سے کب بہتر ہے۔

نام حسین و کرب و بلا ہر دو دلربا است

نام علی اکبر آن دلربا تر است

حسین اور کربلا دونوں نام پر کشش ہیں علی اکبر کا نام ان دونوں سے زیادہ پر کشش ہے۔

رفتم بہ کربلا بہ سر قبر ہر شہید

دیدم کہ مرقد شہداء مشک و عنبر است

میں کربلا میں ہر شہید کی قبر پر گیا میں نے دیکھا کہ شہیدوں کے مزار مشک و عنبر ہیں۔

برسیدم از کسی سبیش را بہ گریہ گفت

پائیں پای قبر حسین قبر اکبر است

میں نے کسی سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے روتے ہوئے کہا حسین کے پائیں پای علی اکبر کی قبر ہے۔

پائیں پای قبر علی اکبر جوان

هفتاد و یک شهید چو خورشید انور است

علی اکبر کے پیروں کی طرف اکثر شہداء چمکتے ہوئے سورج کی طرح ہیں۔

بی شرم امتی کہ نترسید از خدا
بر عثرت پیامبر خود پرده درشدند
بے شرم امت جو خدا سے نہیں ڈری وہ اپنے نبی کی اولاد کو پردے سے محروم کر گئی۔
دست از جفانداشته برزخم اہلبیت
ہر دم نمک فشان بجفای دگر شدند۔
انہوں نے بجا سے ہاتھ نہیں روکا بلکہ اہلبیت کے زخموں پر نئے ظلم سے نمک پاشی کی۔

مسلم مستری کا بیان

مسلم مستری کہتا ہے کہ ابن زیاد نے مجھے قصر دارالامارہ کی تعمیر کے لئے طلب کیا تھا اور میں اس قصر کے سامنے مرمت کر رہا تھا کہ اچانک صدا بلند ہوئی کہ قیدی آگئے قیدی آگئے۔ وہاں پر ایک خادم تھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیلبت ہے اس نے کہا کہ ایک خارجی کا سر یزید کے پاس لایا جا رہا ہے کہ جس نے یزید پر خروج کیا تھا میں نے پوچھا کہ وہ خارجی کون ہے اس نے کہا حسین بن علیؑ۔ مسلم کہتا ہے کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا کہ اتنے میں خادم باہر چلا گیا اس وقت میں نے اپنے منہ کو بیٹا قریب تھا کہ میں اندھا ہو جاؤں میں نے اپنے ہاتھوں کو جلدی سے دھویا اور باہر قصر کے پیچھے چلا گیا یہاں تک کہ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے چالیس بے محل اونٹوں کو دیکھا کہ امام حسین کے اہل حرم اور بچے ان اونٹوں پہ بیٹھے ہوئے تھے اور امام سجاد کو دیکھا کہ ان کو بغیر کجاوہ اونٹ پہ سوار کیا گیا تھا اور حضرت کی گردن کی رگوں سے طوق کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

يَا أُمَّ السَّوَاءِ لَا سَقِيَالِ رَبِّكُمْ
يَا أُمَّةً لَمْ تَرَاعِي جَنَانَنَا
لَوْ أَنَّا وَرَسُولُ اللَّهِ يَجْمَعُنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَا
اے بری امت تم پر خدا کی رحمت نہ ہو اے امت تم نے ہمارے جد کے احرام کی رعایت نہ کی اگر تم کو رسول خدا کے ساتھ قیامت کے دن محشور کیا گیا تو رسول کو کیا جواب دو گے
تَصْفِقُونَ عَلَيْنَا كَفْكُمْ فَرَحًا
وَأَنْتُمْ فِي فِجَاجِ الْأَرْضِ تَسْبُونَا

تم خوشی کی وجہ سے تالیاں بجاتے ہو اور ہم کو اسیری کی حالت میں بازاروں سے گزرواتے ہو مسلم کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ بعض کوفہ کی عورتیں خرے اور روٹی لائیں تاکہ اہل بیت کے بچوں کو دیں کہ جو معمول میں تھے جناب ام کلثومؑ نے بلند آواز سے کہیا **أَهْلُ الْكُوفَةِ إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ** اے کوفہ کے لوگو صدقہ ہم پر حرام ہے اس غذا کو ان بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے نکال کر کوفہ کے لوگوں کی طرف پھینکتی تھیں یہ ایک ایسا منظر تھا کہ جسے دیکھ کر پورا کوفہ خوشی کی بجائے غم میں تبدیل ہو گیا اور ہر طرف سے گریہ و بکاء کی آوازیں بلند ہوئیں جناب ام کلثومؑ نے فرمایا **يَا أَبْنِ الْكُوفَةِ تَقْتُلُنَا رِجَالَكُمْ وَتَبْكِينَا نِسَائِكُمْ فَالْحَاكِمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ يَوْمَ فُضِّلَ الْقَضَا** خاموش ہو جاؤ اے اہل کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے جوانوں کو قتل کیا ہے اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں خدا ہمارے اور تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اچانک شور و غل بلند ہوا تو میں نے دیکھا کہ شہداء کے سروں کو کوفہ میں داخل کیا جا رہا تھا اور امام حسین کا سر مبارک سب سے آگے تھا۔ جو چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا جو کہ رسول کے ساتھ سب سے زیادہ شبہات رکھتا تھا حضرت کی داڑھی خضاب کی وجہ سے سیاہ تھی اور سر نیزہ پر سوار تھا۔

حضرت زینبؑ کا مرقعہ

مسلم مستری اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ جس وقت جناب زینبؑ کبریٰ نے محل کے درمیان اپنے بھائی کے سر مبارک کو نیزہ پر دیکھا **نَطَعَتْ جَبِينَهَا بِمَقْدَمِ الْمَحْمَلِ حَتَّى لَانِيْنَا الدَّمَ يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ قِنَاعِهَا** حضرت زینبؑ نے شدت غم کی وجہ سے اپنی پیشانی کو محل پر مارا جس کی وجہ سے بی بی کے زخم سے دوبارہ خون بننے لگ گیا اور شاید یہ زخم کوفے میں کسی کے پتھر مارنے کی وجہ سے ہوا ہو اس کے بعد غم اور حزن کے ساتھ اپنے بھائی کے سر مبارک کی طرف رخ کر کے اس طرح مرقعہ پڑھا

يَا هَلَالًا لَمَّا اسْتَقَمَّ كَمَالًا
غَالَهُ خَسَفَهُ قَابِلًا غُرُوبًا
مَاتَوْهَمَّتْ يَاشَقِيقُ فَوَادَى
كَانَ هُنَا مَقْدَرًا مَكْتُوبًا
يَا أَخِي فَاطِمَ الصَّغِيرَةِ كَلِمَهَا
فَقَدْ كَادَ قَلْبُهُانَ يَنْوَبًا
يَا أَخِي قَلْبِكَ الشَّقِيقُ عَلَيْنَا
مَالَهُ قَدَقَسَى وَصَارَ صُلْبِيَا

دم زندہ باشم

اے عجب نوکشتہ ومن زندہ باصدگونہ زاری
میں بھی زندہ رہوں گی ہائے افسوس کہ تو شہید ہو گیا اور میں زندہ ہوں

اصل بیت کو قید کرنا

کو ایک خط لکھا اور تمام واقعات یزید کو لکھے یزید نے جواب دیا کہ
دیں لیکن اس نے اس خط کا جواب تقریباً "بارہ دنوں کے بعد ابن
سجاد اور ان کے ساتھی کوفہ کے قید خانے میں قید رہے اور قید خانے
میں قیدی کی گئی یہاں تک کہ قید خانے میں بھی حضرت سجاد کی گردن میں

رخانے کے مصائب

قید خانے میں پھینکا گیا شاید کہ یہ خط اصل بیت کے دو ستاروں کی
تھے اور چاہتے تھے کہ ابن زیاد کے ارادہ سے آپ کو آگاہ کریں

وانہ ہو چکا ہے اور کچھ دنوں کے بعد وہ جواب لے کر آجائے گا اور
آواز آئے تو سمجھ لینا کہ یہ قوم آپ کو یہیں قتل کرنا چاہتی ہے اور
خبر کر لینا اور اگر تکبیر کی آواز نہ سنیں تو جان لینا کہ تم امان میں ہو اور

ساتھ باندھ کر قید خانے میں پھینکا گیا تھا اس خط میں لکھا ہوا تھا قریب
میتوں کو انجام دو

ب میں لکھا تھا کہ مرنے والوں کے سروں کو حسینؑ کے اہل بیت کے
بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ سروں کو اہل بیت کے ساتھ شام کی

در دانه بانوی دھر بی پردہ شہرہ شہر

دوران چہ کردہ از قہر باناز پروریدہ
زمانے کی بیش باشراوی اور پورے شر کی شرت بے پردہ رہی ظلم کی وجہ سے زمانے نے کیا کیا ٹانگوں کی پٹی ہوئی
کے ساتھ۔

ای لالہ دل ما ای شمع محفل ما

برنی مقابل ما سر بر فلک کشیدہ
اے ہمارے دل کے گل لالہ اے ہماری محفل کی شمع تو نوک نیزہ پر ہمارے سامنے بلند ہے۔

بنگر بہ حال اطفال در دست خصم پامال

چون مرغ بی پرو بال کر آشیان پریدہ
بچوں کا حال دیکھ دشمنوں کے ہاتھوں پامال ہیں بے پرو بل پرندے کی طرح جو آشیانے سے پرواز کر چکا ہو۔

یکدستہ دل شکستہ بندش بدست بستہ

یک حلقہ زار وخسنہ خارش بیا خلیدہ

برستہ دست تقدیر بیمار را بہ زنجیر

عنقاء قاف و نخجیر ہرگز کسی شنیدہ
تقدیر کے ہاتھ نے بیمار کو زنجیر کے ساتھ باندھ دیا لیکن کسی نے کوہ قاف کے عنقاء کو کبھی باندھا ہوا نہیں دیکھا۔
آہش زند زبانه روزانہ وشبانہ

از ساغر زمانہ زہر الم چشیدہ
زبان اس پر افسوس کر رہی ہے دن اور رات دونوں وقت اس نے ساغر زمانہ سے رنج و غم کا زہر پیا ہے۔

گر مو بہ مو بمویم آرام دل بجویم

از آنچہ شد نگویم باآن سربریدہ
اگر مسلسل روتے جاؤں پھر بھی اہم نہیں ملے گا جو کچھ ہوا ہے وہ اس کے ہوئے سرے نہیں کہوں گا۔

جناب زینبؑ کا خطبہ

اگرچہ اہل بیتؑ نبوت پر سخت مصیبتیں پڑیں لیکن امام کے ہدف اور قیام کے فلسفہ کو کسی وقت بھی فراموش نہ

بجینا

کا کھڑا

اے ذرا

تھ تلی

حضرت

جواباً

کوباً

برعوباً

نہیں

جاری

وہ میں

ندیدہ

نہیں

تمیدہ

غم دار

امام حسینؑ کے سر مقدس کا قرآن پڑھنا

متعدد روایات میں ہے کہ کوفہ میں امام حسینؑ کا سر مقدس قرآن مجید کی آیات پڑھتا تھا من جملہ ان میں سے شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کے سر مقدس کو کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے زید بن ارقم نے کہا میں نے دیکھا کہ حضرت کا سر نیزے پر ہے اور وہ سر مقدس اس آیت کی تلاوت کرتا تھا

اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابَ الْكَفِّ وَالرَّقِیْمِ كَانُوا مِنْ اٰیَا تِنَا عَجَبًا کیا گمان کرتے ہو کہ اصحاب کف اور رقیم ہماری عجیب آیات میں سے ہیں۔ راوی کتا ہے کہ میں ڈر گیا اور مجھے وحشت ہوئی میں نے آواز دی رَاسُكَ يَا بَنَی رَسُولِ اللّٰهِ اَعْجَبَ وَاَعْجَبَ تیرا سر اے فرزند رسول خدا عجیب اور تعجب آور ہے۔

نیز منقول ہے کہ سلمہ بن کہیل نے سنا اس وقت سر مقدس یہ آیت پڑھتا تھا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جلدی خدا تم کو ان نے شر سے دور کرے گا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (بقرہ)

نیز منقول ہے کہ حضرت کے سر مقدس کو ایک لکڑی پر آویزاں کیا گیا۔

بت سے لوگ اس کے اطراف میں اکٹھے ہو گئے ہم نے ایک نور کو دیکھا کہ جو اس سر سے آسمان کی طرف نکلا اور اس وقت سر امام حسینؑ یہ آیت تلاوت کر رہا تھا

وَسَيَعْلَمُ الْاَبْنَاءُ الظَّالِمُوْنَ اَنْ مَّنْ قَلْبٍ يَنْقَلِبُوْنَ جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عقرب جان لیں گے کہ ان کی بازگشت کس طرف ہے

گوش دھم بہ صوت قرآن نو
یا کہ بہ افغان بینیمان نو

تیری قرآن خوانی سنوں یا تیرے قیموں کی آہ و زاری کی طرف دھیان دوں

نبود گمان خواہرت این چنین
بہ نیزہ بینیم سرچون ماہ نو

تیری بن نے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ تیرے جیسے چاند کا چہرہ نیزے پر دیکھے گی۔

بین برادر من خونین جگر
بہ شمر و خولی شدہ ام ہم سفر

اے بھائی دیکھ میں زخمی جگر خولی و شمر کی ہم سفر ہوں

نو آیہ کھف تلاوت کنی

چو خوش زقرآن توحامیت کنی
تو سورہ کیف کی تلاوت کر رہا ہے تو قرآن کی تائید کتنی اچھی طرح کر رہا ہے

هنوز اظهار شجاعت کنی
خواہر غم دیدہ دلالت کنی

اب بھی بہادری کا اظہار کر رہا ہے اپنی غم زدہ بین کی تائید کر رہا ہے

بہ پیش محمل سر تو برسنان

زحلق و پیشانی تو خون رول
محمل کے سامنے تیرا سر نوک سناں پر ہے اور تیرے حلق اور پیشانی سے خون بہہ رہا ہے

جسناں بینیم من بی خانماں

نظر بہ سیمای نو ای روح و جان
میں پردیس کس طرح تجھے دیکھوں اے میری جان اور روح

چہ خوش است صوت قرآن زتو دلربا شنید ن

بہ رخت نظارہ گردن سخن خدا شنید ن
تیرے جیسے دلربا سے قرآن کا سننا اور تیرے چہرے پر نظر کرنا اور خدا کی باتیں سنا کس قدر پرکشش ہے

عبداللہ بن عقیف تائید کی شہادت

جب اصل بیت امام حسینؑ کو قیدی بنا کر کوفہ میں لایا گیا تو تیرہ محرم کو اعلان کیا گیا کہ مسجد کوفہ میں نماز ہوگی اور لوگ نماز کے لیے اکٹھے ہو گئے نماز کے بعد ابن زیاد نے خطاب کیا اور کہا جس نے ہم کو کامیاب کیا اس خدا کی حمد اور تعریف ہے۔ اور (یزید اور ان کے پیرو کاروں کی مدد کی اور جھوٹے اور جھوٹے کے فرزند کو قتل کیا جب وہ اس مقام پر پہنچا تو عبداللہ بن عقیف ازادی کہ جو شیعوں میں زائد ترین شخص تھا جنگ جمل میں علیؑ کے ہم رکاب تھا اور اس جنگ میں دشمن کی طرف سے تیر لگنے کی وجہ سے بائیں آنکھ بھی اس کی ضائع ہو گئی تھی۔ اور جنگ صفین میں دائیں آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ وہ دونوں آنکھوں سے محروم تھا تمام دن صبح سے لے کر شام تک مسجد کے گوشے میں عبادت میں مشغول رہتا تھا وہ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا۔

يَا بَنَ زَيْدَ ابْنِ الْكَذَّابِ ابْنِ الْكَذَّابِ أَنْتَ وَأَبُوكَ وَمَنْ اسْتَمَلَكَ وَابُوهَا عَوَالِدُ

اے زیاد کے بیٹے تو جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا ہے تو اور تیرا باپ جھوٹا ہے اور وہ جھوٹا ہے جس نے تجھے ہمارے اوپر حاکم بنایا ہے اے خدا کے دشمن کیا تم پیغمبر کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور پھر مومنین کے سر پر اس قسم کی بے حدودی کرتے ہو ابن زیاد عبد اللہ کے اعتراض سے غضبناک ہوا اس نے بلند آواز سے کہا کہ یہ بولنے والا کون ہے۔ عبد اللہ نے کہا میں ہوں اے دشمن خدا اس پاک خاندان کو کہ جن کو خدا نے پلیدی سے دور رکھا ہے ان کو قتل کرتے ہو اور گمان کرتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں وائے ہو تم پر کہاں ہیں مہاجرین اور انصار تاکہ سرکش امیر یزید اور اس کے باپ جو رسول خدا ﷺ کے زمانے سے ملعون تھا ان سے انتقام لیں یہ سن کر ابن زیاد اس قدر غضبناک ہوا کہ اس کی گردن کی رگیں خون سے بھر گئیں اور کہا کہ اس مرد کو میرے پاس لے آؤ جلاو ہر طرف سے دوڑے تاکہ اس کو پکڑ لیں لیکن عبد اللہ کے چچا زاد اور کچھ ازد قبیلے کے لوگ اٹھے اور اس کو ان کے ہاتھ سے نجات دلائی اور مسجد سے باہر لے گئے اور اس کو اپنے گھر پہنچایا ابن زیاد نے حکم دیا اور کہا کہ جلاو اس اندھے ازدی کو پکڑ کر لے آؤ کہ خدا اس کے دل کو اندھا کر دے اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ ابن زیاد کے آدمی عبد اللہ کو پکڑنے کے لیے اس کے گھر گئے اور یہ خبر ازد کے قبیلے اور یمنیوں کو پہنچی جو شیعہ تھے تو یہ سب مل کر عبد اللہ کی حمایت کے لیے جمع ہو گئے تو ابن زیاد نے قبیلہ مضر کو جمع کیا اور محمد بن اشعث کی سربراہی میں جنگ کے لیے بھیجا اس دوران سخت جنگ ہوئی اور عرب کی ایک کٹنی جماعت اس دوران قتل ہو گئی لیکن یہ جنگ عبد اللہ کے قتل کے بعد ہوئی ابن زیاد کے ملائین عبد اللہ کے گھر کے دروازے کے پاس آئے اور دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہو گئے اور عبد اللہ کی بیٹی نے فوج دیکھ کر بلند آواز سے کہا بابا جان فوجی آگئے تو عبد اللہ نے کہا تمہارے ساتھ ان کا کوئی کام نہیں ہے مجھے تلوار دے دو اور ساتھ کھڑی ہو کر مجھے بتاتی جا کہ ملائین کس طرف سے آرہے ہیں جناب عبد اللہ ایک ہی مقام پر کھڑے ہو کر تلوار سے اپنا دفاع کرتے تھے اور رجز پڑھتے اور آپ کی بیٹی کستی تھی کہ کاش میں مرد ہوتی تو بلا تیرے آگے آگے رسول خدا کی پاک عترت کے قاتلین کے ساتھ جنگ کرتی فوجیوں نے حضرت عبد اللہ کو ہر طرف سے گھیر لیا جب کہ حضرت عبد اللہ آخر دم تک اپنا دفاع کرتے رہے بالآخر فوجیوں نے آپ کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس لے گئے جب ابن زیاد نے عبد اللہ کو دیکھا تو کہا اس خدا کی تعریف جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا تو جناب عبد اللہ نے کہا کس طرح تو نے مجھے رسوا کیا وَاللَّهِ لَوْ قَرَّحَ لِي عَنْ بَصْرِي ضَاقَ عَلَيَّكَ مَوْرِدِي وَمَصْرِي خُدا کی قسم اگر میں جینا ہوتا تو تمہارے خروج اور ورود کو تنگ کر دیتا ابن زیاد نے کہا اے دشمن خدا عثمان کے بارے میں تیرا نظریہ کیا ہے؟ عبد اللہ نے کہا اے قبیلہ علج کے زر خرید اے مرجانہ کے بیٹے تجھ کو عثمان سے کیا کام اس نے اچھا کیا یا برا اصلاح کی یا جہاں خدا خود اپنی مخلوق کے مقدرات پر حاکم ہے کہ ان کے درمیان اور عثمان کے

درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا لیکن تو اپنے باپ کی حالت اور اپنی حالت اور یزید اور یزید کے باپ کی حالت مجھ سے پوچھ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تجھ سے نہیں پوچھوں گا یہاں تک کہ موت کے شربت کو ایک ایک گھونٹ کر کے پیو گے۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں کائنات کے خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ تمہاری پیدائش سے پہلے میں نے خدا سے چاہا تھا کہ مجھے شہادت کا مقام عطا فرمائے میں نے خدا سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ سب سے ملعون اور سب سے مبغض کے ہاتھ سے میری شہادت ہو لیکن جب میں ٹائیٹا ہو گیا تو میں شہادت سے مایوس ہو گیا اب میں خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس نے میری دعا کو پورا کیا ابن زیاد نے اپنے جلاو سے کہا کہ اس کی گردن کو جدا کر دو عبد اللہ کی گردن کو جدا کیا گیا اور اس کے خون آلود بدن کو کوفہ میں کنسرہ کے مقام پر لٹکایا گیا اور ایک قول کے مطابق مسجد کے احاطہ میں پھانسی دی گئی تمام اولیاء خدا کا درود اس جوان غیور جنگجو اور پاک دل پر کہ جس نے اپنی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام حسینؑ کی عزت کی خاطر اپنی جان دے دی۔

کوفہ سے شام تک کے مقاتل کے مصائب

اہل بیتؑ نبوت کے رنج آور مصائب میں سے ایک یہ ہے کہ یزید کے حکم کے مطابق ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کے اہل حرم اور بچوں کو سخت تکلیف کے ساتھ کوفہ سے شام کی طرف لے جائیں اور یہ بھی حکم دیا کہ امام سجادؑ کی گردن میں طوق ڈالا جائے حضرت سجادؑ اور باقی قیدیوں کو محضر بن ثعلبہ اور شمر بن ذی الجوشن کے حوالہ کیا گیا اور دلخراش حالت میں شام کی طرف روانہ کیا گیا۔ بعض روایات کے مطابق چالیس آدمیوں کو سروں کے ساتھ روانہ کیا گیا کوفہ سے لے کر شام تک بہت لمبا راستہ تھا چاہیے تو تھا کہ آسمان راستے سے بیسیبیوں کو لے جاتے اور راستے میں تازہ دم ہونے کے لیے توقف کرتے لیکن اس کے برعکس امام حسینؑ کے اہل بیتؑ کو ایک گھر سے دوسرے گھر ایک شہر سے دوسرے شہر پھرایا گیا اور ہر شہر میں گلی استہزاء اور اذیت دیتے رہے یہ مقاتل اس ترتیب کے ساتھ ہیں۔

- 1- حمیرت 2- موصل 3- حران 4- دعوات 5- قسرن 6- سیبور 7- حمص
- 8- بعلبک 9- قسرنی مقاتل 10- حما 11- حلب 12- نصیبین 13- عسقلان
- 14- دیر قسیس 15- دیر رھب

اہل بیتؑ قسرنی مقاتل میں

ہوا سخت گرم تھی شکیروں کا پانی ختم ہو چکا تھا اہل بیتؑ کا قافلہ قسرنی مقاتل پہ اترا کہ جو راستے سے کچھ دور تھا

یا راستہ گم کرنے کی وجہ سے وہ قصر بنی مقاتل میں جا پہنچے تھے دشمنوں نے اپنے لیے خیمے نصب کئے لیکن اہل بیتؑ کو بیان میں رکھا ایک طرف پانی نہیں اور پیاسے ہیں اور دوسری طرف گرم ریت ہے کہ جس پر سورج کی تیز گرمی پڑ رہی تھی۔

لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ سید سجادؑ کی تیار داری کرنے کے لیے سجاد کے قریب آئیں اور سجادؑ کو ایک اونٹ کے سایہ تلے آٹھایا قریب تھا کہ امام سجادؑ شدت تشنگی کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں تو بی بی اپنے اپنے بیمار بچے کو اپنے دامن سے ہوا دیتی تھیں اور فرماتی تھیں **يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ أَرَاكَ بِهَذَا الْحَالِ يَا بَنِ أَخِي** اے برادر زادہ میرے لیے دشوار ہے کہ میں تم کو اس حالت میں دیکھوں قصر بنی مقاتل کے مقام پر جناب سیکنے نے سخت دھوپ میں قافلے سے کچھ دور ایک جھاڑی دیکھی جناب سیکنے دھوپ سے بچنے کے لیے اس جھاڑی کی چھاؤں تلے جا بیٹھی وہاں کی گرم ریت کو اکٹھا کر کے سرہانہ بنایا اور مدت سے تھکی ماندی تپاچے کھاتی ہوئی سیکنے نے اپنے دکھ کو کم کرنے کے لیے۔ اس ریت کے تکیہ پر سر رکھا اور وہاں کئی عرصے کی تھکاوٹ کی وجہ سے سیکنے کو نیند آگئی اور سیکنے وہاں سوئی رہی اور اہل بیتؑ کا قافلہ روانہ ہو گیا لیکن سیکنے بیان میں رہ گئی اور آپ فاطمہ کبریٰ کے ساتھ حمل میں ہوتی تھیں سوار ہوتے وقت کبریٰ نے دیکھا کہ سیکنے موجود نہیں ہے تو آواز دی اے ساربان قافلہ روک میری بہن کہ جو میرے ساتھ حمل میں تھیں وہ پھیلی منزل پر رہ گئی ہے۔ ساربان نے توجہ نہ دی تو فاطمہ نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور فرمایا خدا کی قسم جب تک میری بہن کو نہیں لاؤ گے اس وقت تک میں سوار نہیں ہوں گی۔ ساربان نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے جناب فاطمہ نے فرمایا کہ معلوم نہیں تو جناب زینبؓ نے فرمایا وہ تو وہاں چھاؤں ڈھونڈ رہی تھی پھر ساربان نے جنگل میں جا کر بلند آواز سے سیکنے کو آواز دی کہ اے سیکنے جلدی آؤ قافلہ جانے والا ہے پھر بھی کچھ پتہ نہ چلا بلا آخر ظالموں نے قافلہ روانہ کر دیا قافلے کے جانے کے بعد جب سخت گرمی کی وجہ سے سیکنے بیدار ہوئی تو کیا دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو گیا نہ سجادؑ نہ پھوپھیاں ہیں جنگل کا ماحول ہے تو سیکنے قافلے کے پیچھے اونٹوں کے نشانوں پر دوڑنے لگی اور فریاد کرتی تھیں کہ بہن فاطمہ جب میں تمہارے ساتھ حمل میں نہیں تھی تو تو نے مجھے کیوں یاد نہ کیا تم تو چلی گئی ہو اور مجھے جنگل میں تنہا چھوڑ گئی ہو اور فاطمہ پیچھے منہ کر کے دیکھتی جا رہی تھی کہ اچانک اونٹ کی پشت پر بیان میں سیکنے کی آواز کو سنا جو دوڑ رہی تھی اور بین کر رہی تھی فاطمہ نے آواز دی ساربان اونٹ کو روکو خدا کی قسم اگر میری بہن میرے پاس نہ آئی تو میں اپنے آپ کو زمین پر گرا دوں گی اور قیامت کے دن اپنے جد رسول خدا کے پاس تجھ سے اپنے خون کا مطالبہ کروں گی آخر ساربان کو اس بچی پر رحم آیا اس نے اونٹ کو روکا یہاں تک کہ سیکنے آگئیں۔

مجروح گشہ پای من اندر مسیر عشق

از بس بروی خار مغیلاں دویدہ ام

میرا پاؤں راہ عشق میں زخمی ہو گیا میں خار مغیلاں پر بہت زیادہ دوڑی ہوں

مابین مرگ و زندگی بی حضور باب

از این دو مرگ را زمین بزرگزیده ام
زندگی اور موت کے درمیان باپ نہ ہونے کی وجہ سے میں نے موت کو منتخب کر لیا ہے۔

ہاں حالت اس قدر رقت آور تھی کہ شاعر عرب کے قول کے مطابق

**رَقَّ لَهَا الشَّامِتُ مِمَّا بَهَا
مَاحِلٌ مِّنْ رَّقَّ لَهَا الشَّامِتُ**

امام حسینؑ کا ایک فرزند

کوفہ اور شام کے درمیان حلب کے مقام پر جو مصیبتیں اہل بیتؑ پر آئیں من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت اہل بیتؑ کے قیدی جاتے ہوئے کوہ جوشن یا کوہ جوش کہ جو شہر حلب کے مغرب کی طرف واقع ہے جب وہاں پہنچے تو حضرت امام حسینؑ کی ایک زوجہ جو کہ حاملہ تھی اور اس بچے کا نام قبل از ولادت محسن رکھا ہوا تھا وہاں پر سخت تکلیف کی وجہ سے وہ بچہ سقط ہو گیا اور وہاں چند آدمی تانبے کے کارخانے میں کام کر رہے تھے کہ جن سے اہل بیتؑ نے کھانا اور پانی طلب کیا لیکن انہوں نے کھانا اور پانی نہ دیا اور اہل بیتؑ کو ناسزا کہہ کر دور کر دیا

اب بھی اس سرزمین پر ایک زیارت گاہ موجود ہے کہ جس کا نام مشد السقط ہے کہتے ہیں کہ محسن کو وہاں پر دفن کیا گیا ہے ایک قول کے مطابق محسن ایک چھوٹا بچہ تھا جو کہ اہل بیتؑ کے ہمراہ قافلے میں تھا اور فوج کے ظلمات سے اس جگہ پر اس دنیا سے چلا گیا۔

قافلہ اہل بیتؑ عسقلان میں

یعقوب عسقلانی شام کے امراء میں سے تھا جو کہ کربلاء میں امام حسین کے خلاف جنگ میں شریک تھا اس نے حکم دیا کہ عسقلان کے لوگ جشن منائیں اور شہر کو زینت دیں اور ایک دوسرے کو مبارک باد دیں اور اس حالت میں آل محمد کے قیدیوں اور سروں کو عسقلان کے شہر میں داخل کیا گیا کہ لوگ خوشیاں منا رہے تھے زیر خنای تاجر مسافر تھا وہ کہتا ہے کہ میں عسقلان کے بازار میں تھا میں نے دیکھا کہ لوگ خوشیاں منا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو تحریک کہہ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ آج کس بات کی خوشیاں منا رہے ہو انہوں نے

کہا کہ یزید کی ایک مخالف جماعت نے عراق میں اس کے خلاف مخالفت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا ان کو قتل کیا گیا ہے اور ان کو شکست دی گئی ہے ان کے بچے اور عورتیں اور مرنے والوں کے سروں کو آج شرمیں داخل کیا جا رہا ہے زیر نے پوچھا مخالفین کا سربراہ کون تھا ان کا باپ کون ہے انہوں نے کہا علی بن ابی طالب کا بیٹا حسین تھا ان کی ماں رسول خدا ﷺ کی بیٹی فاطمہ الزہراء ہیں۔

جب زیر نے یہ بات سنی تو وہ بہت زیادہ بے چین ہوا قیدیوں کی طرف گیا اچانک اس کی نظر امام سجادؑ پر پڑی دیکھ کر رونے لگا حضرت نے فرمایا اے جوان تو کون ہے اس نے کہا میں ایک مسافر مرد ہوں امام نے فرمایا تمام لوگ ہنس رہے ہیں اور تو کیوں رو رہا ہے زیر نے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں کاش میں اس شرمیں نہ آیا ہوتا اور اس منظر کو نہ دیکھا ہوتا حضرت نے فرمایا اے جوان تجھ سے آشنائی کی خوشبو سونگھ رہا ہوں خدا تجھے نیکی عطا فرمائے کہ مجھ پر ایک احسان کر کہ امام حسینؑ کے سرمقدس کو اٹھانے والے سے کہہ کہ وہ سر کو آگے لے جائے تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور ان کی نظر میرے اہل حرم پر نہ پڑے زیر چلا گیا اور پچاس دینار امام حسینؑ کے سرمبارک اٹھانے والے کو دیئے اس نے اپنے گھوڑے کو آگے کیا اور لوگ اونٹوں کے اطراف سے دور ہو گئے زیر امام سجادؑ کی خدمت میں گیا اور کہا اے فرزند رسول خدا اگر کوئی اور خدمت میرے لائق ہو تو بتادیں میں انجام دوں گا امام سجادؑ نے فرمایا اگر کوئی کپڑا ہے تو مستورات کے لیے لے آؤ۔ زیر فوراً چلا گیا اور بہت زیادہ کپڑے لے آیا اور امام کو دیئے اور مستورات نے ان کپڑوں کو سر پر اوڑھا لکھا ہے کہ جب شمر نے دیکھا تو حکم دیا۔ زیر کو قتل کر دیا جائے تو اس کی فوج نے زیر کو پکڑ کر اتنا مارا کہ زیر بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا اور وہ وہیں پڑا رہا اور قافلہ چلا گیا۔

قافلہ اہل بیتؑ بعلبک میں

جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ بعلبک کے نزدیک پہنچا تو ملائین نے بعلبک کے حاکم کو خط لکھا اور اس کو جشن اور سرور کی دعوت دی بعلبک کے حاکم نے خط ملنے کے بعد لوگوں کو جشن اور سرور کی دعوت دی لوگوں نے جشن کے جھنڈوں کو لہرایا یہاں تک کہ بچوں کو تیار کیا گیا کہ وہ قیدیوں کو تنگ کریں تماشاویوں کا جھوم تھا اور اہل بیتؑ کے بچے رو رہے تھے اس حالت میں ان کو بعلبک میں داخل کیا گیا اور امام سجادؑ روتے ہوئے نوحہ پڑھتے تھے کہ نوے کا ایک شعر یہ ہے۔

كَانَنَا مِنْ أَسَارَى الرُّومِ بَيْنَهُمْ
كَانَ مَقَالَهُ الْمُعْتَازُ كَافَهُ

گویا ہم روم کے کفار کے قیدیوں کی طرح ان کے درمیان میں تھے اور یوں لگتا تھا کہ یہ پیغمبر خدا کی ہر بات کو

جھوٹا سمجھتے ہیں ہاں ان لوگوں نے ہمارے ساتھ اس قسم کا رویہ اور سلوک اختیار کیا۔

دیر راہب میں امام حسینؑ کا سرمقدس

اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا چلتے ہوئے جب دیر راہب (عیسائیوں کی عبادت گاہ) کے مقام پر پہنچا تو ابن زیاد کے حامیوں نے تھکاوٹ دور کرنے اور کھانا کھانے کے لیے قیام کیا اور امام حسینؑ کا سرمبارک نیزے پہ سوار تھا کچھ ملائین اس کی نگرانی کر رہے تھے جب مامورین قافلہ نے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا اور کھانا کھانے لگ گئے تو اچانک انہوں نے ایک ہاتھ کو دیکھا کہ جس نے راہب کے دیر کی دیوار پر اس طرح لکھا

اَتَرَ جَوْ أُمَّةٍ قَتَلْتُ حُسَيْنًا
شَفَاعَتُهُ جَبَهُ يَوْمَ الْحِسَابِ

کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو قتل کیا ہے قیامت کے دن اس کے جد کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں؟ ان میں سے ایک کتاب ہے کہ اس منظر کو دیکھ کر میں وحشت زدہ ہو گیا ہم میں سے ایک سپاہی نے کوشش کی کہ اس ہاتھ کو پکڑ لے لیکن وہ نظر نہ آیا ہم پھر دوبارہ کھانے میں مشغول ہو گئے اور پھر دوبارہ وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس شعر کو دیوار پر لکھا۔

فَلَا وَاللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيعٌ
وَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ

خدا کی قسم امام حسینؑ کے قاتلوں کے لیے کوئی شفاعت نہیں کرے گا اور یہ قیامت کے دن عذاب میں ہوں گے پھر ہمارے کچھ ساتھی اٹھے تاکہ اس ہاتھ کو پکڑ لیں دوبارہ وہ ہاتھ غائب ہو گیا وہ واپس ہوئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ پھر دیکھا کہ وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس شعر کو دیوار پر لکھا

وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِعُكْمٍ جَوْدٍ
وَعَالَفَ حُكْمَهُمْ حُكْمَ الْكِتَابِ

انہوں نے حسینؑ کو ظلم اور ستم کے ساتھ قتل کیا اور قرآن کے حکم کے خلاف اقدام کیا۔ ناچار دشمنوں نے کھانا کھانے سے ہاتھ اٹھایا اس وقت مسیحی راہب دیر کے درمیان سے یہ سب کچھ دیکھا ہاتھ

کہ امام حسینؑ کے سرمقدس سے ایک نور آسمان تک کھینچا ہوا تھا سرمبارک کے پاس جو تمکبان تھے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ عراق سے آئے ہیں امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد آئے ہیں ایک دوسری روایت کے مطابق کہ تمکبانوں نے امام حسینؑ کے سرمبارک کو دیر راہب کے ایک جانب زمین میں نصب کیا تھا جب رات کا آخری حصہ آیا تو راہب نے اس سرے سے صبح اور ذکر کی آواز سنی تو کیا دیکھا

کہ اس سر سے لے کر آسمان تک ایک نور دکھائی دیتا ہے اور آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا ملائکہ جماعت در جماعت نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں **السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام** **علیک یا بن رسول اللہ** راہب اس منظر کو دیکھ کر سخت وحشت زدہ ہوا اور بے تاب ہوا اور گھبراہٹ سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک خارجی کا سر ہے کہ اس نے عراق کی سرزمین پر خروج کیا تھا اور عبید اللہ بن زیاد نے اس کو قتل کیا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے انہوں نے کہا اس کا نام حسین بن علی ہے راہب نے پوچھا فاطمہ کا بیٹا حسین ہو گا تو اسے رسول ہے انہوں نے جواب دیا ہاں راہب نے کہا وائے ہو تم پر خدا کی قسم اگر ابراہیم کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کی پلکوں پر بٹھاتے لیکن تم اپنے نبی کے فرزند کو قتل کرتے ہو اس کے بعد کہا میری تم سے ایک حاجت ہے انہوں نے کہا کہ وہ حاجت کیا ہے راہب نے کہا کہ میرے پاس دس ہزار درہم رقم ہے وہ مجھے میرے باپ دادا سے ارث میں ملی ہے اور اس کو لے لو اور اس سر مقدس کو جب تک تم یہاں ہو مجھے دے دو اور جاتے وقت میں تمہارے سپرد کروں گا انہوں نے اپنے رکھیں سے پوچھا وہ بھی راضی ہو گیا انہوں نے راہب سے رقم لے لی اور سر مقدس کو ان کے حوالے کر دیا راہب نے اس سر کو لے لیا اور گھر لے گیا اس سر مبارک کو صاف کیا اور صخرے کے ساتھ معطر کیا اس کے بعد اس کو ایک ریشمی کپڑے میں رکھا اور اپنی گود میں رکھ کر صبح تک گریہ اور نوحہ کرتا رہا یہاں تک کہ تمباہوں نے اس سے سر کا مطالبہ کیا اس نے ہر سے خطاب کیا اور کہا اے سر خدا کی قسم میں اپنے علاوہ کسی کا ذمہ دار نہیں ہوں کہ اپنے نانا محمد کے پاس گواہ رہنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک ہی خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے میں نے تمہارے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور میں تمہارا غلام ہوں اس کے بعد راہب نے ان سے کہا کہ اپنے رکھیں سے کہیں کہ وہ میرے پاس آئے میں نے اس سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ انہوں نے اپنے رکھیں سے کہا کہ وہ راہب کے پاس آئے۔ جب وہ راہب کے پاس آیا تو راہب نے اس کو ہدایت کی کہ اس سر مقدس کو صندوق سے باہر نہ نکالے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو لیکن اس نے عابد کی نصیحت کو قبول نہ کیا

از کربلاء بہ شام چو پیمود مرحلہ

آن کاروان بی کس ویی زاد و راحلہ

جب وہ بے کس اور بے سرو سامان قافلہ کر بلا سے چل کر شام آیا

زان کشتگان چو مرحلہ ای می شدند دور

دوری ز صبر بود بہ ہفتاد مرحلہ

ان مقتولین میں سے جب وہ ایک منزل دور ہوتے تو مہر سے محروم ہونے کی وجہ سے دوری ستر مرطوں کے برابر

ہوتی تھی۔

ناشام در مقابل زینب سر حسین

کردہ است مہر و ماہ تو گوئی مقابلہ
شام تک زینب کے بالقابل سر حسین نے گویا چاند اور سورج کو اپنے سامنے لا کر کھڑا کیا تھا۔

گفتی فرار نیزہ سر آن بزرگوار

نام خدای بود پس از مذبحملہ
تیرے بھائی نیزے کی بلندی پر اس بزرگ کا سر بسر اللہ کی مدد کے بعد خدا کے نام کی طرح تھا۔

زان ناکسان ہر آنچه بہ آن ہی کسان رسید

باہیچ کافری نکند ای معاملہ
ان نامباردوں کی طرف سے جو کچھ ان بے کسوں پر پڑا ایسی کسی کافر پر بھی نہیں پڑتی

اہل بیت کا شام میں داخل ہونا

آل محمد کے قیدی یک صفر کے دن 61 جری کو شام میں داخل ہوئے آل محمد کے ایسوں پر شام میں چند دوسو حادثات پیش آئے ان کو ذکر کرتے ہیں۔

داخلہ شام اور سسل ساعدی کا واقعہ

جس وقت آل محمد کے اسیر دمشق کے نزدیک پہنچے تو حضرت ام کلثوم نے شمر سے کہا کہ جو تمباہوں کا سردار تھا کہ اے شمر ہماری چند خواہشیں ہیں شمر نے کہا کہ وہ کیا ہیں فرمایا اول یہ کہ جب ہمیں شمر میں لے جائیں تو ایسے دروازے سے داخل کریں کہ جہاں تماشا دیکھنے والے کم ہوں دوسری خواہش یہ ہے کہ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ سر مبارک ہم سے دور رکھیں تاکہ تماشا دیکھنے والے سر مبارک کو دیکھیں اور ہم سے دور رہیں لیکن شمر نے اس پر عکس حکم دیا کہ سروں کو پالانوں کے درمیان میں رکھا جائے اور حلب کا دروازہ کہ جہاں سے لوگوں کی آمد و رفت زیادہ تھی وہاں سے اہل بیت کو لایا جائے یہ بتانے کے لیے کہ اہل بیت کس طرح دمشق میں داخل ہوئے اس کے لیے صحابی رسول سسل بن سعد انصاری کا واقعہ کافی ہے کہ اس موقع پر وہ بیت المقدس سے شام کی طرف آرہے تھے۔ سسل کہتا ہے کہ میں بیت المقدس گیا ہوا تھا وہاں پر میرا گزر دمشق سے ہوا تو میں نے دیکھا کہ شام کے لوگ جشن اور سرور میں مصروف ہیں بلبے بجا رہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے اپنے آپ سے کہا

یقیناً "آج شام والوں کی کوئی عید ہے یہاں تک کہ چند آدمی جو آپس میں گفتگو کر رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا آج کے دن تم شامیوں کی کوئی مخصوص عید ہے کہ جس کو ہم نہ جانتے ہوں انہوں نے کہا اے بوڑھے مرد معلوم ہوتا ہے کہ تو بادیہ نشین ہے اس نے کہا میں سہل ہوں اور میں نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔

انہوں نے کہا اے سہل تعجب نہیں کہ آسمان خون برسائے اور زمین اہل زمین سمیت دھنس جائے میں نے پوچھا کیا ہوا ہے انہوں نے کہا یہ حسین کا سر اور محمد کی عزت ہے کہ عراق سے تحفہ کے طور پر لائے گئے ہیں میں نے کہا عجیب بات ہے کہ حسین علیہ السلام کا سر مبارک لائے ہیں۔ اور شام کے لوگ خوشیاں منا رہے ہیں اچھا یہ بتاؤ کس دروازے سے قافلے کو داخل کیا ہے؟ تو انہوں نے باب السلطنت کی طرف اشارہ کیا سہل کتا ہے کہ جب میں باب السلطنت کی طرف آیا تو کیا دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں جھنڈے ہیں اور کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں نیزے ہیں اور شہداء کے سر نیزوں پہ سوار تھے اور وہ نیزوں والے سپاہی گھوڑوں پر سوار تھے اور ان میں سے جو سب سے آگے آگے سر تھا وہ رسول خدا کے ساتھ بہت زیادہ شہادت رکھتا تھا اور ان کے ساتھ کچھ بے کجا وہ اونٹ بھی تھے کہ جن پہ کچھ عورتوں اور بچوں کو رسیوں سے باندھ کر اوپر بٹھایا ہوا تھا اور انہوں نے سر جھکائے ہوئے تھے۔ اور منہ بالوں سے چھپائے ہوئے تھے میں ایک اونٹ کے قریب گیا اور ایک مستور سے پوچھا کہ تم کون ہو تو اس نے جواب دیا میں حسین ابن علی کی بہن زینب ہوں تو یہ سن کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی کہ رسول کی نواسیاں ننگے سر شام کے بازاروں میں قیدی بنا کے لائی گئیں تو میں نے کہا میں سہل سلمیٰ ہوں میں تمہارے نانا کا صحابی ہوں اور ان سے میں نے حدیثیں بھی سنی ہیں اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ میں بجلاؤں گا تو اس بی بی نے فرمایا کہ سر مبارک کے اٹھانے والوں سے کہو کہ سر مبارک کو ذرا آگے لے جائیں تاکہ لوگ سر کی طرف دیکھیں اور اہل حرم کو نہ دیکھیں سہل کتا ہے کہ میں اس نیزہ بردار کے پاس گیا اور چار سو دینار اس کو دیے اور کہا کہ سر مبارک کو آگے لے جا اس نے قبول کیا اور سر مبارک کو آگے لے گیا اس کے بعد اس سر مبارک کو یزید کے پاس لے گئے میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا یزید کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے موتی اور یاقوت سے زینت دیا ہوا تاج اس کے سر پر ہے اور اس کے نزدیک سن رسیدہ قریش کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں سر کے اٹھانے والا داخل ہوا اور کہا

أَوْفَرَ رِكَابِي فَصْنَةً وَفَعْبًا
قَتَلْتُ غَيْرَ النَّاسِ أَمَّا وَأَبَا
أَنَا قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُحَجَّبَ

میرے رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے میں نے ماں اور باپ کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین شخص

کو قتل کیا ہے اور حسب و نسب کے اعتبار سے بہترین بزرگ و صاحب کرامت کو قتل کیا ہے یزید نے اس سے کہا اگر تم جانتے تھے کہ حسین تمام انسانوں سے بہتر ہے تو پھر اس کو کیوں قتل کیا اس نے کہا کہ انعام کے لالچ میں تو یزید نے غصے میں آکر حکم دیا کہ اس کی گردن مار دی جائے اس وقت اس نے امام کے سر کو ایک طبق میں رکھا اور یزید کتا تھا كَيْفَ رَأَيْتَ يَا حُسَيْنُ اے حسین تو نے میری حکومت کو کس طرح دیکھا اور کیا پایا۔

جَاؤْ بِرَأْسِكَ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ
وَكُنَّا بِكَ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ
قَتَلُوا جِهَارًا عَامِدِينَ رُسُولًا
قَتَلُوكَ عَطَشَانًا وَلَمْ يَتَرَقَّبُوا
فِي قَتْلِكَ التَّوْبِيلَ وَالْتَهِيلَ
وَيَكْبَرُونَ بَانَ قَتَلْتَ وَأَنَا
قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ

ان اشعار کا فارسی میں مطلب بیان کیا ہے۔

سربریدہ ات اے میوہ دل زہراء
بخون خویش خضاب است و آورند بہ شام
بہ کشتن تو نمودند آشکار وہ عمد
بہ قتل ختم رسل این گروہ دین اقدام
لبان نشنہ شہیدت نمود و خصم نگفت
کز آہ آہ قرآن تویی مراد و مرام
تورا کہ معنی تکبیر بودی و تہلیل
کشد و بانگ بہ تکبیر این گروہ نام

اہل بیت کا دربار یزید میں داخل ہونا

آل محمد کے قیدیوں کو رسیوں میں باندھ کر یزید کے دربار میں لایا گیا امام سجاد نے فرمایا اے یزید اگر رسول خدا صم

کو اس حالت میں دیکھ لیں تو ہمارے گمان میں کیا کہیں گے۔

یزید نے حکم دیا کہ رسی کو کاٹ دیا جائے تو رسی کو کاٹ دیا گیا اور جس وقت جناب زینب نے اپنے بھائی کے سر مبارک کو یزید کے سامنے دیکھا

شدت غم کی وجہ سے جگر سوز فریاد کی

يَا حَسْبِي يَا حَبِيبَ رَسُولِ اللَّهِ يَا بَنِي فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةَ النِّسَاءِ
يَا بَنِي بَنَاتِ الْمُصْطَفَى

اے حسین! اے رسول خدا کے حبیب! اے مکہ و منیٰ کے فرزند! اے فاطمہ زہراء کے فرزند جو کہ عورتوں کی سردار ہے اے محمد مصطفیٰ کا نواسہ

اس وقت جناب زینب کی فریاد سے سب دربار والے رو پڑے کہ

گریو بدر ماتمی صد نوحہ گر

آہ صاحب درد را باشد اثر

اور یزید سنگدل کے ہاتھ میں ایک خیزران کی چھڑی (حصا) تھی اور وہ اصل بیت "حسین" کے سامنے اس چھڑی کے ساتھ امام حسینؑ کے وائٹوں سے بے ادبی کرتا تھا اور ابورزہ بھی دربار میں موجود تھا اس نے آواز دی وائٹوں سے کہ تم پر اے یزید (اے) کیا؟ چھڑی کے ساتھ نواسہ رسول کے وائٹوں کی بے ادبی کرتا ہے؟

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغمبر کو دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ اور امام حسنؑ کے وائٹوں کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔

أَنْتُمْ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

تم دونوں اہل بہشت کے جوانوں کے سردار ہو اس کی گفتگو سے یزید غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو تو اس کو کھینچ کر دربار سے باہر نکالا گیا اور پھر دوبارہ یزید امام حسینؑ کے لبوں اور وائٹوں پر چھڑی مارنے لگ گیا اور فخر کے ساتھ ان اشعار کو پڑھا کہ جن کو ابن زبیری نے جنگ احد میں پڑھا تھا۔

لَيْتَ أَشْيَاخِي يَبْنِدُ هَهُنَا

فَأَمَلُوا وَاسْتَهْلُوا فَرْحًا

فَمَنْ قَالُوا يَأْيَزِيدُ لَا تَشُلْ

قَدْ قَتَلْنَا الْقَوْمَ مِنْ سَادَاتِهِمْ

وَعَدَلْنَاهُ بَيْنِدُ فَأَعْتَدَلْ

لَعِبْتَ هَاشِمُ بِالْمَلِكِ فَلَا
خَبَرَ جَاءَ وَلَا وَحَى نَزَلَ
لَسْتَ مِنْ غِنْدٍ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ

مِنْ نَبِيِّ أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ

اے کاش میرے قبیلے کے بزرگ کہ جو جنگ بدر میں مارے گئے ہیں وہ آج موجود ہوتے اور دیکھ لیتے قبیلہ خزرج کی اس آہ و فریاد کو جو جنگ احد میں وہ نیزے لگنے کی وجہ سے کرتے تھے اور وہ مجھے خوش ہو کے کہتے اے یزید تیرا ہاتھ سلامت رہے

ان کے بزرگوں (نوخاشم) نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا اور جنگ بدر میں جو مارے گئے تھے ہم نے ان کا بدلہ لے لیا ہے۔

بنی ہاشم نے سلطنت کے لیے کھیل کھیلا تھا نہ آسمان سے کوئی خبر نہ تھی نہ کوئی دجی نازل ہوئی ہے میں خندف کے خاندان سے نہیں اگر آل احمد سے انتقام نہ لوں۔

عصمت کبریٰ حق مطلع صبح جہان

زینب شوریدہ دل مظهر غیب و عیان

چونکہ بدست یزید دید یکی خیزران

گفت چہ خواہی دگر لڑل مایکسان

این سر پر خاک و خون زراہ دور آمدہ

مونسِ عمران من زکوہ طور آمدہ

چوب مزنی یزید بر لب و دندان او

به پیش چشمان من دردم طفلان او

برخ فشانده اشک وہ تن جامہ پارہ کرد

وانگہ بسوی زاده سفیان اشارہ کرد

گفتالی کہ می زینش چوب خیزران
دیدم کہ بوسہ ختم رسل بی شمارہ کرد

گلزار چہرہ ای کہ ہر لڑخاک و خون شدہ
شمس و قمر ز نور رخس استنارہ گرد

گشتہ کبود بر اثر تشنگی لبش
نبود روا کبود ز جوش دوبارہ کرد

خواہی اگر کہ چوب زنی پیش مامزن
بنگر سکنہ بر سر بابش نظارہ کرد

فاطمہؑ اور سکینہؑ کا جناب زینبؑ کے ساتھ پناہ لینا

دربار یزید کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جس وقت امام حسینؑ کی دو بیٹیاں فاطمہ اور سکینہ نے دیکھا کہ یزید امام حسین کے لب اور دانتوں کے ساتھ خیزران کی چھڑی کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے تو بلند آواز سے رونے لگیں اور ان کے رونے کی وجہ سے یزید کی بیوی اور معاویہ کی بیٹیاں محل میں رونے لگیں آخر یہ دونوں دلسختہ بنیں برواشت نہ کر سکیں اور اپنی چو بھی زینب کی پناہ لی اور کہنے لگیں۔

يَا مَعْتَاهُ اِنْ يَزِيدَا يَنْكِتُ ثَنَائَا اَبَيْنَا بِقَضِيْبِهِ

چو بھی جان یزید اپنی چھڑی کے ساتھ ہمارے بابا کے دانتوں کے ساتھ بے ادبی کر رہا ہے۔
جناب زینب اپنی جگہ سے اٹھیں اور ہاتھ سر پہ رکھ کر فرما اَتَضْرِبُهَا شَلَّتْ يَمِينُكَ اِنَّهَا وَجْوهٌ لَوْجِهٍ
اللّٰهُ طَالَ سُجُودُهَا كَلْبُزِي کے ساتھ مارتے ہو تمہارا ہاتھ خشک ہو جائے یہ سر اور صورت ان چروں میں سے ہے جنہوں نے طویل مدت تک خدا کے لیے سجدے کئے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کا کلام

مقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جب حضرت امام حسینؑ کے سرمقدس کو شام دربار یزید میں لے گئے

اور یزید کے حکم سے دسترخوان بچھایا گیا اور وہ اس کے ساتھی دسترخوان پہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور شراب پی رہے تھے تو یزید نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حکم دیا کہ سرمقدس کو سونے کے طشت میں رکھا جائے اور تخت کے نیچے زمین پر رکھا جائے اور خود شطرنج کھیلنے لگ گیا اور جب شطرنج میں بازی مار لیتا تھا تو حسینؑ اور ان کے بزرگوار اور ان کے اجداد کا مذاق اڑاتا تھا اور فخر کرتا تھا اور ساتھ شراب کا گھونٹ پی لیتا تھا۔

اور آخر میں جو شراب جام میں بچ جاتی تھی اس کو امام کے سروالے طشت میں ڈال دیتا تھا اور کہتا تھا اے حسینؑ میری قدرت کو کس طرح دیکھا تم گمن کرتے ہو کہ تمہارا باپ حوض کوثر کا ساتھی ہے جب ان کے پاس جائیں تو مجھے آب کوثر نہ دینا تمہارے نانا نے سونا اور چاندی کو اپنی امت پر حرام قرار دیا ہے اور یہ آپ کا سرمونے کے برتن میں پڑا ہے۔ تمہارا باپ فخر کرتا تھا کہ جنگ بدر میں اپنے حریف اور دشمن کفار قریش کو قتل کیا ہے پھر میں نے آج بدر کے دن کا بدلہ لے لیا ہے۔

یزید کی بے ہودہ باتیں

اور تماشاویوں کے سامنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ یہ شخص (یعنی امام حسینؑ کے سرمبارک کی طرف اشارہ کیا) مجھ پر فخر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر اور میری ماں یزید کی ماں سے بہتر اور میرا نانا یزید کے جد سے بہتر اور میں یزید سے بہتر ہوں۔

یہ کہ جو کہتا تھا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے میرے باپ نے معاویہ اس کے باپ کے ساتھ جنگ کی آخر خدا نے میرے باپ کو اس پر کامیاب کیا اور یہ کہ میری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے یہ اس نے سچ کہا ہے اور یہ کہ جو کہتا تھا کہ میرا جد یزید کے جد سے بہتر ہے جو بھی خدا اور معاویہ پر ایمان رکھتا ہے اس کا عقیدہ یہی ہے کہ کوئی بھی محمد سے بہتر نہیں ہے اور یہ کہ جو کہتا تھا کہ میں یزید سے بہتر ہوں گویا اس نے آل عمران کی آیت نمبر 26 نہیں پڑھی ہے کہ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكُ الْمَلِكِ تَوْتِي الْمَلِكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكِ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتَعَزَّزُ مَنْ تَشَاءُ وَتَذَلُّ مَنْ تَشَاءُ كَوْنُ خَدَا حُكْمَتُوں کا مالک ہے جس کو چاہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اس بنا پر اس آیت کے مطابق خدا نے مجھے عزت دی ہے اور اس کو خوار کیا ہے پس میں اس سے بہتر ہوں۔

امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا

امام محمد باقر نے فرمایا ہم بارہ آدمی (بچے و جوان) تھے (ساتھ یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ امام محمد باقر اس وقت چار سال کے تھے) ہم میں سب سے بڑے پدر علی بن الحسین (امام سجاد) تھے ہم سب کے ہاتھ گردنوں سے باندھے ہوئے تھے اور یزید کے پاس ہمیں اسی حالت میں لے جایا گیا ایک اور روایت میں ہے کہ یزید امام سجاد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ حالات کو کس طرح پایا امام سجاد نے فرمایا خدا کی قضا اور قدر کو زمین اور آسمانوں کی خلقت سے پہلے مقدر پایا۔ یزید نے کہا اس خدا کی حمد و ثناء ہے کہ جس نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے۔

امام سجاد نے فرمایا لعنہ اللہ علی من قتل ابی خدا کی لعنت ہو اس شخص ہو کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا یہ من کر یزید غضبناک ہوا اور جلاذ کو حکم دیا کہ حضرت کی گردن کو جدا کر دو اور جب جلاذ حضرت کو دربار یزید سے باہر لے کر جانے لگا تاکہ قتل کرے تو ایک روایت کے مطابق حضرت زینب نے اپنے آپ کو امام سجاد پر گرا دیا اور کہا اے یزید اب تک جو تو نے خون بہایا ہے وہ کافی ہے امام سجاد نے فرمایا اے یزید اگر مجھے قتل کرنے کا ارادہ ہے تو کسی کو حکم دے تاکہ مستورات اور بچوں کو مدینہ پہنچائے یزید اس جملہ کو سن کر حضرت کے قتل سے باز آگیا۔

یزید کے دربار میں جناب سکیئہ کی غناک حالت

غضب طربی میں مذکور ہے کہ یزید ملعون نے حکم دیا کہ آل محمد کے قیدیوں کو دربار میں داخل کرو جب اسیران آل محمد کو یزید کے سامنے لایا گیا تو یزید نے ان کی طرف نگاہ کی اور ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے ایک شخص نے کہا یہ ام کلثوم کبریٰ ہیں اور وہ ام کلثوم صغریٰ ہیں اور یہ ام حلتی ہیں اور وہ صفیہ ہے اور یہ رقیہ ہے اور یہ سکیئہ اور وہ فاطمہ حسین کی شہزادیاں ہیں اور یہ علی بن الحسین ہیں۔

اس وقت امام حسین کی بیٹی فاطمہ نے فرمایا کہ اے یزید یہ رسول خدا کی بیٹیاں ہیں کہ جو قید ہو چکی ہیں یہ من کر تمام دربار والے رونے لگ گئے اور رونے کی آواز یزید کے محل سے باہر تک اور آئی حضرت سکیئہ چادر نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ منہ کو چھپاتی تھیں۔

یزید نے کہا من ہذا یہ بچی کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ حسین کی بیٹی سکیئہ ہے یزید نے کہا تو سکیئہ ہے تو سکیئہ رونے لگیں اور اس قدر بے چین ہوئیں کہ قریب تھا کہ جان دے دیتی یزید نے کہا کہ ہاتھوں کو کیوں منہ پر رکھا ہے تو جواب دیا اے ملعون یہ ملکہ عصمت کی بیٹیاں درباری بے غیرتوں سے منہ چھپانا چاہتی ہیں پھر پوچھا سکیئہ تم کیوں رو رہی ہو تو جناب سکیئہ نے فرمایا کس طرح گریہ نہ کروں کہ میرے پاس نہ کوئی کپڑا ہے تاکہ

اپنے چہرے کو تجھ سے اور دربار والوں سے چھپاؤں۔ یزید نے کہا اے سکیئہ تمہارا باپ میرے حق کا منکر تھا اس نے میرے ساتھ قطع رحمی کی اور حکومت میں میرے ساتھ جنگ کی جناب سکیئہ نے رو کر فرمایا اے یزید میرے باپ کے قتل سے خوش حال نہ ہو وہ خدا اور رسول کا فرما نبردار تھا اس نے حق کی دعوت کو قبول کیا اور شہید ہو گئے لیکن ایک دن آئے گا کہ تجھ سے ان مظالم کی وجہ سے سوال و جواب ہو گا اور اپنے آپ کو جواب کے لیے تیار کر لے لیکن تم کہاں جواب دے سکتے ہو یزید نے کہا اے سکیئہ خاموش ہو جاؤ کہ تمہارے باپ کا میرے اوپر کوئی حق نہیں ہے۔

سفیر روم کا اعتراض

یزید کے دربار میں متعدد افراد نے یزید پر اعتراض کیا ان میں سے ایک روم کے سفیر نے بھی اعتراض کیا اور اس اعتراض کی وجہ سے اس کو قتل کر دیا گیا چنانچہ امام سجاد سے منقول ہے۔

کہ ایک دن ہمیں یزید کے دربار میں حاضر کیا گیا اور وہ اور اس کے درباری شراب پیتے تھے اور میرے باپ کے سرمبارک کی طرف دیکھتے تھے اس وقت یزید نے ایک شخص کو روم کے سفیر کے پاس بھیجا تاکہ وہ یزید سے ملاقات کے لیے دربار میں حاضر ہو اور جس وقت اس نے سرمبارک کو دیکھا تو یزید سے پوچھا یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے جواب دیا اس سر کے مالک کے ساتھ تمہارا کیا کام ہے تو سفیر نے جواب دیا جب میں اپنے ملک میں جاؤنگا اور روم کا قیصر یہاں کے حالات کے بارے میں مجھ سے سوال کرے گا تو کم از کم مکمل جواب دے سکوں تاکہ تمہاری خوشی میں وہ بھی شریک ہو جائے۔

یزید نے کہا یہ علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین کا سر ہے۔ سفیر نے پوچھا کہ ان کی ماں کون ہے یزید نے جواب دیا رسول خدا کی بیٹی فاطمہ ہے سفیر کہ جو نصرانی تھا کہا وائے ہو تجھ پر اور تیرے دین پر کہ میرا دین تمہارے دین سے کئی درجے بہتر ہے میرا خاندانی سلسلہ نسب بہت زیادہ فاصلہ کے بعد حضرت داؤد تک پہنچتا ہے اور میری قوم کے عیسائی اس کی وجہ سے میرے پاؤں کے نیچے کی مٹی کو اپنے لیے سرمہ اور تھوک سمجھتے ہیں لیکن تم نے اپنے پیغمبر کے نواسہ کو کہ جو صرف اس کے درمیان اور حسین کے درمیان ایک ماں کا فاصلہ ہے اس قسم کی بے حرمتی کرتے ہو اور قتل کرتے ہو اے یزید سن لے چین کے راستے میں عمان کے دریا کے جزیرہ میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے وہاں پر ایک کلیسا ہے جو کلیسا الخافر کے نام سے مشہور ہے اس کے محراب میں سرخ سونے کا ایک مخصوص برتن لٹکا ہوا ہے اور اس طرف میں گدھے کا ایک پاؤں موجود ہے کہتے ہیں کہ یہ اس گدھے کا کھر ہے کہ جس پر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے نصاریٰ کے علماء ہر سال اس کے پاس جاتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کے گرد طواف کرتے ہیں لیکن تم نواسہ رسول کو شہید کرتے ہو خدا برکت کو تجھ سے اور

اس دین سے اٹھا دے۔ یزید سفیر کے اعتراض سے غضبناک ہوا اور کہا کہ اس نصرانی کی گردن کو جدا کر دو بعد میں یہ اپنے ملک جا کر ہماری بدنامی کرے گا۔

سفیر نے کما گزشتہ رات میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کے نبی پیغمبر اسلام نے مجھے بہشت کی خوشخبری دی اور مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ آپ کے نبی نے مجھے کیوں جنت کی خوشخبری دی تھی جب کہ میں تو مسلمان بھی نہیں تھا اس کے بعد اس نے اسی وقت اسلام کو قبول کیا اور شہادتیں کو زبان پر جاری کیا اس کے بعد امام حسینؑ کے سر مقدس کو اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے اسلام لانے کا گواہ بنایا اور اس کے بعد اس کو شہید کر دیا گیا۔

سات مصیبتیں امام سجادؑ کی زبان سے

روایت میں ہے کہ امام سجادؑ سے پوچھا گیا کہ کربلاء کے سفر میں سب سے زیادہ سخت مصیبت کمال پر تھی تو جواب میں امام نے تین مرتبہ فرمایا اَلْأَشْأَمُ اَلْأَشْأَمُ اَلْأَشْأَمُ اس کی وضاحت یوں ہے کہ امام سجادؑ نے نعمان بن منذر ملائسی سے فرمایا شام میں ہمارے اوپر سات مصیبتیں آئیں کہ ابتداء سفر سے آخر تک ایسی مصیبتیں ہمارے اوپر نہیں آئی ہیں کہ ظالموں نے شام کے اطراف میں برہنہ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ ہمیں گھیر لیا تھا اور ہمارے اوپر حملہ کرتے تھے اور نیزوں کی انیوں کے ساتھ ہمیں مارتے تھے لوگوں کے درمیان روک لیتے تھے طبل اور موسیقی کے آلات بجاتے تھے اور جہاں زیادہ ہجوم ہوتا تھا وہاں ہمیں مذاق و تماشے کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

شہداء کے سروں کو ہماری مستورات کے کپڑوں کے درمیان میں رکھا گیا میرے بایا اور میرے بچے کے سر مبارک کو میری پھوپھی جناب زینب اور جناب ام کلثوم کی آنکھوں کے سامنے رکھا اور میرے بھائی علی اکبر اور بچے کے بیٹے قاسم کے سر مبارک کو جناب سیکینہ اور فاطمہ میری دو بہنوں کی آنکھوں کے سامنے رکھا اور سروں کے ساتھ کھیلے تھے اور کبھی سر مبارک کو زمین پر گراتے تھے اور ان کو گھوڑوں کے سموں کے ذریعے پھیل کرتے تھے۔

شام کی عورتیں چھوٹوں کے اوپر سے پانی اور آگ ہمارے اوپر ڈالتی تھیں آگ میرے علمہ پر گری چونکہ میرے ہاتھوں کو گردن سے باندھا گیا تھا اس وجہ سے میں آگ کو نہ بچھا سکا اور میرا علمہ جل گیا اور آگ میرے سر تک پہنچ گئی اور میرے سر کو بھی جلا دیا۔

سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے تک موسیقی کے ساتھ تماشا دیکھنے والوں کے سامنے گلیوں اور بازاروں میں ہمیں پھراتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو ان کو قتل کرو ان لوگوں کا اسلام میں کسی قسم کا احترام نہیں ہے۔

ہمیں ایک رسی میں باندھا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہود و نصاریٰ کے گھروں کے دروازوں کے سامنے

سے گزارا گیا اور ان سے کہتے تھے یہ وہی افراد ہیں جن کے باپ نے تمہارے باپ کو مارا تھا خیر اور خندق وغیرہ میں اور ان کے گھروں کو دیر ان کر دیا تھا آج تم ان کا انتقام ان سے لے لو۔

يَا نَعْمَانُ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا وَقَدْ أَلْقَى عَلَيْنَا مِنَ التُّرَابِ وَالْأَحْجَارِ وَالْأَخْشَابِ مَا ارَادَ اے نعمان کوئی بھی ان میں سے ایسا باقی نہ رہا کہ جس نے اپنی خواہش مطابق ہمیں مٹی پتھر اور لکڑیوں سے اذیت نہ پہنچائی ہو۔

ہمیں وہاں لے گئے کہ جہاں غلاموں کو بیچا جاتا ہے اور انہوں نے ہمیں غلاموں اور کنیزوں کی طرح بیچنا چاہا لیکن خدا نے ان کو اس پہ قدرت میں نہ دی۔

ہمیں ایسی جگہ دی گئی کہ جہاں چھت نہیں تھی دن کو گرمی اور رات کو سردی ہوتی تھی ہمیں آرام نہیں ملتا تھا پیاس بھوک اور قتل کے خوف کی وجہ سے ہمیشہ ہم اضطراب اور وحشت میں زندگی گزارتے تھے تختہ کے چند اشعار حضرت زینبؑ کی زبان سے کہ جو اپنی ماں فاطمہ زہراءؑ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہے۔

پس روی در بقیع وہ زہراء خطاب کرد

مرغ ہوا وماہی دریا کباب کرد

کای مونس شکستہ دلاں حال مابین

مارا غریب وہی کس وہی آشنا بین

لولا د خویش را کہ شفیعان محشرند

دردست اہل جور چنین مبتلا بین

درخلد برحجاب دوکون آستین فشان

بدرجہاں تو حالت ما دریا بین

نی نی در آخر ابرخروشان بہ کر بلا

طوفان زسیل فتنہ اہل بلا بین

تنہای کشتگان ہمہ درخاک وخون نگر

سرہائے سروران ہمہ برنیزھا ببین

آن سرکہ بودسربدوش نبی مدام

برنیزہ اش زدوش مخالف جدببین

آن تن کہ بود پرورش درکنار تو

غلطان بہ خاک معرکہ کربلاء ببین

خاموش محتشم کہ دل سنگ آب شد

مرغ هوا و ماہی دریا کباب شد

خاموش محتشم کہ لڑایں شعر سوز ناک

بنیاد صبر و خانہ طاقت خراب شد

حضرت امام سجادؑ کا مرثیہ

بہترینی ہے کہ اس مقام پر ان اشعار کا ذکر کروں کہ جو امام سجادؑ سے منسوب ہیں کہ جو شام کے جگر سوز مصائب

مُشْتَمِل ہیں جن میں امامؑ نے فرمایا

أَقَادُ لَيْلًا فِي بِمَشَقِّ كَانَنِي

وَجَنِّي رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ

وَشَيْخِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَزِيرُ

فِيَالَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلْتَنِي وَكَمْ أَكُنْ

يَزِيدُ يَرَانِي فِي الْبِلَادِ أَسِيرُ

یعنی شام کے شہر میں مجھے زلت کے ساتھ کھینچا جاتا تھا کہ گویا میں کسی یهودی کا کوئی غلام ہوں کہ جو اپنے مولا

سے دور ہو۔ حالانکہ ہر مقام پر رسول خدا میرے دادا ہیں اور میرے خاندان میں سے بزرگ ترین فرد حضرت علی

امیرالمومنین رسول خدا کے وزیر ہیں اے کاش میں نے مجھے نہ جانا ہوتا اور میں موجود نہ ہوتا کہ یزید مجھ کو اس حالت میں دیکھتا

ایک شای مروی گستاخی

ان واقعات میں سے کہ معنوی اعتبار سے جن کا نقل کرنا بہت زیادہ مشکل ہے ایک یہ ہے کہ یزید کے دربار میں ایک سرخ رو مروی نظر جو کہ اہل شام سے تھا امام حسینؑ کی بیٹی فاطمہؑ پر پڑی اور اس نے یزید سے کہا

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَبْ لِي هَذِهِ الْجَارِيَةَ تُعِينُنِي اے امیرالمومنین یہ کنیز مجھے بخش دیں تاکہ زندگی میں میری مدد کرے یہ درخواست اس بنیاد پر تھی کہ اسلامی سربراہ اپنی جنگوں میں کہ جو کفار کے ساتھ ہوتی تھیں جن افراد کو قیدی بناتے تھے بعد میں یا آزاد کر دیتے تھے یا ان کو بیچ دیتے تھے یزید کی حکومت اس قدر گستاخ تھی کہ اس قانون کو آل محمد کے قیدیوں پر جاری کرنا چاہتے تھے۔

فاطمہؑ فرماتی ہیں یہ بات سنتے ہی میں لرز گئی اور مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھے کنیزی میں دے دیں گے تو میں نے اپنی پھوپھی زینبؑ کے دامن کو پکڑا اور میری پھوپھی زینبؑ جانتی تھیں کہ ایسا کام ہرگز نہیں ہوگا میری پھوپھی نے اس شای مروی سے کہا كُنْتُ وَاللَّهِ وَلَوْ مَتَّ مَا فَكَ لَكَ وَلَا لَكَ خُذَا كِي تَمَّ لِي جُثُوثُ كَمَا أَوْرَ اپنے آپ کو نیست کر دیا نہ تمہیں ایسی چیز کا حق ہے نہ یزید کو یزید حضرت زینبؑ کے کلام سے غضبناک ہوا اور جناب زینبؑ سے کہا تم جھوٹ کہتی ہو یہ کام میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو انجام دے سکتا ہوں جناب زینبؑ نے فرمایا خدا نے یہ کام تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا ہے مگر یہ کہ تو ہمارے دین سے خارج ہو جائے۔

دوبارہ اس شای نے گستاخی کی اور یزید سے کہا کہ اس لڑکی کو مجھے بخش دے۔ تو یزید نے جواب میں کہا أَقْرَبُ وَهَبَ اللَّهُ لَكَ حَتْفًا قَاضِيًا مجھ سے دور ہو جاؤ خدا تجھے موت دے دے۔ سید بن طاووسؒ کی روایت میں ہے جس وقت شای سمجھ گیا کہ زینبؑ اور فاطمہؑ پیغمبر اسلام کے خاندان میں سے ہیں تو بیشیملی کا اظہار کیا اور یزید سے کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے کیا پیغمبر کی عزت کو قتل کر رہے ہو اور ان کے خاندان کو قیدی بناتے ہو خدا کی قسم میں گمان کرتا تھا کہ یہ روم کی قیدی ہیں۔ یزید اس کی بات پر غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اس شای مروی کو شہید کر دیا جائے۔

نہ پدر تاکہ برش راز دل خویش بگویم

نہ برادر کہ بہ سویش رہ امید بپویم

نہ باپ ہے کہ اس کے سامنے حال دل بیان کروں۔ اور نہ بھائی کہ جس کی طرف کوئی امید لے کر جاؤں

اہل مجلس ہمہ در عشرت و شادی کہ مرا
رسن ظلم بہ گردن بودیازویم
اہل مجلس تو سب خوشی و عشرت میں تھے مگر۔ میں کہ میرے ہاتھ و گردن ظلم کی رسیوں میں جکڑے ہوئے
تھے۔

آل سفیان زیس پردہ بہ صد عزت و ناز
معجر کہنہ نباشد کہ بیوشم رویم
اولاد ابوسفیان تو پردہ نشین اور صد عزت و وقار میں تھے۔ مگر میرے منہ چھپانے کو کوئی پرانی چادر بھی نہ تھی۔
ترسم از زادہ سفیان کہ مرا بفروشد
یا اشارہ کند از بھر کنیزی سویم
میں ڈر رہی تھی کہ کہیں یہ سفیان زادہ مجھے فروخت نہ کر دے۔ یا مجھے کنیز بنائے جانے کا حکم صادر نہ کر دے۔
نہ بد از کجروی چرخ گمانم کہ مرا
بہ اسیری بردوکس نگرد گیسویم
مجھے آسمان (زمانے) کی بے مری پر گمان بھی نہ تھا کہ مجھے اسیر و قیدی بنایا جائے گا کہیں کوئی میرے سر کے بال نہ
دیکھ لے۔

امام سجادؑ کی زبان سے مصائب کا بیان

غم انگیز واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن امام سجادؑ دمشق کے بازار سے گزر رہے تھے کہ منہال بن عمرو
کی حضرت سجادؑ سے ملاقات ہوئی اور عرض کیا آپ کے کس طرح دن رات گزر رہے ہیں اے فرزند رسول خدا
تو امام سجادؑ نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل فرعون کے مقابلہ میں راتیں گزارتے تھے کہ فرعون ان کے بچوں
کو قتل کرتے تھے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے جبکہ اے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ عربی
ہیں اور قریش باقی قبائل پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں۔

وَأَمَّيْنَا مَعْشَرَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَنَحْنُ مَقْتُولُونَ مَشْرُودُونَ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
مِمَّا أَمَّيْنَا فِيهِ

لیکن ہم محمدؐ کے خاندان والے اس طرح دن گزار رہے ہیں کہ ہمارا حق فصب ہوا ہے ہمارے مردوں کو قتل کیا
گیا اور ہمیں بیابانوں میں پھرایا گیا ہے پس خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ جو ہمارے اوپر وارد ہوئی ہے کہ

ہم اس کی طرف سے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں
اے یاد تو در عالم آتش زدہ برجائھا
ہرجا زفراق نو چاک است گریبانھا
اے وہ کہ تیری یاد دنیا میں دلوں کو جلاری ہے۔ ہر جگہ تیری جدائی میں گریبان چاک ہیں۔
اے گلشن دین سیراب بالاشک محبانت

ازخون نوشد رنگین ہر لالہ بہ بستانھا
اے گلشن دین تیری چاہنے والے اپنے اشکوں سے پیاس بجھا رہے ہیں اور تیرے خون سے چمن کا ہر گل لالہ
سرخ ہے۔

بسیار حکایتھا گردیدہ کہن اما
جان سوز حدیث تو نازہ است بہ دورانھا
بہت سی داستانیں پرانی ہو چکی ہیں مگر۔ تیرا جان سوز ذکر ہر دور میں تازہ بہ تازہ ہے
در دفتر آزادی یاد تو بہ خون ثبت است
شد ثبت بہ ہر دفتر باخون تو عنوانھا
تاریخ آزادی میں تیرا ذکر خون سے رقم ہے۔ اور ہر دفتر و تاریخ میں تیرے خون سے کئی عنوانات رقم ہوئے۔

حضرت زینبؓ کا خطبہ

جس وقت یزید نے اپنے دربار کے مجمع عام میں کفر آمیز اشعار کے ساتھ آل رسول کی گستاخی کی اور اپنی کامیابی کو بیان کیا اور قرآن و حدیث کی تکذیب و تاویل کی تو ضروری تھا کہ اس کے کفر کو آشکار کیا جائے اور مقصد حسین کو بیان کیا جائے تاکہ اصل بات کا لوگوں کو علم ہو اور ہدایت حاصل کریں تو پس یہ سوچ کر جناب زینبؓ نے اپنے بھائی کی مظلومیت کا پرچار کرنے کے لیے لوگوں کی طرف رخ کیا اور علی کے لیے میں علی کے رعب و دبدبے کے انداز میں اپنے خطبے کا یوں آغاز کیا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ سَبْعَانَهُ
ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا السُّوءَ أَنْ كَتَبُوا بآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ أَظَنَنْتُ
يَا يَزِيدُ حَيْثُ أَخَذْتَ عَلَيْنَا أَقْطَارَ الْأَرْضِ وَأَفَاقَ السَّمَاءِ فَاصْبَحْنَا سَاقٍ كَمَا تَسَاقُ
الْأَسَارَى أَنْ بِنَا عَلَى اللَّهِ هَوَانًا وَبِكَ عَلَيْهِ كَرَامَةٌ وَأَنْ ذَالِكَ لِعِظَمِ خَطَرِكَ عِنْدَهُ
فَشَمَعْتَ بِأَنْفِكَ وَنَظَرْتَ فِي عِطْفِكَ جَذْلَانِ مَسْرُورًا حَيْثُ رَأَيْتَ الدُّنْيَا لَكَ
مُسْتَوْتِقَةً وَالْأُمُورَ مُتَسَقِّتَةً وَحِينَ صَفَا لَكَ مَلَكُنَا وَسُلْطَانُنَا فَمَهْلًا مَهْلًا أَنْسَيْتَ
قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمَلِّئُهُمْ خَيْرٌ لَّانْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمَلِّئُ
لَهُمْ لَئِيزَادُوا ثِمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اس خدا کی حمد و ثنا کہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور خدا کا درود ہو اس کے رسول اور تمام خاندان پر خدا نے سچ فرمایا ہے کہ جنہوں نے برائی کی ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انہوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی ہے اور اس کے ساتھ مزاح کرتے رہے۔ اے یزید تم گمان کرتے ہو کہ تم نے زمین اور آسمان کے اطراف کو ہمارے لیے بند کر دیا ہے یہاں تک کہ ہمیں غلاموں کی طرح ہر طرف کھینچتے رہے اور ہم خدا کے نزدیک ذلیل ہیں اور تو خدا کے نزدیک معزز ہے اور تو خیال کرتا ہے کہ تو ہمارے اوپر غالب ہے اور خدا کے نزدیک تیری عزت ہے اس لیے اپنے ناک کو اوپر کیا ہوا ہے اور تکبر کرتا ہے اور فخر کرتا ہے چونکہ خوشحالی ہمارے اطراف میں موجود ہے اور تمہارا کام آراستہ ہو چکا ہے۔ ملک اور رہبری کا مقام ہمارے لیے صاف اور حموار ہو چکا ہے۔ کیا تم نے خدا کے کلام کو فراموش کر دیا ہے کہ جس میں خدا نے فرمایا ہے۔

کہ جو لوگ کافر ہو گئے (شیطان کے راستے کو اپنایا ہے) وہ یہ تصور نہ کریں کہ ہم نے ان کو مہلت دے دی ہے کہ وہ گناہوں میں اضافہ کریں اور ذلیل کرنے والا عذاب ان کے لئے ہو گا (آل عمران 178)

أَمِنْ الْعَدْلِ يَا بَنَ الطُّلَقَاءِ تَخْلِيْزُكَ حَرَائِرُكَ وَأَمَانُكَ وَسَوْوُكَ بَنَاتُ رَسُولِ
اللَّهِ سُبُلًا قَدَمْتِكَ سَتُورُهُنَّ ابْنَيْتِ وَجُوهَهُنَّ تَحْنُوْبُهُنَّ الْأَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ

يَسْتَشْرِفُهُنَّ أَهْلُ الْمَنَاهِلِ وَالْمَنَاقِبِ وَيَتَمَفَّحُ وَجُوهُهُنَّ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ وَالذَّنِي
وَالشَّرِيفُ لَيْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رَجَالِهِنَّ وَلِيٌّ وَلَا مِنْ حِمَاتِهِنَّ حَيْثُ وَكَيْفَ يَرْتَجَى
مَرَاقِبَتَهُ مِنْ لَفْظٍ فَوْهُ أَكْبَادُ الْأَفْكَاءِ وَثَبَّتْ لِحْمُهُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ وَكَيْفَ لَا
يَسْتَبْطِئُ فِي بَغِيضِنَا أَهْلُ بَيْتٍ مَنْ نَظَرَ إِلَيْنَا بِالشُّبِّ وَالشُّنَّانِ وَالْإِحْنِ وَالْأَضْفَانِ ثُمَّ تَقُولُ
غَيْرَ مَتَابِمْ وَلَا مُسْتَعْمِلِمْ

لَا هَلَوُا وَاسْتَهْلُوا فَرَحًا ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تَشْ

مَنْتَحِيًا عَلَى ثَنَائِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَنَكُّتَهَا بِمَحْضَرِ تَكِ

اے اس شخص کے بیٹے کہ جس کو ہمارے جد نے (مکہ میں) قید کیا تھا اور اس کے بعد آزاد کر دیا تھا کیا یہ عدالت ہے کہ تو اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں رکھے اور رسول خدا کی بیٹیوں کو اسیر کر کے ننگے سرو اور ادھر پھرائے۔ یہاں تک کہ دشمن ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جائیں۔ ہر کس و ناکس ان کو دیکھیں اپنے بیگنے شریف اور غیر شریف اسکے چہروں کو دیکھیں اور مردوں میں سے نہ کوئی ہماری تیار داری کرنے والا ہے نہ مددگار اور نہ حفاظت کرنے والا ہے سچ ہے کہ کس طرح امید رکھی جاسکتی ہے۔ اس کی اولاد سے کہ جو پاک جگر کو اپنے منہ میں چبائے اور باہر پھینکے جن کا گوشت شہداء کے خون سے اگلے کس طرح وہ ہماری دشمنی میں ہمارے خاندان کی طرف جلدی نہ کریں حالانکہ وہ ہماری طرف کینہ اور عداوت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور تو کہتا ہے کہ کاش میرے باب دادا ہوتے تو خوش ہوتے پھر جناب زینبؓ نے کہا اے یزید تمہارا ہاتھ خشک ہو جائے کہ تم خیزران کی چھڑی کے ساتھ اباعبداللہؓ کہ جو ہمیشہ کے جوانوں کے سردار ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے اور ان کے دانتوں پر مارے ہو۔

وَكَيفَ لَا تَقُولُ ذَالِكَ وَقَدْ نَكَاتِ الْفَرْحَةَ وَاسْتَأْصَلْتَ الشَّافِنَةَ بِأَرْقَتِكَ لِدِمَاءِ
ذَرِيَّتِهِ مُحَمَّدٍ وَنَحْوِ الْأَرْضِ مِنْ آلِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَتَهْتَفُ بِأَشْيَاخِكَ زَعَمْتَ أَنَّكَ
تَنَادِيَهُمْ فَلْتَرِدْنَ وَشَيْكَأ مَوْرَدَهُمْ وَلْتَوَدْنَ أَنَّكَ شَلَلْتَ وَبَكَمْتَ وَلَمْ تَكُنْ قُلْتَ
مَا قُلْتَ وَفَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ اللَّهُمَّ خُذْ لَنَا بِحَقِّنَا وَانْتَقِمْ مِنْ ظَلَمْنَا وَاحِلْ غَضَبِكَ بِمَنْ
سَفَكَ دِمَائَنَا وَقَتْلَ حِمَاتِنَا فَوَاللَّهِ مَا فَرِيتَ الْإِجْلَانِ وَلَا حَزَزْتَ الْإِلْحَمُكَ
وَلْتَرِدْنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا تَحْمَلْتِ مِنْ سَفَكِ دِمَاءِ ذَرِيَّتِهِ وَانْتَهَكْتَ مِنْ
حَرَمَتِهِ فِي عَتْرَتِهِ وَلِحِمَتِهِ حَيْثُ يَجْمَعُ اللَّهُ شَمْلَهُمْ وَيَلْمُ شَعْنَهُمْ وَيَأْخُذُ بِحَقِّهِمْ
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ وَحَسْبُكَ

بِاللّٰهِ حَكَمًا وَلِمُحَمَّدٍ ﷺ خُصِيمًا" وَبِجَبْرِئِيلَ ظَهِيرًا

کس طرح تم ایسا نہ کہو تو نے ہمارے دل کے زخم کو تازہ کر دیا ہے اور جبرائیل اور جبرائیل کو کٹ دیا ہے اور خاندان محمد جو کہ روئے زمین پر چپکے ہوئے ستارے تھے جو کہ عبدالمطلب کی اولاد سے تھے ان کے خون کو ہلکا تو نے اپنے باپ دادا کو آواز دی اس گمن سے کہ تیری آواز ان کے کان تک پہنچتی ہے۔ جہاں پروہ ہیں جلد از جلد تم بھی چلے جاؤ گے اس وقت آرزو کرو گے کہ کاش میرا ہاتھ خشک ہوتا زبان گنگ ہوتی کہ میں ایسی بات نہ کرتا جو کچھ میں نے کیا تھا وہ نہ کرتا۔ خدایا ہمارے حق کو واپس دلا دے اور جو ہم پر انہوں نے ستم کیے ہیں ان کا ان سے انتقام لے اور جنہوں نے ہمارا اور ہمارے ساتھیوں کا خون ہلکا ہے ان پر اپنا غضب نازل فرما اسے یزید خدا کی قسم نہیں چھپلا تو نے مگر اپنی کھال کو اور نہیں کاٹا تو نے مگر اپنے گوشت کو خاندان رسالت کا خون بہانا اور متک حرمت کرنا تمہارے کندھوں پر ہے تم رسول خدا کے پاس جاؤ گے کہ جس وقت خدا سب کو جمع کرے گا اور خدا فرماتا ہے کہ جو خدا کے راستے میں شہید ہو جائیں ان کو ہرگز مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں وہ اپنے پروردگار کے نزدیک رزق پاتے ہیں آل عمران 179 تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ خدا حاکم ہے اور محمد مدی ہیں اور جبرئیل اس کے مددگار اور پشت پناہ ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ مَنْ سَوَّلَ لَكَ وَمَنْ مَكَنَكَ رِقَابَ الْمُسْلِمِينَ بَنَسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا وَايُكْمُ شَرِّ مَكَانًا وَأَضْعَفَ جَنَانًا" وَلَئِنْ جَرَتْ عَلَى النَّوَاهِي مَخَاطِبُكَ إِنِّي لَأَسْتَصْعِرُ قَدْرَكَ وَأَسْتَظِلُّمُ تَقَرُّبِكَ وَأَسْتَكْثِرُ تَوْبِيخَكَ لَكِنَّ الْعَيُونَ عَابِرَى وَالصُّنُورُ حَرَقَى إِلَّا فَالْعَجَبُ لِقَتْلِ حَزْبِ اللَّهِ النَّجْبَاءِ بِحَزْبِ الشَّيْطَانِ الطَّلَاقِ فَهَذِهِ الْإِنْبَى تَنْطَفُ مِنْ دِمَائِنَا وَالْأَفْوَاهُ تَتَحَلَّبُ مِنْ لَحْمُونَا وَتَلَكُ الْحَثَثُ الطَّوَاهِرُ الزَّوَاكِي تَنْتَابُهَا الْعَوَاسِلُ وَتَغْفِرُهَا أَمَهَاتُ الْفَرَاعِلُ

جس شخص نے تمہیں دھوکہ دیا اور تجھے لوگوں کی گردن پر سوار کیا (یعنی معاویہ) عنقریب تو اس کے حالات کو جان لے گا کیونکہ ظلم کے عوض ایک برا نصیب ہے اور تمہاری پناہ گاہ بدتر اور فوج کمزور ہے اگرچہ حالات زنانہ مجھ کو تیرے ساتھ بات کرنے کے لیے بھیج لائے ہیں لیکن اس کے باوجود تمہاری اہمیت میری نظر میں ناچیز اور بہت زیادہ ملامت شدہ ہے کیا کروں آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں اور سینے چلتے ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ تعجب کا مقام ہے کہ حزب خدا کے نیک لوگ حزب شیطان کے ہاتھوں قتل ہوئے جو کہ ہمارے آزاد کردہ غلام تھے اور یہی ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہوئے اور ان کے منہ ہمارے گوشت کی طرف کھینچے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ پاک اور پاکیزہ بدن تمہارے دردوں کی خوراک بنا ہوا ہے۔

وَلَئِنْ اتَّخَذْتَنَا مَفْنَمًا لَتَجِدَنَا وَشِيكًا مَفْرَمًا حِينَ لَا تَجِدُنَا مَاقَمَتِ يَنَّاكَ

وَمَارَبَّكَ بِظَلَامٍ لِلْمُعِيدِ فَالْيَ إِلَهَ الْمُشْتَكِي وَعَلَيْهِ الْمَعُولُ فَكِدْ كَيْدَكَ وَاسْعُ سَفِيكَ وَنَاصِبْ جَهَنَكَ فَوَاللَّهِ لَا تَمُوتُ فَنُكْرًا وَلَا تَمُوتُ وَحِينًا وَلَا تَذُرُكَ أَمْنًا وَلَا تَرْحُضُ عَنْكَ عَارَهَا وَمَلْ رَأَيْكَ الْإِفْنَدُ وَإِيَامُكَ الْإِعْنَدُ وَجَمْعُكَ الْإِبْنَدُ يَوْمَ يَنَادِي الْمُنَادِي الْأَلْعَنَةُ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَتَمَ لَنَاوَلْنَا بِالسَّعَادَةِ وَالْمَغْفِرَةِ وَلَا يَجُوزُنَا بِالشَّهَادَةِ وَالرَّحْمَةِ وَنَسَّالَ اللَّهُ أَنْ يَكْمَلَ لَهُمُ الثَّوَابُ وَيُوجِبَ لَهُمُ الْمَزِيدَ وَيُخَمِّنَ عَلَيْنَا الْخِلَافَةَ أَنَّهُ رَحِيمٌ وَدُودٌ وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

اگر آج ہم کو اپنے لیے غنیمت سمجھتے ہو تو جلد از جلد تم دیکھ لو گے کہ ہم تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ جو کچھ آگے بھیج چکے ہو اس کو ضرور دیکھو گے پروردگار اپنے بندوں پر ظلم کو جائز قرار نہیں دیتا ہے۔ میں خدا سے شکایت نہ کروں گی اور اس پر توکل کروں گی جو حیلہ اختیار کرنا چاہو کرلو جو اقدام کرنا چاہتے ہو کرلو جو کوشش کر سکتے ہو کرلو خدا کی قسم نہ خدا کے نام کو مٹا سکتے ہو نہ وحی کے نور کو بجھا سکتے ہو ہماری غایت کو تم نہیں پہنچ سکتے ہو اور اس ستم کے عار کو نہیں ختم کر سکتے ہو تمہاری رائے سست ہے تمہاری حکومت کی مدت بہت کم ہے تمہاری جماعت پر آگندہ ہوگی اس روز ندا دینے والا ندا دے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی لعنت ہے ظالم جماعت پر حمد اور ثناء اس خدا کی کہ اولاً جس نے ہم کو سعادت اور مغفرت کے ساتھ جنم دیا اور ہمارے آخر کو شہادت اور رحمت پر فائز کر دیا میں خدا کی درگاہ سے ان شہداء کا اجر کامل چاہتی ہوں اور خدا ان کے اجر میں اضافہ کرے اور ہمیں نیک پسماندگان میں سے قرار دے وہ مہربان ہے اور محبت کرنے والا ہے ہمارے لیے خدا کافی ہے اور اچھا وکیل ہے

حضرت زینب کے شعلہ بیان خطبے نے یزیدیوں کے تمام پروگرام کو نقش بر آب بنا دیا اور حضرت زینب اور حضرت امام سجاد کے خطبات نے شام کی آلودہ فضا کو تبدیل کر دیا اور اہل بیت نبوت کا نقصان نفع میں تبدیل ہو گیا۔ یزید پشیمانی کا اظہار کرتا تھا اور تمام گناہوں کو ابن زیاد کی گردن پر ڈالتا تھا اور اس کو لعنت کرتا تھا۔

زینب آمد شام را یکبارہ ویران کرد رفت

اہل عالم را زکار خویش خیران کرد و رفت
زینب آئی اور ایک مرتبہ شام کو ویران کر کے چلی گئیں۔ اور دنیا والوں کو اپنے کارنامے سے حیران کر کے چلی گئیں۔

از زمین کربلاء تا کوفہ و شام و بلا

ہر کجا بنہادیا فتح نمایان کرد و رفت
مردمیں کرلا سے کوفہ و شام تک۔ جہاں بھی قدم رکھا فتح کا علم نصب گئیں۔

بالسان مرتضیٰ از ماجرای نینوا

خطبہ جانسوزاند کوفہ عنوان کردورفت
علی مرتضیٰ کی زبان میں واقعات کربلا کے بارے۔ جان سوز خطبے دے کر کوفہ میں عنوان قائم کر گئیں۔

باکلام جان فزا اثبات دین حق نمود

عالمی را دوستدار اہل ایمان کردورفت
اپنی روح پرور گفتگو سے دین حق کو ثابت کر گئیں اور پورے عالم کو اہل ایمان کا جہدار بنا گئیں۔

فانش می گویم کہ آن بانوی عظمای دلیر

از بیان خویش دشمن راہراسان کردورفت
میں وضاحت سے کہتا ہوں کہ وہ بہادر و با عظمت خاتون۔ اپنے بیان سے دشمنوں کو ہراساں کر کے چلی گئیں۔

برفرزنی چوآن قرآن ناطق را بدید

باعمل آن بی قرین تفسیر قرآن کردورفت
جب نیزے پر قرآن ناطق کو بلند دیکھا۔ تو اپنے عمل سے اس پیچیدگی کی تفسیر قرآن کر کے چلی گئیں۔

خطبہ غراء بیان فرمود در کاخ یزید

کاخ استبداد را از ریشہ ویران کردورفت
قصر یزید میں ایک شاندار خطبہ دیا۔ اور ظلم و استبداد کے محل کو بنیاد سے اکھڑ کر چلی گئیں۔

زین خطبہ اتمام حجت کرد برکافر دلاں

غاصبین را مستحق نارنجیران کردورفت
ان خطبہ سے مراد دلوں پر حجت قائم کر گئیں۔ اور غاصبوں کو جہنم کی دہکتی آگ کا سزاوار بنا کر چلی گئیں۔

از کلام حق پسندش شد حقیقت آشکار

اہل حق لا شامل الطاف یزدان کردورفت

شام غرق عیش و عشرت بود در وقت ورود

وقت رفتن شام را شام غریبان کردورفت
جب بی بی شام میں وارد ہوئی تو پوری شام عیش و عشرت میں غرق تھی لیکن جاتے وقت شام کی رنگینیوں کو

شام غریباں کر کے چلی گئیں۔

ز آتش دل برفرز دختر سلطان عشق

در و داع آخرین شمعی فروز ان کردورفت

اپنے دل کی آگ سے بلندی پر شاہنشاہ عشق کی بیٹی۔ اپنی آخری وداع کے وقت بلند شمع روشن کر کے چلی گئیں۔

حضرت سید سجادؑ کا خطبہ

چالیس سال تک شام اور اس کے اطراف میں مولا علیؑ کے خلاف تبلیغ ہوتی رہی پہلے معاویہ اور اس کے بعد یزید اور اس کے ایجنٹ دولت پرست خطیب کئی سال تک مولا علیؑ کے خلاف سب اور جسارت کرتے رہے اور ان وسیع تبلیغات نے اس قدر لوگوں کو علیؑ اور اولاد علیؑ کا دشمن بنادیا اور باطل کو اس طرح حق کے روپ میں ظاہر کیا گیا کہ لوگ علیؑ اور آل علیؑ سے دشمنی کو باعث قربت خدا سمجھتے تھے اس مطلب کو سمجھنے کے لیے ایک عجیب حکایت کی طرف توجہ فرمائیں جس وقت امام سجادؑ اور ان کے ساتھیوں کو قیدی بنا کر شام لایا گیا اور ان کو مسجد کے قریب ٹھہرایا گیا تھا تو شام کا ایک بوڑھا مولا امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اس خدا کی حمد اور ثناء ہے کہ جس نے تم کو قتل کیا اور شکست دی اور امیر المومنین یزید کو تمہارے اوپر کامیاب کیا امام سجادؑ نے اس سے فرمایا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا کیا اس آیت کے معنی کو بھی درک کر لیا ہے کہ جہاں خدا فرماتا ہے۔

قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی

اے پیغمبران سے کہو کہ میں تم سے اپنی عزت کی دوستی کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا ہوں اس بوڑھے مرنے والے کا ہاں اس آیت کو میں نے پڑھا ہے۔ امام سجادؑ نے فرمایا کہ ذوالقربیٰ سے مراد اس آیت میں ہم ہیں اس کے بعد فرمایا اے بوڑھے مرنے والے سورہ نبی اسرائیل آیت 27 کو تم نے پڑھا ہے کہ جس میں خدا فرماتا ہے وَآتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ رشتہ داروں کو حق دے دو بوڑھے مرنے والے کا ہاں میں نے پڑھی ہے امام نے فرمایا رشتہ داروں سے مراد اس آیت میں ہم ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کیا اس آیت کو قرآن میں پڑھا ہے

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شٰیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسُہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِیْنِ الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ.....

جان لو جس قسم کی بھی غنیمت تمہیں پہنچے اس کا خمس خدا، پیغمبر، ذی القربیٰ، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے۔ بوڑھے مرنے والے کا ہاں میں نے پڑھا ہے امام سجادؑ نے فرمایا ذی القربیٰ سے مراد اس آیت میں ہم ہیں اس کے بعد فرمایا اے بوڑھے کیا یہ آیت بھی قرآن مجید میں پڑھی ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِيُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلِ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَ کُمْ تَطْہِیْرًا

خدا صرف چاہتا ہے کہ پلیدیگی اور گناہ کو تم اہل بیت سے دور رکھے اور مکمل طور پر تم کو پاک رکھے۔

بوڑھے مرنے والے کا ہاں میں نے پڑھی ہے امام سجادؑ نے فرمایا اہل بیت سے مراد ہم ہیں کہ خدا نے ہم کو آیت

تعلیم کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ یہ بوڑھا مرد ان مطالب کو سننے کے بعد خاموش ہو گیا اور پیشانی کا اظہار کرنے لگا اور کہا چ بتائیے خدا کے لیے کہ آپ رسول خدا کے خاندان سے ہیں۔

امام سجادؑ نے فرمایا **إِنَّا لَنَحْنُ هُمْ** وَحَقِّ جَدِّنا رَسُولِ اللَّهِ **إِنَّا لَنَحْنُ هُمْ** خدا کی قسم بغیر کسی شک کے ہم اسی خاندان کے ہیں بوڑھا مرد ان کو پہچاننے کے بعد رونے لگا اور اپنے علم کو سخت پیشانی کی وجہ سے سر سے اٹھایا اور زمین پر گرادیا اس کے بعد اپنے چہرے کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا خدایا میں تیری درگاہ میں آل محمد کے دشمنوں سے بیزاری طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد امام سجادؑ سے عرض کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

امام نے فرمایا ہاں اگر توبہ کرلو تو خداوند تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور ایسی صورت میں تم ہمارے ساتھی ہو گے اور جب یزید اس بوڑھے مرد کے واقعہ سے باخبر ہوا تو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے امام سجادؑ نے اس پر آشوب زمانے میں ایک خطبہ دیا جو کہ اس ترتیب سے ہے کہ شام کی مسجد امویہ کی جو جمعیت سے بھری ہوئی تھی امام سجاد کو اس مسجد میں بلوایا گیا تاکہ یزید کی عظمت کو دیکھ کر مرعوب ہوں اور یزید بھی وہاں موجود تھا اس نے اپنے خطیب سے کہا کہ منبر کے اوپر جاؤ اور جو بھی علیؑ اور حسینؑ کے لیے بدگوئی کرنا چاہو کرو اور ان کے خلاف بدگوئی میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئے تو اس کا خطیب منبر پر گیا اور جو کچھ کہہ سکتا تھا اس نے کہا اور لوگوں اور امام سجاد کے سامنے امام علیؑ اور امام حسینؑ کے لیے بدگوئی کرتا رہا لیکن معاویہ اور یزید کی تعریف کی تو امام سجاد نے منبر کے نیچے سے آواز بلند کی **وَيْلَكَ أَيُّهَا التَّغْلِبُ اشْتَرَيْتَ مَرْصَاةَ الْمَخْلُوقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ فَتَبَوَّأَ مَقْعَكَ مِنَ النَّارِ** وائے ہو تم پر اے خطاب کرنے والے کہ تم نے مخلوق کو راضی کرنے کی خاطر خالق کو غضبناک کر دیا پس تمہارا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

امام سجاد نے یزید سے کہا **يَا يَزِيدُ ائْتِنِي حَتَّى أَصْعَدَ هَذِهِ الْأَعْوَادَ فَاتَكَلِّمَ بِكَلِمَاتٍ لِلَّهِ فِيْهِمْ رِضًا وَلَهُوَالَمْ الْجَلَسَاءَ فِيْهِمْ أَجْرٌ وَثَوَابٌ**

اے یزید کیا مجھے بھی اجازت ہے کہ اس منبر پر جا کر کچھ ایسی گفتگو کروں کہ جس میں خدا کی خوشنودی ہو اور حاضرین کے لیے اجر اور ثواب ہو۔ تو یزید نے امام کو اجازت نہ دی لیکن حاضرین نے کہا کہ اجازت دیں کہ وہ منبر پر جائیں اور شاید ہم ان سے کوئی فائدہ مند بات سن لیں تو یزید نے کہا **إِنْ صَعِدَ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا بِغَضِيْعَتِيْ وَفَضِيْعَةِ آلِ أَبِي سَفْيَانَ** اگر وہ منبر پر چلے گئے تو وہ نیچے نہیں اتریں گے یہاں تک کہ ابوسفیان کے خاندان کی رسوائی ہوگی ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیرالمومنین جو کچھ بھی یہ شخص کہے گا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی اس لیے اسے منبر پر جانے دو کہ کچھ خطاب کرے۔ تو یزید نے ان سے کہا **إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ قَدْ زَقَّوْا الْعِلْمَ زَقَايَ** شخص (اشارہ امام سجاد کی طرف کیا) اس خاندان سے ہے کہ علم اور کمال انہیں اس طرح دیا گیا ہے جیسے پرنده دانے کو اپنے منچ کے منہ میں ڈالتا ہے لیکن لوگ بار بار یزید سے مطالبہ

کرتے تھے کہ اجازت دے دے یہاں تک کہ یزید نے ناچار ہو کر امام سجادؑ کو اجازت دی تو حضرت نے حمد اور ثناء کے بعد فرمایا۔

أَيُّهَا النَّاسُ أَعْطَيْنَا سِتًّا وَفَضَّلْنَا بَسِيعَ أَعْطَيْنَا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالْمَسَاحَنَةَ وَالْفَصَاحَةَ وَالشَّجَاعَةَ وَالْمَحَبَّةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ وَفَضَّلْنَا بَانَ مِنَ النَّبِيِّ الْمَعْتَدَارَ مُحَمَّدًا وَمِنَ الصَّادِقِ وَالصَّادِقِ وَمِنَ الطَّيَّارِ وَمِنَ السَّائِلِ وَأَسَدَ رَسُولِهِ وَمِنَ السَّبْطِ هَذِهِ الْأَمَّةَ مِنْ عَرَفْنِي فَقَدْ عَرَفْنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي أَنْبَأَهُ بِحَسَبِي وَنَسَبِي

اے لوگو ہمیں چھ چیزیں دی گئی ہیں اور سات چیزوں کے ساتھ دوسروں پر برتری حاصل ہے لیکن وہ چھ چیزیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں۔ علم، حلم، جوانمردی، فصاحت، شجاعت اور مومنین کے دلوں میں ہماری محبت لیکن وہ سات چیزیں کہ جن کے ساتھ ہمیں برتری حاصل ہے یہ ہیں پیغمبر برگزیدہ حضرت محمدؐ ہم میں سے ہیں اور صدیق اکبر یعنی سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ علیؑ علیہ السلام ہیں ہم میں سے ہیں جعفر طیار ہم میں سے ہیں شیر خدا اور شیر رسول خدا (حضرت حمزہ) ہم میں سے ہیں اور اس امت میں محمدؐ کے لواحق حسینؑ و حسنؑ ہم میں سے ہیں۔ اے لوگو جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا ہے میں اس کو اپنا حسب نسب بتاتا ہوں۔

أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا بَنُ مَكَّةَ وَمِنِي أَنَا بَنُ زَمْرَمَ وَصَفَا أَنَا بَنُ مَنْ حَمَلَ الرُّكْنَ بِأَطْرَافِ الرِّدَاءِ أَنَا بَنُ خَيْرٍ مَنْ انْتَزَرَ وَارْتَقَى أَنَا بَنُ خَيْرٍ مَنْ انْتَمَلَ وَاحْتَفَى أَنَا بَنُ خَيْرٍ مَنْ طَافَ وَسَعَى أَنَا بَنُ خَيْرٍ مَنْ حَجَّ وَلَبَّى أَنَا بَنُ مَنْ أَسْرَى بِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَنَا بَنُ مَنْ بُلِغَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى أَنَا بَنُ مَنْ دَنَى فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ وَأَوْدُنِي أَنَا بَنُ مَنْ صَلَّى بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ أَنَا بَنُ مَنْ أَوْحَى الْجَلِيلُ إِلَيْهِ مَا أَوْحَى أَنَا بَنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى

اے لوگو میں مکہ اور مبنی کا فرزند ہوں میں زمزم اور صفا کا بیٹا ہوں میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس نے حجر الاسود کو اپنی عبا میں ڈال کر اپنی جگہ پر رکھا میں بہترین انسان کا فرزند ہوں کہ جس نے احرام کا لباس پہنا میں بہترین انسان کا فرزند ہوں کہ جس نے نگے پاؤں طواف کیا میں بہترین انسان کا بیٹا ہوں کہ جس نے طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی میں اس بہترین شخص کا فرزند ہوں کہ جو حج کو بجالایا اور لیبک کہا میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی میں اس کا بیٹا ہوں کہ جو شب معراج سدرۃ المختہیٰ کو پہنچا میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جو اس قدر خدا کے نزدیک ہوا کہ اس کا فاصلہ دو کمان یا اس سے بھی کم تھا میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ آسمان کے ملائکہ نے اس کی اقتداء کی اور نماز پڑھی میں اس کا فرزند ہوں کہ خدا نے جس کی طرف وحی کی میں خدا کے برگزیدہ محمدؐ کا بیٹا ہوں۔

أَنَا بَنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى أَنَا بَنُ مَنْ صَرَبَ عَرَاطِيمَ الْخَلْقِ حَتَّى قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنَا بَنُ مَنْ صَرَبَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ بِسَيْفَيْنِ وَطَعَنَ بِرُحْسَيْنِ وَهَاجَرَ لِهَجْرَتَيْنِ وَبَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ

وَقَاتِلْ بَيْنَهُ وَحَيْنٍ وَلَمْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ طَرَفَةً عَيْنٍ أَنَا بَنُ صَالِحِ الْوُثَمَيْنِ وَوَارِثِ النَّبِيِّ
وَقَامِعِ الْمَلِجَيْنِ وَ يَغْمُوبِ الْمُضَلَمِينَ وَ نُورِ الْمُجَابِلِينَ وَ زَيْنِ الْعَابِدِينَ وَ تِلْجِ
الْبُكَائِينَ وَ أَصْبِرِ الصَّابِرِينَ وَ أَفْضِلِ الْقَائِمِينَ مِنْ آلِ يَاسِينَ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ قَاتِلِ
الْمَارِقِينَ وَ التَّاجِكِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمُجَاهِدِ اعْلَانِيَةِ النَّاصِبِينَ وَ أَفْخِرِ مَنْ مَشَى مِنْ
قَرِيشٍ أَجْمَعِينَ وَ أَوَّلِ مَنْ أَجَابَ وَ اسْتَجَابَ إِلَيْهِ وَلِرَسُولِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَوَّلِ الصَّابِقِينَ
وَ قَاصِمِ الْمُعْتَبِينَ وَ مَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ وَ سَهْمِ مَنْ مَرَامَى اللَّهُ عَلَى الْمَنَافِقِينَ وَ لِسَانِ
حُكْمَةِ الْعَابِدِينَ وَ نَاصِرِ دِينِ اللَّهِ وَ وَلِيِّ أَمْرِ اللَّهِ وَ بَسْتَانِ حُكْمَةِ اللَّهِ وَ عَيْنِيَةِ
عَلَيْهِ سَمِيعِ سَخِيٍّ بَهْتِيْ بَهْلُولِ زَكَاةٍ أَبْطَحِيْ رَضِيٍّ مَقْدَامِ صَابِرِ صَوَامِ مُهَنْبِ
قَوَامِ قَاطِعِ الْأَصْلَابِ وَ مَفْرُقِ الْأَحْزَابِ أَرْبَطُهُمْ عِنَانًا وَ اثْبَتَهُمْ جَنَانًا وَ انْضَامَهُمْ عَزِيمَةً
وَ اشْدُدَّهُمْ شَكِيمَةً أَسْدُ بَاسِلٍ يَطْعَنُهُمْ فِي الْعُرُوبِ إِذَا زِدَلَمْتَ الْأَسَنَةَ وَ قَرَبْتَ الْأَعْنََةَ
طَحَنَ الرِّحَا وَ يَزِدُّوهُمْ فِيهَا ذُرُورَ الرِّيحِ الْهَشِيمِ لَيْكِ الْحِجَازِ وَ كَبَشِ الْعِرَاقِ مَكِّيٍّ
مَدَنِيٍّ خَيْفِيٍّ عَقِيْبِيٍّ بَلَدِيٍّ أَحَقِيٍّ شَجَرِيٍّ مِنَ الْعَرَبِ سَيْلَهَا وَ مِنَ الْوَعْيِ لَيْثُهَا وَارِثِ
الْمُشْعَرِينَ وَ أَبَوِ السَّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ذَاكَ جَلِيٍّ عَلَيَّ بَنِي أَبِي طَالِبٍ

میں علی مرتضیٰ کا فرزند ہوں میں اس کا فرزند ہوں کہ جس نے مشرکین کو قتل کیا یہاں تک ان کو کتنا پڑا کہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس نے رسول کے آگے آگے کھوار کے ساتھ دشمن کے ساتھ جنگ کی اور دو نیروں کے ساتھ جنگ کرتے تھے اور دو مرتبہ ہجرت کی میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس نے جنگ بدر اور حنین میں دشمن کے ساتھ جنگ کی اور ایک لمحہ کے لیے بھی حکم رسول کا انکار نہ کیا۔

میں اس کا فرزند ہوں کہ جو مومنین کا امیر اور پیغمبروں کا وارث اور طہرین کو تابود کرنے والا اور مسلمانوں کا پیشوا اور بھاد کرنے والوں کی آنکھ کی روشنی کا باعث اور خدا کی پرستش کرنے والوں کی زینت اور مناجات کرنے والوں کا سرور درگاہ خدا کے نزدیک زیادہ رونے والا اور سب سے زیادہ استقامت کرنے والا اور آل یاسین سے بہترین اٹھنے والا کہ جس نے دین سے خارج ہونے والوں کے ساتھ جنگ کی بیعت توڑنے والے اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی ناہمی دشمنوں کے ساتھ جملو کیا اور میں اس کا فرزند ہوں کہ جو قریش میں سے زیادہ قاتل فخر تھے اور تجاوز کرنے والوں کو مارنے والا اور مشرکین کو تابود کرنے والا منافقین پر خدا کے تیروں میں سے ایک تیر اور دین خدا کے حامی اور عابدوں کی پہچان اور خدا کے امر کا ولی اور حکمت الہی کا بلوغ اور علم خدا کا مخزن ہے۔

میرا باپ وہ ہے کہ جو جو انموذ ہے حسن اور زیبا کو بخشے والا، ہوشمند، پاک، حجاز کی سرزمین پہ خدا کی مرضی سے بلند ہمت والا پیشوا، بہت زیادہ صبر کرنے والا، روزہ رکھنے والا، محذب، بہت زیادہ عبادت کرنے والا، مشرکین کی پشتوں کو کاٹنے والا، کفر کی جماعت کو پرانگندہ کرنے والا، سب سے زیادہ جرئت والا، سب سے زیادہ قوی، سب

سے زیادہ سخت، کافرن کے مقابلہ میں شکست نہ کھانے والا، شیر دل اور جنگ میں سب سے آگے ہونے والا اور کافروں کو اس طرح پیٹنے والا کہ جس طرح پتھر کو چکی پیستی ہے اور طوفان خار اور خاشاک کو تھلوت کرتا ہے وہ حجاز کا شیر، عراق کا ایک سوار، مکہ اور مدینہ کا سردار، نیت، منی، عقبہ، بدر اور احد کا بہادر سوار ہے مثل عرب کا آقا، جنگ کا پہلوان، مشر اور عرفات کا وارث رسول خدا کے دو لاسوں کا باپ میرے جد علی بن ابی طالب ہیں۔ اپنے جد بزرگوار رسول خدا اور اپنے جدا امجد علی کے تعارف کے بعد اپنے پدر بزرگوار کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ اَنَا بَنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَنَا بَنُ سَيِّدَةِ النَّسَاءِ اَنَا ابْنُ خَلِيدِجَتِهِ الْكَبْرَى اَنَا بَنُ الْمَقْتُولِ ظُلْمًا اَنَا بَنُ الْمُحْزَرِّ وَالرَّاسِ مِنَ الْقَعَا اَنَا بَنُ الْعَطَشَانِ حَتَّى قَضَى اَنَا بَنُ طَرِيحِ كَرْبَلَاءِ اَنَا بَنُ مَسْلُوبِ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ

میں فاطمہ زہراء کا فرزند ہوں، میں خدیجہ کبریٰ کا فرزند ہوں، میں اس کا فرزند ہوں کہ جو ظلم سے شہید کیا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کے سر کو پشت سے جدا کیا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کو نقشہ لب شہید کیا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کا بدن کربلاء کی زمین پر پڑا رہا، میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کے علمہ اور عمامہ کو لوٹا گیا۔

امام سجادؑ اپنے باپ کا تعارف کراتے جاتے تھے اور لوگ زارو قطار روتے تھے اور گریہ و نالہ کی آواز بلند ہوتی تو یزید ڈر گیا کہ کہیں فتنہ و آشوب نہ برپا ہو جائے اس لیے موزون کو حکم دیا کہ اذان دے موزون نے کہا اللہُ اَكْبَرُ اللہُ اَكْبَرُ امام سجادؑ نے فرمایا کوئی چیز خدا سے بڑی نہیں ہے موزون نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللہُ امام سجادؑ نے فرمایا شَهِدْ بَهَا شَعْرِيْ بَشْرِيْ وَلَحْمِيْ وَ دَمِيْ میرے بال کھل گوشت اور خون خدا کے ایک ہونے کی گواہی دیتے ہیں موزون نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللہُ رَسُوْلُ اللہِ

امام سجادؑ نے موزون سے فرمایا تجھے محمدؐ کے حق کا واسطہ کہ خاموش ہو جاؤ تاکہ میں ایک ہلت کر لوں اس کے بعد منبر کے اوپر سے یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ يَا يَزِيْدُ مُحَمَّدٌ هُنَا جَلِيٌّ اَمْ جَلِيْكَ اے یزید محمد میرے جد ہیں یا تمہارے جد ہیں اگر تم یہ کہو کہ میرے جد ہیں تو تم جھوٹ کہتے ہو اور کافر ہو گئے ہو اور اگر تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ میرا جد ہے تو پھر کیوں اس کی عزت اور خاندان کو شہید کیا کیوں میرے والد کو شہید کیا کیوں مجھے اور اس کے حرم کو قیدی بنایا اس کے بعد روتے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے جس کا جد اور باپ رسول خدا ہوں تو دربار سے گریہ اور بکاء کی آوازیں بلند ہوئیں اس وقت فرمایا خدا کی قسم اس دنیا میں میرے علاوہ کوئی نہیں ہے کہ جس کا جد رسول خدا ہو پس کیوں اس شخص نے میرے والد کو شہید کیا اور ہمیں رومیوں کی طرح قید کیا اے یزید ایسا ظلم بھی کرتے ہو پھر کہتے ہو محمد اللہ کے رسول ہیں وائے ہو تجھ پر کہ قیامت کے دن میرا دادا اور پلا مدعی ہوں گے یزید نے بلند آواز سے کہا اے موزون اقامت کہہ۔

حضرت زینب اور امام سجاد کے خطبے نے شام کے حالات کو اس قدر تبدیل کر دیا کہ حضرت زینب کی خواہش کے مطابق یزید نے مجبوراً "اجازت دی کہ دمشق میں امام حسین کے مصائب کے لیے عزاداری کی جائے حضرت زینب اور باقی ساتھیوں نے سات دن تک عزاداری کی اور شام کی بہت سی عورتیں اس میں شرکت کرتی تھیں قریب تھا کہ لوگ یزید کے گھر پر حملہ کریں اور اس کو قتل کر دیں مروان اس وقت شام میں موجود تھا اس نے جب خطرے کا احساس کیا تو یزید سے کہا مصلحت اسی میں ہے کہ امام سجاد اور اس کے ساتھی شام میں نہ رہیں جتنا جلدی ہو سکے ان کو مدینے بھیج دیا جائے۔

ابو مخنف لکھتے ہیں کہ اس قدر امام حسین کا ذکر ہر جگہ ہو رہا تھا کہ یزید مسجد میں لوگوں کو جبراً "قرآن پڑھنے کا حکم دیتا تھا تاکہ وہ قرآن پڑھیں اور قرآن کی آیات پڑھنے کی وجہ سے حسین اور حسینیوں کی طرف توجہ نہ دیں اور ان کو فراموش کر دیں لیکن کوئی چیز بھی امام حسین کی یاد سے ان کو منحرف نہ کر سکی۔

امام حسین کی عزاداری قائم کرنے کی وجہ سے قریبی خاندان سے کوئی ایسی عورت باقی نہیں رہی۔ کہ جس نے سیاہ لباس نہ پہنا ہوا ہو عزاداری کے آٹھویں دن بعد یزید نے مجبوراً "ان کو سفر کے وسائل فراہم کئے اور امام سجاد اور اس کے ساتھیوں کو مدینے روانہ کیا۔

بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ شہداء کے سروں کو دمشق کے دروازوں پر آویزاں کیا جائے۔

اور ایک روایت کے مطابق یزید نے حکم دیا کہ امام حسین کے سرمقدس کو چالیس روز تک دمشق کی جامع مسجد کے منارہ پر آویزاں کیا جائے پس امام سجاد کے خطبے کے بعد اس قدر رعب اور وحشت یزید پر غالب آگئی کہ حکم دیا کہ سروں کو جمع کر لیا جائے اور احترام کے ساتھ قہر میں لائے جائیں۔ اور ان کا احترام کیا جائے۔

جناب سلیمانہ کا جانسوز خواب

جس وقت یزید کے حکم سے آل محمد کے قیدیوں کو دلخراش حالت میں دمشق میں داخل کیا گیا۔ تو ان کو ایک ایسے مقام پر ٹھہرایا گیا کہ جہاں دن کو گرمی اور رات کو سردی ہوتی تھی جس سے ان کو تکلیف ہوتی تھی مسلسل ہوا کی وجہ سے حالات یہ تھے کہ ان کے چہرے کی کھال اترتی ہوئی تھی امام حسین کی بیٹی سلیمانہ فراتی ہیں کہ ہم نے شام میں چار دن گزارے کہ میں نے ایک خواب دیکھا پھر اس خواب کو تمام رشتہ داروں کو بیان کیا کہ جو وہاں پر تھے خواب بت مفصل ہے آخر میں یہ ہے کہ جب میں نے آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور رسول خدا کو دیکھا تو اچانک پانچ حودج نور کے دیکھے کہ ہر حودج کے درمیان ایک خاتون تھی۔ وہ میری طرف آئیں پہلی حوا تھیں دوسری آسیہ، تیسری مریم، چوتھی خدیجہ تھیں اور پانچویں داوی فاطمہ الزہرا اور جب اچانک میری نظر پانچویں

خاتون پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا ہے۔ گرتی اٹھتی آ رہی ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا تمہاری داوی فاطمہ محمد کی بیٹی تمہارے باپ کی والدہ ہوں میں نے اپنے آپ سے کہا خدا کی قسم جو کچھ ہمارے اوپر مصیبتیں آئی ہیں وہ اپنی داوی سے کھوں گی اور اپنے درد دل کو ان سے بیان کروں گی میں ان کے قریب گئی ان کے سامنے کھڑی ہو گئی اور روتے ہوئے عرض کی۔

يَا اُمَّتَهُ جَعَلُوا وَاللّٰهُ حَقًّا

يَا اُمَّتَهُ بَدَّخُوا وَاللّٰهُ شَمَلًا

يَا اُمَّتَهُ اسْتَبَاحُوا وَاللّٰهُ حَرِيْمًا

يَا اُمَّتَهُ قَتَلُوا وَاللّٰهُ الْحُسَيْنِ اَبَانًا

اے بلور گرامی بخدا انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے بلور گرامی بخدا ہماری جمیعت کو پرانہ کر دیا اے بلور گرامی بخدا ہمارے حرم کو مباح کر دیا اے بلور گرامی بخدا ہمارے والد حسین کو قتل کر دیا گیا جس وقت حضرت زہرا نے ان باتوں کو مجھ سے سنا تو زپ گئیں۔ اور فرمایا کُنِّيْ مَوْتُكَ يَا سَكِينَتُهُ فَقَدْ اَفْرَحْتَ كَبِيْرًا وَقَطَعْتَ نِيَّاتِ قَلْبِيْ هَذَا قَبِيْضُ اَبِيْكَ الْحُسَيْنِ مَعِيَ لَا يَفَارِقُنِيْ حَتَّى اَلْقَى اللّٰهَ يَہ

اے سلیمانہ اس سے زیادہ نہ کہو کہ تیری فریاد نے میرے جگر کو جلا دیا اور زخمی کر دیا اور دل کی رگوں کو کٹ دیا یہ تمہارے باپ حسین کی قمیص ہے یہ مجھ سے جدا نہیں ہوگی یہاں تک کہ خدا سے قیامت میں ملاقات کروں گی۔ اتنے میں سلیمانہ بیدار ہوئیں اور اس واقعہ کو سوز اور گداز کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے بیان کیا یہ سن کر سب کا غم تازہ ہو گیا اور سب بلند آواز سے گریہ کرنے لگے۔

ہند (یزید کی بیوی) کی ملاقات آل محمد کے قیدیوں کے ساتھ

ہند عبداللہ بن عامر کی بیٹی جب اس کا باپ دنیا سے چلا گیا تو وہ امیر المومنین علی کے گھر میں رہیں حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن کے گھر میں رہیں اس کے بعد معلویہ نے اس کی شادی یزید سے کر دی اور وہ شام میں تھی اور امام حسین کی شہادت کا اس کو علم نہیں تھا۔ جس وقت امام حسین شہید ہوئے اور ان کے اہل حرم قید ہو کر شام میں پہنچنے والے تھے کہ اتنے میں ایک عورت ہند کے پاس آئی اور کہا کہ اسی وقت کچھ قیدی شام میں داخل ہوئے والے ہیں اور میں نہیں جانتی ہوں کہ یہ قیدی کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اچھا تو یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ آئیں اور ان کا تماشا دیکھ کر دل بھلائیں ہند انھی اور قیمتی لباس اپنے زیب تن کیا اور اپنی کنیز کو حکم دیا تاکہ کرسی اپنے ساتھ لے آئے (تاکہ تماشا دیکھتے وقت اس پر بیٹھ جائے) ہند قیدیوں کے قریب پہنچی دیکھا

کہ قیدیوں کو بغیر کلاہ کے اونٹوں پر لایا جا رہا ہے جناب زینب کبریٰ نے جب اس کو دور سے دیکھا تو اس کو پہچان لیا اور اپنی بہن ام کلثوم کو آہستہ سے کہا کیا تم اس عورت کو جانتی ہو ام کلثوم نے کہا میں اس کو نہیں جانتی جناب زینب نے فرمایا اے بہن یہ عورت ہماری کثیر ہندہ ہے کہ جو عبد اللہ کی بیٹی تھی ام کلثوم خاموش ہو گئیں اور سر کو نیچے جھکا لیا جناب زینب نے بھی اپنے سر کو نیچے جھکا لیا ہندہ آگے آئی اور کرسی پر بیٹھ گئی اور جناب زینب سے مخاطب ہو کر کہنے لگی بہن آپ اپنے سر کو بلند کیوں نہیں کرتی ہیں جناب زینب نے جواب نہ دیا ہندہ نے پوچھا **مَنْ أَيْ الْبِلَاءِ أَنْتُمْ** تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔ جناب زینب نے فرمایا **مِنْ بِلَادِ الْمَدِينَةِ** ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں۔

ہندہ نے جب مدینہ کا نام سنا تو کرسی سے نیچے آئی اور کہا مدینہ کے رہنے والوں پر سلام ہو جناب زینب نے فرمایا کہ کرسی سے نیچے کیوں آئی ہو ہندہ نے کہا مدینہ والوں کے احترام کے لیے اور تواضع کی خاطر اس کے بعد ہندہ کہ جس نے ابھی تک جناب زینب کو نہیں پہچانا تھا عرض کیا میں چاہتی ہوں کہ احل مدینہ کے ایک گھر کے بارے میں سوال کروں جناب زینب نے فرمایا جو پوچھنا چاہتی ہو پوچھ لو ہندہ نے کہا میں علیؑ کے خاندان اور اس کے گھر کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں اور میں ایک مدت تک ان کی کثیر رہی ہوں اور بات کرتے ہوئے وہ رو بھی رہی تھی جناب زینب نے فرمایا علیؑ کے کن رشتہ داروں کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو ہندہ نے کہا میں حسینؑ اور ان کے بھائی ان کی اولاد اور علیؑ کے باقی فرزندوں کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں اور میری دو شہزادیاں جناب زینبؑ اور ان کی بہن ام کلثوم اور حضرت زہراءؑ سے منسوب باقی خواتین کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ حضرت زینب بہت زیادہ روئیں اور فرمایا اے ہندہ اگر علیؑ کے گھر کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو ہم نے علیؑ کے گھر کو مدینہ میں چھوڑ آئے ہیں اور عنقریب ان کے رشتہ داروں کی موت کی خبر سن لوگی۔

وَأَمَّا إِنِّ سَأَلْتُكَ عَنِ الْحُسَيْنِ فَهَذَا رَأْسُهُ بَيْنَ يَدَيَّ يَزِيدُ

اور اگر حسینؑ کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو یہ اس کا سر مبارک ہے کہ جو یزید کے سامنے موجود ہے اگر عباس اور علیؑ کی باقی اولاد کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو ان کے بدن جو کہ قربانی کے گوسفندوں کی طرح سروں سے جدا کیے گئے ہیں وہ کربلاء کے صحراء میں ہم چھوڑ آئے ہیں اور اگر زین العابدینؑ کے بارے میں پوچھتی ہو تو وہ سامنے زنجیروں میں اسیر زین العابدینؑ ہے جو کہ شدت بیماری اور درد کی وجہ سے حرکت کرنے پر قادر نہیں ہے۔ **وَإِنِّ سَأَلْتُكَ عَنْ زَيْنَبٍ فَإِنَّ زَيْنَبَ بِنْتُ عَلِيٍّ وَهِيَ أُمُّ كَلْبُومٍ وَهِيَ أُمُّ بَقِيَّةٍ مُعْتَدِلَةٌ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ**

اگر زینب کے بارے میں پوچھتی ہو تو میں علیؑ کی بیٹی زینب ہوں اور یہ ام کلثوم ہیں اور باقی خواتین کہ جن کو قیدیوں کی صورت میں دیکھ رہی ہو یہ سب کے سب زہراءؑ کی اولاد ہیں جس وقت ہندہ نے جناب زینب کا کلام سنا تو نالہ و فریاد بلند کیا اور کہا **إِمَامَاهُ وَأَسَاتِيذُهُ وَأَحْسَنِيَّاهُ لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ هَذَا الْيَوْمِ مَعَهُمَا**

وَلَا تَنْظُرِينَ بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ

ہاے امام ہاے آقا حسینؑ کاش کہ اس سے پہلے میں اندھی ہو جاتی اور فاطمہ زہراءؑ کی بیٹیوں کو اس حالت میں نہ دیکھتی شدت غم کی وجہ سے اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور اپنے سر میں مارا جس کی وجہ سے خون سر سے بہہ کر چہرے پر جاری ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئی اور جب ہوش میں آئی تو حضرت زینبؑ اس کے سر ہانے آئیں اور فرمایا اے ہندہ اٹھو اور اپنے گھر چلی جاؤ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں شوہر تمہیں تکلیف نہ دے ہندہ نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گی یہاں تک میں اپنے آقا اور مولا اباعبد اللہ کے لیے گریہ نہ کر لوں اور آپ کو اور باقی مستورات کو اپنے گھر نہ لے جاؤں اس کے بعد ہندہ کھڑی ہو گئی اور لباس کو پارہ پارہ کیا اور برہنہ پاؤں دربار یزید میں یزید کے پاس گئی اور فریاد بلند کیا اور کہا اے یزید کیا تو نے حکم دیا ہے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک دروازہ شام کے نزدیک نیزے پر آویزاں کیا جائے۔

یزید کے سر پر رنگارنگ کا ایک تاج تھا اور تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب اس نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو اٹھا اور اس کے سر کو چھپایا اور کہا ہاں ہاں بیشک نواسہ رسولؐ کے لیے گریہ کر لو خدا لعنت کرے ابن زیاد پر کہ اس نے ان کے بارے میں جلدی کی جب اس کے سر کو چھپانے لگا تو ہندہ نے آواز بلند کی اور کہا **وَيْلٌ لَّكَ يَا يَزِيدُ أَخَذْتُكَ الْحَمِيَّةَ عَلَى فُلْمٍ لَا أَخَذْتُكَ الْحَمِيَّةَ عَلَى بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ هَتَكْتَ سُوْرَهُنَّ وَأَبْنَيْتَ وَجُوهَهُنَّ وَأَنْزَلْتَهُنَّ فِي دَارِ خُرَيْبٍ** اے یزید وائے ہو تجھ پر تو میرے بارے میں غیرت کرتا ہے اور میرے سر کو چھپاتا ہے لیکن زہراءؑ کی بیٹیوں کی تو نے کیوں ہتک حرمت کی اور ان کے پردوں کو کیوں چاک کیا اور ان کے چہروں کو کیوں آشکار کیا۔

حضرت رقیہ کی شہادت

حضرت امام حسینؑ کی بیٹی کی شہادت کے خرابہ میں شہادت کے بارے میں مرحوم محدث فی الجاح شیخ عباس اس طرح فرماتے ہیں کہ کمال بھائی کتاب حلیہ سے نقل کرتے ہیں کہ خاندان نبوت کی عورتیں اپنے بچوں سے ان کے والد کی شہادت کو چھپاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہارے والد سفر پر گئے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ یزید نے ان کو قید میں ڈال دیا اور قیدیوں میں امام حسینؑ کی ایک چار سال کی بچی بھی تھی اور وہ ایک رات خواب سے بیدار ہوئی اور روتے ہوئے خوف و پریشانی کے عالم میں کہنے لگی میرے بابا کہاں ہیں میرے بابا کہاں ہیں میں نے ابھی ان کو دیکھا تھا باقی مستورات بھی اس بچی کی بات سن کر رونے لگ گئیں جب گریہ کی آواز بلند ہوئی تو یزید بیدار ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تو سب واقعہ اسے بتایا گیا تو یزید نے کہا کہ اس بچی کے باپ کے سر کو اس کے پاس لے جاؤ شاید کہ وہ دیکھ کر خاموش ہو جائے جب وہ

حضرت امام حسینؑ کے سر کو اس کے پاس لے گئے تو بچی نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا یہ تیرے باپ کا سر مبارک ہے وہ بچی ڈر گئی اور فریاد بلند کی اس کے بعد وہ بچی پیار ہو گئی اور چند دن کے بعد شدت غم کی وجہ سے وفات پا گئی یہ روایت بعض کتب میں تفصیل کے ساتھ آئی ہے کہ اس سر مبارک پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس نے رومال کو اٹھایا تو کیا دیکھا کہ بابا کا سر پہ جناب رقیہ نے اسے طشت سے اٹھایا اور گود میں رکھا اور فرمایا بابا کس نے آپکو خون کے ساتھ خضاب کیا بابا کس نے آپکے گلوئے مبارک کی رگوں کو کاٹا۔ بابا کس نے بچپن میں مجھے یتیم کیا۔ بابا آپ کے بعد میں کس سے امید رکھوں۔ بابا کون اس یتیم کی پرورش کرے گا۔ یہاں تک کہ اپنے منہ کو بابا کے منہ پر رکھا اور بہت زیادہ روئی یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئی جب بچی کو حرکت دی گئی تو وہ دنیا سے جا چکی تھی جب اہل بیتؑ نے یہ دیکھا تو ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور ان کا غم تازہ ہو گیا ہے۔

حضرت رقیہؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ

حضرت امام حسینؑ کی ایک چھوٹی بچی تھی کہ آپ اس کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے وہ بچی بھی باپ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی بعض نے کہا ہے کہ اس کا نام رقیہ تھا اور اس کی عمر تین سال تھی اور قیدیوں کے ہمراہ شام میں تھی اور باپ کی جدائی میں شب و روز روتی تھی اس سے کہا گیا کہ آپ کے بابا سفر پر گئے ہوئے ہیں ایک رات اس نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا جب خواب سے بیدار ہوئی تو وہ بہت زیادہ بے تاب ہوئی اور کہا میرے بابا کو لے آؤ میں اپنے نور چشم کو چاہتی ہوں مستورات اہل بیتؑ نے اس کو بہت تسلی دی تاکہ خاموش ہو جائے لیکن وہ خاموش نہیں ہوتی تھی بلکہ بہت زیادہ گریہ کرتی تھی کہ جس کی وجہ سے سب امیران اہل بیتؑ روپڑے اور وہ اپنے منہ کو پیٹتے تھے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اور اپنے بالوں کو پر آئندہ کیا ہوا تھا جب یزید نے ان کے رونے کی آواز سنی تو کہا کیا بات ہے تو یزید کو واقعہ سے آگاہ کیا گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے باپ کے سر کو اس کے پاس لے جاؤ اور اس کے سامنے رکھو تاکہ دیکھ کر تسلی حاصل کرے تو امام حسینؑ کے سر کو ایک طشت میں رکھا گیا اور اس کو ایک رومال کے ساتھ چھپایا گیا اور رقیہ کے پاس لاکر اس کے سامنے رکھ دیا تو رقیہ نے کہا یہ کیا ہے میں اپنے بابا کو چاہتی ہوں کھانا نہیں چاہتی ہوں انہوں نے کہا کہ تمہارے بابا اسی میں ہیں رقیہ نے رومال کو اٹھایا تو اچانک اپنے بابا کے سر مبارک کو دیکھا اور کہا یہ سر کس کا ہے انہوں نے کہا یہ آپ کے بابا کا سر مبارک ہے تو اس نے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اس طرح بین کیا

يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي خَضَبَكَ بِدِمَائِكَ

يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي قَطَعَ وَرْدِيكَ

يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي أَيَّتَمَّنِي عَلَى صِفْرِ سِنِي

يَا أَبَتَاهُ مَنْ لَيَّيْتِمَنِي حَتَّى تَكْبُرَ۔ يَا أَبَتَاهُ لَيَّتَنِي تَوَسَّدْتُ التَّرَابَ وَلَا أَرَى شَيْبَكَ مَحْضَبًا بِالدِّمَاءِ

بابا جان کس نے آپ کو خون سے رنگین کر دیا بابا جان کس نے آپ کی گردن کی رگوں کو کاٹا بابا جان کس نے مجھے بچپن میں یتیم کر دیا بابا تمہاری بچی کو کون پناہ دے گا یہاں تک کہ بڑی ہو جائے بابا کاش میں ٹیٹیا ہوتی (اور اس منظر کو نہ دیکھتی) بابا کاش کہ خاک کو سر کے نیچے قرار دیتی اور تیری داڑھی کو خون سے آلودہ نہ دیکھتی (نوٹ) دیگر راوی اس بچی کا نام سکینہ لکھتے ہیں۔

بگفت ای سرور و سالار اسلام

ز قنلت مرمراز است چون شام
کہا کہ اے سردار و سالار اسلام تیرے قتل سے میرا روز روشن شام کی طرح تاریک ہے۔

بدر بعد از تو محنتها کشیدم

بیابانها و صحرا بادیدم
بابا جان تیرے بعد ہم نے بہت تکلیف برداشت کیں کہ جنگلوں اور صحراؤں میں پھرائی گئیں۔

همی گفتند ماں و کوفہ و شام

کہ اینان خارجند از دین اسلام
وہ ہم سے کوفہ و شام میں کہتے تھے کہ یہ دین اسلام سے خارج ہیں۔

مرا بعد از توای شاہ یگانہ

پرستاری نبود جز نازیانہ
میرا تیرے بعد اے شاہ یگانہ تازیانوں کے سوا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

ز کعب نیزہ و از ضرب سیلی۔

نم چون آسمان گشته است نیلی۔
نیزے کی چوب اور طمانچوں کی ضرب سے میرا بدن آسمان کی طرح نیلا ہو گیا ہے۔

نو بر گو کی بریدت سرز پیکر۔

مرا در خرد سالی در بدر کرد؟
تو بتا کہ تیرا سر کس نے بدن سے جدا کیا او مجھے کس نے در بدر رلا دیا۔

همی گفت و سر شاهش در آغوش

بناگہ گشت از گفتار خاموش۔
یہی کہہ رہی تھی اور گود میں شاہ (حسین) کا سر تھا کہ پس اچانک خاموش ہو گئی۔

برید از این جہان و در جنان شد۔

در آغوش بتولش آشیان شد۔
اور روح اس جہان سے جنت کی طرف پرواز کر گئی اور آغوش بتول کو اپنا آشیانہ بنایا۔

از این غم شد بہ آل اللہ اطہار۔

دوبارہ کربلا از نو نمودار۔
اس غم سے اہل بیت کا یہ حال ہو گیا کہ کربلا جیسا غم دوبارہ نمودار ہو گیا۔
جب اس کو حرکت دی گئی تو دیکھا کہ جان کو جان دینے والے کے سپرد کیا ہے۔

عمہ بیا گمشدہ پیدا شد۔

کنج خرابہ شب یلدا شد۔
پھوپھی جان آؤ کہ گشدر مل گیا ہے اور معیبت کا حصہ ہمارے لئے نہ ختم ہونے والی رات بن چکا ہے۔

شام رقیہ بہ سحر رسید۔

باب رقیہ ز سفر رسید۔
آؤ کچھ رقیہ کی شام سحر میں تبدیل ہو گئی اور پھر رقیہ سفر سے واپس لوٹا ہے۔

پدر فدای رخ نورانیت۔

سنگ جفا کہ زبہ پیشانیت۔
بابا جان میں آپ کے نورانی چہرے پہ قرہاں جاؤں کس نے سنگ جفا تیری پیشانی پہ مارا۔

ای گل خوشبو ز درخت کہ چید۔

نیغ کہ رگھائے گلوت برید۔
اے خوشبو کے پھول تجھے کس نے شاخ سے توڑا اور کس کی تلوار نے تیرے گلے کی رگیں کاٹیں۔

بسکہ دودم عقب قافلہ۔

پای من از رہ شدہ پر آبلہ۔
چونکہ میں اس قافلے کے پیچھے دوڑتی رہی اس لئے میرے پاؤں راستے کی سختی سے پر آبلہ ہو گئے۔

جووی خراسانی جناب زینب کی زبان حال سے غسل دینی والی کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

بیانو ای زن غسالہ از طریق وفاد۔

بہ این صغیرہ بدہ غسل از برای خلد۔
اے غسل دینے والی تیرے لیے اس کو غسل دینا مشکل ہے آؤ خدا کے واسطے اس کفن کو غسل دو۔

مکن خیال کہ او ز اہل روم و تاتار است۔

کہ غسل دادن او بر تو سخت دشوار است۔
تو یہ مت خیال کر کہ یہ اہل روم یا اہل تاتار سے ہے کہ تیرے لئے اس کو غسل دینا دشوار ہو۔

سرور سینہ سلطان عالمین است این۔

رقیہ دختر مظلومہ حسین است این۔
یہ شہنشاہ عالمین کے سینے کا سرور و چین ہے یہ مظلومہ رقیہ بنت حسین ہے۔

مگو کہ لڑچہ رخ ہمچو کھریا دلرد۔

کہ داغ تشنگی دشت کربلاء دلرد۔
یہ مت کہو کہ اس کا چہرہ بجلی کی طرح سرخ کیوں ہے بلکہ یہ صحراء کربلا کی پیاس کا داغ و نشان ہے۔

مگو کہ زخم بہ پاپش چرا ہرون ز شمار۔

کہ روی خلر مغیلان دودہ در شب تار۔
مت کہہ کہ اس کے پاؤں کے نشان شمار سے کیوں باہر ہیں یہ رات کی تاریکی میں کلاؤں پہ دوڑتی رہی ہے۔

جراحنی کہ خود این طفل را بہ شانہ بود۔

ز ضرب کعب نی و چوب و تازیانہ بود۔
یہ جو زخم ہے اس بچی کے شانے پر یہ نیزے کی آئی و چوب اور تازیانے کے زخم ہیں۔

شام سے مدینہ تک اہل بیت کے سفر کے واقعات

ہم نے پہلے کہا ہے کہ امام سجاد اور جناب زینب کے خطبے اور واقعات ربانی کاسبب بنے کہ جن خطبات نے لوگوں کی جنت کو تبدیل کر دیا یزید نے لوگوں کے شور شرابہ اور ان کو غافل کرنے کے لئے پشیمانی کا اظہار کیا اور ابن زیاد پر لعنت کرنے لگا اور اس کو قاتل کہنے لگا دوسری طرف اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو اجازت دی گئی کہ دمشق میں امام حسین اور شہداء کربلا کے لئے عزاداری کریں بعد میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے کہ یزید نے اہل بیت حسین کا شام میں رہنا خطرناک سمجھا اور اہل بیت کو ان کے واپس مدینے پہنچانے میں جلدی کی یزید نے امام سجاد سے کہا اگر آپ تین حاجتیں مجھ سے طلب کریں تو میں ان کو انجام دوں گا تو امام سجاد نے فرمایا میری پہلی حاجت یہ ہے کہ آخری مرتبہ اپنے باپ کے سر مقدس کی زیارت کروں۔

دوسری حاجت یہ ہے جو چیزیں ہماری لوٹی گئی ہیں ان کو واپس کیا جائے۔

تیسری حاجت یہ ہے اگر مجھے قتل کرنے کا ارادہ ہے تو کسی کو اہل حرم کے ساتھ بھیجیں تاکہ ان کو ہمارے جد کے حرم (مدینہ) پہنچائے۔ یزید نے پہلی حاجت کے بارے کہا کہ تم اپنے والد کے چہرے کو نہیں دیکھ سکو

گے۔ دوسری حاجت کے بارے میں کہا کہ جو کچھ لوٹا گیا ہے میں اس کی کئی گنا قیمت ادا کروں گا۔ امام سجاد نے فرمایا میں تمہارے مال کو نہیں چاہتا ہوں چونکہ لوٹے ہوئے مال میں رسول کی بیٹی فاطمہ کا ہونا پکڑا تھا اور ایک چادر ایک گوبند اور اس شہزادی کی ایک قمیص تھی یزید نے حکم دیا لوٹا ہوا مال امام سجاد کو واپس دے دیا جائے اور ساتھ دو سو دینار بھی اپنے مال سے دیئے امام سجاد نے دو سو دینار لے کر فقراء کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ اور تیسری حاجت کے بارے میں کہا کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے اور اہل حرم کو تیرے علاوہ کوئی نہیں لے جائے گا اس روایت کے مطابق یزید نے تین حاجتوں میں سے دو حاجتوں کو قبول کیا اور ایک کو قبول نہیں کیا اور اس بارے میں کہ امام حسین کا سر مقدس کھل پر دفن ہوا ہے سبط بن جوزی نے کتاب تذکرہ میں پانچ اقوال کو ذکر کیا ہے۔

1- مدینہ میں اپنی ماں کے نزدیک 2- دمشق میں 3- قاہرہ میں 4- امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی قبر کے نزدیک 5- کربلاء میں امام حسین کی قبر میں لیکن سب سے زیادہ مشہور قول کہ شیعہ علماء نے جس قول پر عمل کیا ہے یہ ہے کہ امام حسین کا سر مبارک امام سجاد اور ساتھیوں کے توسط سے کربلاء لایا گیا تھا اور امام حسین کی قبر میں دفن کیا گیا ہے صاحب معالی السبطین لکھتے ہیں روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہداء کے سر مبارک امام سجاد کے ساتھیوں کے ساتھ تھے اور وہ ان کو کربلا لے آئے تھے اور ان کو ان کے بدن کے ساتھ دفن کیا گیا ہے اور علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں کہ ہمارے علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ حضرت امام حسین کے سر مقدس کو حضرت کے بدن کے ساتھ ایک جگہ پر دفن کیا گیا ہے اور شیعہ علماء کا عمل بھی اسی بنیاد پر استوار ہے تاریخ صیب السیر میں نقل کرتے ہیں کہ یزید نے شہداء کے سروں کو امام سجاد کے حوالے کیا اور حضرت سجاد ہیں صفر کو (چلم کے دن) کربلاء گئے اور ان در ہائے مبارک کو کربلاء میں پاک بدنوں کے ساتھ ملحق کیا اور اس کے بعد اہل بیت کربلاء سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے اس روایت کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ حضرت سجاد کی تیوں حاجتیں قبول ہوئیں۔ جس وقت یزید نے چاہا کہ اہل بیت کو شام سے مدینہ کی طرف روانہ کریں تو اہل بیت کا لوٹا ہوا مال لے آئے اور ان کی تحویل میں دے دیا پھر اونٹوں کے کھڑوں کو آراستہ کیا گیا اور ریشی دسترخوان بچھائے گئے اور ان میں بہت سا مال ڈال دیا اس وقت یزید نے ام کلثوم سے کہا **خُذُوا هَذِهِ الْأَمْوَالَ عَوَضَ مَا أَصَابَكُمْ** یہ مال ان مصائب کے عوض سے لے لو کہ جو آپ کو پہنچی ہیں۔ یزید چاہتا تھا کہ اس چلے کے ساتھ شہداء کے پاک خون کی اہمیت کم کرے اور اس دھوکے سے ان کی عزت لوٹا دے۔ حضرت ام کلثوم جو علی کی بیٹی تھیں جن کو بیداری اور عقلمندی درٹے میں ملی تھی یزید کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

يَا يَزِيدُ مَا قَتَلْتَ حَيَاتُكَ وَأَصْلَبَ وَجْهَكَ تَقَتِّلْ أَخِي وَأَهْلَ بَيْتِي وَتُعْطِينِي عَوَضَهُمْ
مَالًا وَاللَّهِ لَا كَانَ ذَلِكَ أَبَدًا اے یزید تو کس قدر بے حیا اور سخت چہرہ ہے تو نے میرے بھائی اور میرے خاندان کو قتل کیا اور اس کے بدلے تو چاہتا ہے کہ دنیا کے مال کے ساتھ ہمیں خوش کرے خدا کی قسم ہرگز ایسا کام نہیں ہوگا۔

یزید نے لوگوں کی ایک جماعت کو نعمان بن بشیر کی سرپرستی میں جو رسول خدا کا صحابی اور ایک امین اور شریف شخص تھا ان کو اہل بیت کا تکبیل قرار دیا اور انہیں تاکید کے ساتھ ہدایت کی کہ اہل بیت کو مکمل احترام کے ساتھ مدینے پہنچا دیں نعمان بن بشیر نے اہل بیت کو مکمل حفاظت اور احترام کے ساتھ شام سے مدینے کی طرف روانہ کیا۔

حضرت رقیہ کی یاد

بعض نے کہا ہے کہ شام سے باہر نکلے وقت حضرت زینب اور دیگر اہل حرم کو جناب رقیہ یاد آئیں تو جناب زینب نے اس وقت شام کی عورتوں سے جو آپ کی رہبری میں عناداری کرتی رہی تھیں فرمایا ہم تمہارے درمیان سے جا رہے ہیں لیکن ایک چھوٹی بچی تمہارے درمیان چھوڑے جلتے ہیں ہم اس شہر میں مسافر ہیں ہماری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان کی قبر پر جائیں اور ان کو فراموش نہ کریں۔

حضرت زینب اور باقی اہل حرم جب تک شام کی دیواریں نظر آتی رہیں جناب رقیہ کی یاد میں آنسو بہاتے رہے یہ وہ ستم دیدہ بچی ہے جو شام آنے کے موقع پر اہل بیت کی بلبل تھی ہمیشہ اپنے بابا کو یاد کرتی تھی لیکن اب خاموش ہو گئی ہے اور قافلہ کے درمیان میں نہیں ہے۔

از دست من گرفته خرابہ رقیہ را

من بی رقیہ سوی عزیزان نمی روم
حالات کی سنگینی نے مجھ سے رقیہ کو چھین لیا ہے میں رقیہ کے بغیر اپنے عزیزوں کی طرف نہیں جاؤں گی۔

دلرم خجالت از پدر تاجدلر لو

بی طوطی عزیز غزلخان نمی روم
مجھے اس کے والد تاجدار سے شرم آتی ہے۔ میں اس اپنی پیاری بلبل غزل خان کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

ہمرہ نباشدم من دلخون رقیہ را

بی ہمسفر رقیہ گریان نمی روم
میں اپنے پاس رقیہ غمزہ کو نہیں پاتی ہوں میں گریہ کرنے والی اپنی ہمسفر رقیہ کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

جان داد در خرابہ زبس ریخت اشک غم

بادست خالی سوی شہیدان نمی روم
اس نے میرے اشک غم نکل پڑے میں خالی ہاتھ اپنے شہداء کے پاس نہیں جاؤں گی۔

بادل پر خون و چشم اشکبار ای اہل شام
می روم امروز از شہر شما ای اہل شام
اے اہل شام میں خون آلود اور روتی ہوئی آج تمہارے شہر سے جارہی ہوں اے اہل شام
بی وفائی شما بس آنکہ از قتل حسین
دست و پارانگین نمودید از حنا ای اہل شام
تمہاری بے وفائی قتل حسین تک بہت تھی مگر تم نے اپنے ظلم سے ہمارے ہاتھ و پاؤں رنگین کر دیے اے اہل شام
فرق ما مجروح شد اندر لب بازار ہا
بس زدید از کین بہ ماسنگ جفا ای اہل شام
ہمارے سر زخمی ہو گئے بھرے بازار میں تم نے ہمیں بغض کی وجہ سے ظلم کے پتھر مارے اے اہل شام
می روم اکنون بہ چشم اشکبار اما بود
یک وصیت آورید اورا بجا ای اہل شام
میں تمہارے شہر سے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ جارہی ہوں مگر میری ایک وصیت ہے
اے بجالانا اے اہل شام

بر سر قبر رقیہ کو در اینجا شد غریب
گاہ بگذارد شمع ای وفا ای اہل شام
رقیہ کی قبر پر کہ وہ تمہارے شہر میں غریب و تنہا رہ گئی ہے کبھی کبھار شمع جلا دینا اسی کی وفا کی وجہ سے اے اہل شام
حسینی قافلہ ہزاروں رنج اور غم کے ساتھ شام سے باہر نکلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا حالانکہ مصائب کے سنگین
بوجھ نے ان کی کمر کو خم کر دیا تھا۔

قافلہ اہل بیت شہداء کی قبروں کے نزدیک

قافلہ شام کے باہر جب ایسی جگہ پر پہنچا جہاں دوراھا تھا اور ایک راستہ کربلاء کی طرف اور دوسرا مدینہ کی طرف
نکلتا تھا تو اہل بیتؑ نے راہنما سے کہا کہ ہمیں کربلاء کے راستے سے لے چلیں۔
تاکہ وہاں پر شہداء کی قبور کی زیارت کے بعد مدینہ چلے جائیں۔

شیمم جان فزای کوی بابم

مرا اندر مشام جان بر آمد

میرے بلا کے کوچے کی جان فرا خوشبو آری ہے کہ میرے مشام میں تازگی آگئی ہے۔
گہانم کربلا شدعہ نزدیک
کہ بوی مشک ناب و عنبر آمد
پھوپھی جان مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کربلاء نزدیک ہے کہ مجھے خالص کستوری کی خوشبو آری ہے۔
بگوشم عہہ از گہوارہ گور
درایں صحراء صلی اصغر آمد
اے پھوپھی میرے کانوں پہ قبر کے گوارے سے اس صحرا میں اصغر کی آواز آری ہے۔
مہار ناقہ را یکدم نگہدار
کہ استقبال لیلا اکبر آمد
ناتھ کی مہار کو فوراً روکو کہ لیلیٰ کے استقبال کو اکبر آیا ہے۔
مران ای ساریان کہ یکدم کہ دا ماد
سرراہ عروس مضطر آمد
حسین را ای صبا برگو کہ از شام
بکویت زینب غم پرور آمد
اے صبا حسین سے کہو کہ شام سے غمزدہ زینب آئی ہے۔

جس وقت اہل بیتؑ کربلاء میں داخل ہوئے اور قتل گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ جابر بن عبد اللہ انصاری
اور بنی ہاشم کی ایک جماعت اور چند آل رسولؐ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے پس سب
اس سرزمین پر اکٹھے ہو گئے گریہ اور عزاداری کرتے رہے وہاں کے اطراف میں جو عورتیں تھیں وہ بھی جمع
ہو گئیں اور ایک قول کے مطابق سب تین روز تک اسی طریقے پر عزاداری کرتے رہے۔
کتاب مدحہ الساکبہ میں مذکور ہے کہ کربلاء میں حضرت زینبؑ نے بہت زیادہ مصیبت کہ وجہ سے اپنے گریبان کو
چاک کیا اور دل سوز آواز کے ساتھ فرمایا

وَ اَخَاهُ وَ اَحْسَنِيَّاهُ وَ اَحْبَبِيَّ رَسُولِ اللّٰهِ وَ ابْنُ مَكَّةَ وَ مِنِّي وَ ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ ابْنُ
عَلِيِّ الْمَرْتَضَى

ہائے برادر م حسین ہائے پیغمبر خدا کے دل کے محبوب اے مکہ اور منیٰ کے فرزند اے فاطمہ الزہراءؑ اور علی مرتضیٰ
کے فرزند یہ کہا اور قبر کے نزدیک زمیں پر بے ہوش ہو کر گر پڑیں
عورتیں اکٹھی ہو گئیں جناب زینبؑ کے منہ پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ آپ ہوش میں آئیں اور اہل حرم میں سے

ایک اور مستور بھی شدت غم کی وجہ سے غش کھا گئی اور وہ امام حسین کی بیٹی فاطمہ حسن ثقی کی اہلیہ تھیں۔ ایک قول کی بنا پر امام حسین کی باوقا زوجہ ام رباب ایک سال امام حسین کی قبر پر رہیں اور مسلسل شب و روز امام حسین کے مصائب پر گریہ کرتی رہیں تھیں یہاں تک کہ سائے میں بھی نہیں بیٹھتی تھیں اور سورج کی نمازت میں سارا سارا دن گزارتی تھیں۔ گریہ کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرا شوہر سورج کی گرمی میں شہید کیا گیا مقتل ابو مخنف میں مذکور ہے کہ جس وقت اہل بیت کربلاء میں داخل ہوئے تو ان کا غم تازہ ہو گیا انہوں نے اپنے گریباؤں کو چاک کیا اور اپنے بالوں کو کھول دیا اور اپنے پوشیدہ غموں کو آشکار کیا چند روز قبروں پر عزاداری کرتے رہے انہوں نے اپنے غم کا اظہار اس طرح کیا کہ جیسے مریض پڑھا جاتا ہے۔

فَقَدْنَا هَيْهَنَا قَمَرًا مَضِيًّا
بَنُورٍ هَاهُ يَهَى التَّائِهِيْنَا
فَقَدْنَا هَهْنَا رُوحًا وَرُوحًا
وَرِيْعَانَا وَزَيْتُونَا وَطِينَا
هَذَا نَجِجِ الْحُسَيْنِ بِسَيْفِ شَمْرِ
هَنَا قَدْ تَرَبُّوْا مَنَّهُ الْحَبِيْنَا
هَنَا الْغَبَاسُ فِي يَوْمِ عَبُوسٍ
حِيَالِ الْمَاءِ قَدَامَسِي رَهِيْنَا
هَنَا ذَبَحُوا الرُّضِيْعَ بِسَهْمٍ حَقْدٍ
فَمَا رَحِمُوا الصِّفَارِ الْمُرْضِعِيْنَا
هَنَا صَبَفَتْ نَوَاصِيْنَا دِمَاءُ
بَنِيْ امِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَا
هَنَا شَالَتْ رُؤُوسَ بَنِي عَلِيٍّ
رُؤُوسَ بَنِي عَقِيلِ الْعَاقِلِيْنَا
هَنَا مَزَقُوا النِّعَامَ وَحَرَقُوْهَا
وَقَسِمَ فَيْنَا فِي الْخَانِيْنَا
هَنَا قَدْ طَيَّرَتْ اَسْيَافُ جَوْرِ
اَكْفَتِ الْقَانِتِيْنَ الْمَتَقِيْنَا

یعنی یہی جگہ تھی کہ ہم نے چمکتا ہوا چاند (امام حسین علیہ السلام) اپنے ہاتھ سے راکہ گمراہ لوگ جس کے وجود کے نور سے ہدایت پاتے ہیں اور تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں یہی جگہ تھی کہ جہاں دل کے نیم جان کو مفقود پایا کہ

وہ سرسبز خوشبو دار پتے تھے۔ (زیتون اور انجیر کا ذکر قرآن میں موجود ہے)

اسی جگہ پر امام حسین کا سر مبارک جدا کیا گیا اور یہی جگہ ہے کہ ان کی پیشانی کو زمین کی مٹی پر رکھا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عباس سخت تھکی دوپہر میں روز عاشور فرات کے کنارے شہید ہوئے اور دشمنوں نے انہیں غیموں تک بچوں اور خواتین کے لیے پانی لانے کے قاتل نہ چھوڑا۔

یہ وہی جگہ ہے جس کو امیر المومنین حضرت علی کے فرزندوں نے اپنے خون سے رنگین کیا یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں حضرت علی اور جناب عقیل کی اولاد کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں غیموں کو چاک کیا گیا اور آگ لگا دی گئی اور ہمارے اموال کو خائنیں کے درمیان تقسیم کیا گیا۔

یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں ظلم اور ستم کی تلواروں سے شانوں کو جدا کر دیا گیا اور وہ بہشت کی طرف پرواز کر گئے۔ چونکہ وہ ہاتھ خدا کے سامنے جکھے ہوئے تھے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ فریاد کہ بی مونس و غم خور بماندیم

رفتند عزیزان وز غم زار بماندیم
افسوس کہ ہم مونس و غم خوار کے بغیر رہ گئے ہمارے عزیز چلے گئے اور ہم غم سے غاصل ہیں۔

آزاد شدند از غم این دامگہ وما

درمہلکہ فتنہ گرفتار بماندیم
وہ آزاد ہو گئے ہیں شکار گاہ کے غم سے اور ہم اس ہلاک کر دینے والی آزمائش میں گرفتار ہیں۔

در خاک بختند و رخ از ما بنہفتند

افسوس کہ در حسرت دیدار پوری نہ ہوئی
وہ خاک میں سو گئے اور ہم سے اپنا منہ چھپایا افسوس کہ حسرت دیدار پوری نہ ہوئی۔

بس از تو جان برادر چہ رنجہا کہ کشیدم

چو شہر ہاکہ نگشتم چو کوچہ ہاکہ ندیدم
تیرے بعد اے بھائی کون کون سے دکھ میں نے نہ دیکھے کون سا شرہ گیا جو نہ پھرائی گئی میں اور کونسا کوچہ رہ گیا

جو نہ دیکھا میں نے

بہ سخت جانی خود این قدر نبود گمانم

کہ بی تو زندہ بہ دشت بلابہ شام رسیدم
مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میں اس قدر سخت مصائب برداشت کر سکوں گی کہ میں تیرے بغیر زندہ مصائب و بلا جھیلی

ہوئی شام تک گئی۔

چو ماہ چارہ دیدم بسرتو را بہ سرنی

ہلال و زار مصیبت نو خمیدہ

جب چودہویں کے چاند سے تیرے ہرے کو لڑے پہ رنگینی تو میں تیری مصیبت کے بوجھ سے پھلی کے چاند کی طرح خمیدہ ہو جاتی۔

زدم بہ چوبہ محمل بہ سرآں زمان کہ سرنی

بہ نوک نیزہ خولی سرچو ماہ نویدیم

میں محل کی چوٹ پہ اپنے سر کو مار لی ہوں کہ جس وقت غولی کے نوک نیزہ پہ تیرے چاند سے سر کو دیکھتی ہوں

زنازیانہ و کعب صفائ و نیزہ دشمن

دگر ز زندگی خویش گشت قطع امیدم

دشمنوں کے نیزے و نازائے و برہمنوں کو دیکھ کر میں اپنی زندگی سے ناامید ہو گئی ہوں

میاں کوچہ و بازار شام پای برہنہ

سر ز خجالت نامحرمان بہ جیب کشیدم

میں نے شام کے کوچہ و بازار میں ننگے سر اور ننگے پاؤں نامحرموں سے شرم کی وجہ سے اپنا سر جھکا لیا۔

شدم جو وارڈ بزم بزم بازوی بستہ

ہزار مرتبہ مرگ خود از خدا طلبیدم

جب میں بزم کے دربار میں بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ وارد ہوئی تو میں نے ہزار مرتبہ خدا سے اپنی موت کی دعا مانگی۔

ہنوز برکف پایم نشان آبلہ پیدا است

بہ راہ شام زبس از جفا پیادہ دو یدم

اب تک میرے پاؤں پہ آبلوں کے نشان باقی ہیں کہ میں شام کے راستوں پر ان کے ظلم سے ننگے پاؤں دوڑتی رہی ہوں۔

ولے بہ این همه غم شاد از آنم ای شہ خوبان

کہ نقد جان بہ جہان دا دم و غم نو خریدم

لیکن ان تمام غموں کے باوجود میں خوش ہوں اے نیک لوگوں کے سردار کہ میں نے نقد جان دیکر تیرے غم خرید لیے ہیں۔

چلم کے واقعات

جابر اور عطیہ امام حسینؑ کی قبر کے پاس

عطیہ عفری کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے گیا جس وقت ہم کربلاء پہنچے تو جابر دہائے فرات کے کنارے گئے اور غسل کیا ایک کپڑا لے کر کمر کو باندھا اور دوسرے کپڑے کو کندھے پر ڈالا اس کے بعد ایک ٹھٹھا گھولا اور اس سے ایک بوٹی (گھاس) نکالی کہ جس کی جڑ سے خوشبو آتی تھی اس کو اپنے بدن پر لگایا اور اس کے بعد قبر مطہری طرف روانہ ہوئے قدم اٹھاتے ہوئے خدا کے ذکر میں مشغول تھے پہلی تک کہ گور کے نزدیک پہنچے اس کے بعد مجھ سے کہا مجھے امام حسینؑ کی قبر پر لے جاؤ تاکہ میرا ہاتھ قبر تک پہنچے چونکہ اس وقت جابر ٹھٹھا لے کر اور بوڑھے تھے تقریباً ان کی عمر 75 سال تھی۔

میں نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر قبر تک پہنچایا جب ان کے ہاتھ سے قبر میں ہوئی تو شدت غم سے بے ہوش ہو گئے اور قبر پر گر گئے میں نے ان کے منہ پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ ہوش میں آ گئے اور تین مرتبہ فرمایا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

اس کے بعد کہا

أَحِبِّتْ لَا يُحِبُّكَ حَبِيبُكَ

کیا دوست اپنے دوست کو جواب نہیں دیتا ہے اس کے بعد کہا آپ کس طرح جواب دیں گے آپ کے تو گلوئے مبارک کا خون چھنے اور شانے پر سر چکا ہے سر اور بدن کے درمیان جدائی واقع ہو گئی ہے جابر کا مطلب اس کلام سے مصیبت کا بیان ہے ورنہ وہ امام کے مقام کی معرفت رکھتے تھے چنانچہ جابر کی زیارت کے کلمات اسی مطلب کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سید الانبیاء کے فرزند مومنین کے سردار پر پیارگاروں کے مقدس اجداد اور رہبر کے فرزند اصحاب کساء کے پانچویں فرد ہیں اور تمام عورتوں کی سردار کے فرزند ہیں سید المرسلین کے ہاتھ سے آپ کی پرورش ہوئی اور پاک و پاکیزہ زندگی گزاری اور ایمان کے دامن میں پل کر پڑے ہوئے اسلام کے ساتھ اپنی ابتدا کی پاک طریقے سے زندگی گزاری اور احسن طریقے سے رخت سزا ہاتھ لایا لیکن آپ کی جدائی سے مومنین کے دل طول ہوئے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ زندہ ہیں خدا کا سلام اور خوشنودی آپ پر ہو۔ پھر زیارت کے کلمات کو آخر تک پڑھا اس کے بعد کہا خدا کی قسم ہم تمہارے ساتھ شریک تھے اس چیز میں کہ جس میں آپ داخل ہوئے عطیہ کہتا ہے کہ میں نے جابر سے پوچھا ہم کس طرح شہداء کے ثواب میں شریک ہیں حالانکہ ہم نے نہ جملہ کیا اور نہ ہمارے بدن مجروح ہوئے؟

جابر نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے حبیب رسول خدا ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو بھی کسی قوم کے کام کو دوست رکھے اس کام میں اس قوم کے ساتھ شریک ہوگا خدا کی قسم میری نیت اور میرے اصحاب کی نیت وہی ہے کہ جو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کی تھی۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ جابر پڑھاپے اور پیتائی نہ

ہونے کی وجہ سے جنگ میں شریک ہونے سے معذور تھے لیکن امام حسینؑ کے قیام کو قبول کیا اور اس مطلب کو شرکت در ہدف کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اس مطلب کو نج البلاغہ کے خطبہ نمبر 12 میں واضح کیا گیا ہے۔

عطیہ کتا ہے زیارت کے بعد جابر نے کہا مجھے اپنے گھر لے چلو (کہ جو کوفہ میں ہے) ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت فرمایا اے عطیہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں مجھے ملن نہیں ہے کہ پھر دوبارہ تمہارے ساتھ ملاقات ہو چونکہ جابر مدینہ میں رہتے تھے اور عطیہ کوفہ میں اے عطیہ محمدؐ کے دوستوں کو دوست رکھو کہ جو دوستی کے سزاوار ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھو کہ وہ دشمنی کے سزاوار ہیں اگرچہ بہت بڑے روزہ دار ہوں اور اس خاندان کے دوستانوں کے ساتھ زیادہ مہربان رہو اگرچہ ان کا ایک پاؤں بہت زیادہ گناہوں میں لغزش کھائے اور دوسرا پاؤں خاندان نبوت کی محبت کے ساتھ استوار ہو چونکہ ان کے دوستوں کا انجام بہشت اور دشمنوں کا انجام جہنم ہے بعض تواریخ میں جابر اور عطیہ کا امام حسینؑ کی زیارت کے بارے میں اس طرح ذکر ہوا ہے۔

عطیہ کتا ہے جس وقت میں جابر کو امام حسینؑ کی قبر کے پاس لے آیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کو قبر پر رکھا اور بہت زیادہ غم اور رونے کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اور تین مرتبہ بلند آواز میں کہا یا حسینؑ یا حسینؑ اس کے بعد کمال خضوع کے ساتھ زیارت پڑھنے لگے۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ شام کی سڑک سے ایک سیاحی نظر آتی ہے میں نے اس واقعہ کو جابر کے سامنے بیان کیا تو جابر نے اپنے غلام سے کہا کہ اس سیاحی کی طرف جاؤ اور دیکھو کہ وہ افراد جو آرہے ہیں عرسعد کی فوج ہے یا کوئی تصدیق کر کے اس کی مجھے اطلاع دو تاکہ ان کا دفاع کریں اور ان کی طرف سے ہمیں کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اگر امام سجادؑ اور ان کے اہل بیتؑ ہیں اور تم مجھے یہ خوشخبری سناؤ تو میں اس کے بدلے میں تمہیں آزاد کروں گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر کے ساتھ دو آدمی تھے ایک عطیہ دوسرا ان کا غلام غلام جلدی سے اس سیاحی کی طرف گیا جب وہاں پہنچا تو اہل بیتؑ کے قافلے کو دیکھا اور جلدی سے جابر کے پاس آیا اور اہل بیتؑ کے آنے کی نوید دی جابر سر اور پاؤں برہنہ اہل بیتؑ کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو ان کا غم تازہ ہو گیا اور امام سجادؑ نے جابر سے فرمایا **يَا جَابِرُ هَهُنَا وَاللّٰهِ قَتَلَتْ رِجَالَنَا وَذُبِحَتْ اَطْفَالُنَا وَسَبِيَّتْ نِسَانُنَا وَخَرَقَتْ عِيَامُنَا**

اے جابر خدا کی قسم اسی جگہ ہمارے بزرگوں کو شہید کیا گیا اور ہمارے نوجوانوں کے سر جدا کئے گئے اور ہماری عورتوں کو قیدی بنایا گیا اور ہمارے یموں کو آگ لگائی گئی۔

جابر اور عطیہ کون ہیں

جابر خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے مدینہ میں ہجرت سے پندرہ سال پہلے ان کی ولادت ہوئی ان کے والد عبداللہ انصاری - جنگ احد میں شہید ہوئے۔ جابر اور ان کے والد سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور پیغمبر اسلامؐ کے مدینہ میں آنے سے پیشتر ہی اسلام لائے تھے۔ جابر ہمیشہ پیغمبر اسلامؐ کا ساتھ دیتے تھے پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں بھی اسلامی جنگوں میں سے اکثر جنگیں لڑیں اور جنگ بدر میں بھی شرکت کی رسول خداؐ کے بعد ہمیشہ حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ نبوت کے ساتھ وابستہ رہے اس طریقے پر گویا ان کی زندگی اہل بیتؑ کی زندگی کے ساتھ جڑی ہوئی تھی یہ تشیع اور اسلام کے مبلغ اور محدث تھے۔ اس کے لیے انہوں نے بہت زیادہ کوشش کی یہ امام حسینؑ کے سب سے پہلے زائر تھے حجاج بن یوسف ثقفی نے جو بنی امیہ کا خونخوار تھا اس نے ان کے بدن کو حضرت علیؑ اور آل علیؑ کی محبت میں آگ سے داغا انہوں نے 94 یا 95 یا 96 سال زندگی پائی اور آخر 74 یا 77 یا 78 ہجری کو مدینہ میں اس دنیا سے کوچ کیا ان کی قبر شریف مدینہ میں جنت البقیع میں ہے علامہ مامقانی تحقیقات کے بعد لکھتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ امام محمد باقرؑ شہادت کو جابر نے درک کیا ہو کہ جو 116 یا 117 ہجری کو واقع ہوئی

عطیہ عوفی جابر کے برہنہ شاگردوں میں سے تھے مدائن قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جو بزرگ محدثین اور تابعین سے تھے۔ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں کوفہ میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد کا نام سعد بن جنادہ تھا عطیہ اہل علم اور اہل بیتؑ کے دوستانوں میں سے تھے اس دوران کچھ مدت کے لیے ایران بھی آئے فارس کے حاکم نے حجاج بن یوسف ثقفی کے حکم سے اس کو اہل بیتؑ کی محبت کے جرم میں گرفتار کیا اور چار سو تازیانے لگائے اور سر کے بال منڈوا دیئے خود جابر اور کئی دوسرے مورخین کی روایات سے بھی منقول ہے کہ وہ جابر کے ساتھ رہے۔ حضرت امام حسینؑ کی زیارت ان کے اخلاص اور شہادت کی دلیل ہے اس کے علاوہ یہ کہ ان دنوں وہ کوفہ میں جابر کے میزبان تھے۔

روایات اور علماء کے اقوال کی تحقیق کے بعد جابر کی زیارت کا دن سال مہینہ کہ جب جابر نے امام حسینؑ کی مرقد کی زیارت کی ہے اس میں پانچ قول پائے جاتے ہیں۔

1- امام سجادؑ اور ان کے ساتھی چہلم کے دن 20 صفر 21 ہجری کو شام سے کربلاء آئے تھے اور اسی روز جابر اور ان کے ساتھیوں نے امام سجادؑ اور ان کے ساتھیوں سے امام حسینؑ کی قبر کے نزدیک ملاقات کی تھی۔

2- یہ کہ دوسرے سال 20 صفر چہلم کے دن زیارت قبر امام حسینؑ کی تھی

3- اگلے سال یعنی 62 ہجری کو زیارت کی تھی۔

4- جابر اور ان کے ساتھیوں کو پہلے چہلم میں 20 صفر 61 ہجری کو امام حسینؑ کی قبر کی زیارت نصیب ہوئی لیکن اہل بیتؑ کی ملاقات جابر کے ساتھ چند دنوں کے بعد ہوئی ہے چونکہ جابر کئی مرتبہ زیارت کے لیے آتے تھے۔

آيَا كَرِيْلَا نُودِمُكَ جِسْمًا
وَلَاغْنِي دَفِينًا
آيَا كَرِيْلَا نُودِمُكَ رُوحًا
لَاخْمَدُ الْوَصِيَّ مَعَ الْأَمِينَا

آگاہ ہو اے کریلاء کہ تیرے سپرد کرتے ہیں ہم اس جسم کو کہ جو بغیر غسل اور کفن کے اس مکان میں دفن ہوا ہے آگاہ ہو اے کریلاء کہ ہم احمد اور وصی احمد کی روح کو تیرے سپرد کر کے اپنے سچلے کے ساتھ جارہے ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کریلاء میں تین دن رہنے کے بعد امام سجادؑ نے دیکھا کہ مدینے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ چونکہ امام نے اپنی پھوپھیوں اور دیگر اہل حرم کو دیکھا کہ شب و روز گریہ کرتے ہیں ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف جاتے ہیں اور ایسی حالت برداشت کے قتل نہیں تھی۔

احل بیت کے مدینہ میں داخل ہونے کے مصائب

جناب ام کلثوم کا مرقہ

قافلہ مدینہ کی طرف جارہا تھا جس قدر بھی قافلہ مدینہ کے نزدیک ہوتا جاتا تھا اہل قافلہ خوشحال ہونے کی بجائے غمگین ہوتے جاتے تھے۔ چونکہ مدینے سے جاتے وقت امام حسینؑ کے رشتہ دار اور مدگار موجود تھے لیکن اب مردوں میں سے امام سجاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں بچا تھا جس وقت حضرت ام کلثومؑ نے مدینے کے در و دیوار کو دیکھا تو رونے لگیں اور اس طرح مرقہ پڑھا

مَدِينَةُ جَدِّنا لَا تَقْبَلِيْنَا فِي الْحَسَرَاتِ وَالْأَحْزَانِ جَدِّنا
الْأَفَاعِيرِ رَسُولَ اللَّهِ عَنَّا قَدْ فَجَعْنَا فِي إِبْنِنا
خَرَجْنَا مِنْكَ بِالْأَهْلِيْنَ جَمْعًا رَجَعْنَا لِرِجَالٍ وَ لَابْنِيْنَا
أَلَا يَأْجِدُنَا قَتَلُوا حَسِيْنَا
آيَا جَدِّنا بَلَفْتَ عَلَيْنَا وَلَمْ يَزْعُوا جَنَابَ اللَّهِ فِيْنَا

مُنَا هَاوَأَشْتَقِي الْأَعْدَاءَ فِينَا
لَقَدْ هَتَكَو النِّسَاءَ وَ حَمَلُوْنَا
عَلَى الْأَقْتَابِ قَهْرًا أَجْمَعِيْنَا

اے ہمارے جد کے مدینہ ہمیں قبول نہ کرچو کہ ہم حسرت رنج اور غموں کے ساتھ واپس لوٹ رہے ہیں اے مدینہ ہماری طرف سے رسول خدا کو خبر دے کہ ہم اپنے مہلی کی شہادت سے غمگین ہو گئے ہیں اے مدینہ جب ہم تمہارے یہاں سے نکلے ہمارے رشتہ دار ہمارے ساتھ تھے اب جب کہ ہم لوٹے ہیں تو مرد اور بچے ہمارے ساتھ نہیں ہیں آگاہ ہو! اے جد بزرگوار ہمارے دشمن اپنی آرزو کو پہنچے ان کے اول ہمارے مصائب کو دیکھ کر خوش حال ہو گئے۔ انہوں نے عورتوں کے حرم کی توہین کی اور اس دن سب کو مجبور کر کے بغیر کچاؤ کے اونٹوں پر سوار کیا

مدینہ والوں کے نام بشیر کا پیغام

جس وقت امام سجادؑ ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کے نزدیک پہنچے امام سجادؑ محل سے نیچے اترے اور پوچھ کر کھول دیا اور ایک خیمہ لگایا عورتوں کو اتارا گیا اور بشیر بن جذلم سے فرمایا خدا تمہارے باپ پر رحمت کرے وہ شاعر تھا کیا تم بھی شاعری کر سکتے ہو بشیر نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسول خدا میں بھی شاعر ہوں حضرت نے اس سے فرمایا تم سب سے پہلے مدینہ شہر میں چلے جاؤ اور حضرت ابو عبد اللہ الحسینؑ کی شہادت کا اعلان کرو بشیر کہتا ہے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مدینہ کی طرف دوڑ پڑا جب پیغمبر کی مسجد کے پاس پہنچا بلند آواز سے رویا اور اس مضمون کے شعر پڑھے۔

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ بِهَا قَتَلَ الْحُسَيْنُ قَادِمِيْ مَدَارَ الْجِسْمِ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءِ مُضْرَجٍ وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاءِ يُدَارُ

اے مدینے والو اب مدینہ رہنے کی جگہ نہیں رہا اس دیار سے رخت سرفراز ہو چونکہ حسینؑ شہید ہو چکے اس لیے میری آنکھوں سے آنسو کا سیلاب جاری ہے ان کا بدن مبارک کریلاء میں خاک اور خون کے درمیان پڑھا ہوا ہے اور ان کے سر مقدس کو نیزوں پر بلند کر کے شہروں میں پھرایا گیا ہے اس کے بعد میں نے بلند آواز سے کہا اے لوگو آج علی بن الحسینؑ اپنی پھوپھیوں اور اپنی بہنوں کے ساتھ تمہارے قریب آگئے ہیں اور مدینے کے عقب میں اترے ہوئے ہیں اور میں ان کا پیغام رسال ہوں میں اس لیے آیا ہوں تاکہ میں ان کے قیام گاہ کی نشان دہی

کروں۔

جس وقت بشیر نے یہ اعلان کیا تو مدینہ کے لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت مدینے سے باہر اہل بیت کے استقبال کے لیے آئے بشیر کہتا ہے کہ کوئی باحجاب اور پردہ نشین عورت ہلکی نہ رہی مگر یہ کہ وہ پردے سے باہر آئیں اور اپنے بالوں کو کھول دیا اور اپنے منہ کو ناخن سے نوچتی تھیں اور اپنے منہ کو پھینکتی تھیں اور بلند آواز سے کہتی تھیں۔ **و امحمدہ واحسیناہ** ہر طرف سے یہ آواز بلند کرتی تھیں۔

**فَلَمْ أَرَبَاكِيَا أَكْثَرُ مِنْ ذَالِكِ الْيَوْمِ
وَلَا يَوْمًا أَمَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْهُ**

مجھے اپنی تمام عمر میں یاد نہیں ہے کہ اس دن سے زیادہ مسلمانوں نے گریہ کیا ہو اور اس روز سے زیادہ تلخ دن مسلمانوں کے لیے میری نظر میں نہیں گزرا ایک کنیز میرے پاس آئی اور جان سوز اشعار کو پڑھا اور مجھ سے کہا تو نے ہمارے غم کو امام حسینؑ کے بارے میں تازہ کر دیا اور ہمارے زخموں کو خراش دیا تو کون ہے میں نے کہا میں بشیر بن جذلم ہوں میرے مولا علی بن الحسینؑ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ اپنے اہل بیتؑ کے ساتھ فلاں مقام پر ہیں۔ بشیر نے کہا کہ لوگ اتنی جلدی امام سجادؑ کی طرف روانہ ہوئے کہ میں مدینے میں تھما رہا تھا میں نے گھوڑے کو تیز کرنے کے لیے ایڑھ لگائی اور ان کی طرف واپس ہوا میں نے دیکھا کہ تمام راہوں کو پیدل چلنے والوں نے گھیر رکھا تھا میں گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگا اور لوگوں کے کندھوں کے سارے اپنے آپ کو اس خیمے میں پھنچا کہ جس میں امام سجادؑ تھے۔

صدنا در سینہ ہاساکت کہ اینک یار می آید

زرہ شام و کوفہ عابد بیمار می آید

آواز سینوں میں خاموش ہے کہ کہیں سے کوئی مدد آئے اور کوفہ و شام کے رستے سے عابد بیمار آئے۔

غبار راہ بس بنشستہ بر رخسار چون ماہش

بہ چشم آئینہ ایزد نعمانی تار می آید

اس کے چاند جیسے چہرے پر راستے کا غبار جم گیا ہے اور آئینہ مظہر خدا کی آنکھ میں بل گیا ہے۔ (یعنی ٹوٹ گیا ہے)

الا ای دردمندان مدینہ با دو صد حسرت

طیب درد مندان بادل تبدل می آید

صد افسوس کہ اے مدینے کے درد مندو کہ درد مندوں کا طیب خود بیمار ہو کے آیا ہے۔

الا ای بانوان اہل یثرب پیشوار آئید

کہ زینب بی برادر بادل غمبار می آید

اے یثرب کی عورتو! استقبال کے لیے آگے بڑھو کہ زینب بغیر بھائی کے دل غمگین کے ساتھ آئی ہے

بیا ام البنین بادیدہ گریبان تماشاکن

کہ اردوی حسینی بی سپہ سالار می آید

اے ام البنین آؤ اور اٹھنا آکھوں سے دیکھو کہ لشکر حسینی سپاہ سالار کے بغیر آیا ہے۔

جناب ام البنین کی ملاقات جناب زینب کے ساتھ

منقول ہے کہ جس وقت اہل بیتؑ مدینہ میں داخل ہوئے تو ام البنین نے پیغمبر اسلام کی قبر کے نزدیک جناب زینب کبریٰؑ کے ملاقات کی اور کہا اے امیرالمومنین کی بیٹی میرے فرزندوں کے بارے میں بتائیے کہ کیا خبر ہے جناب زینب نے فرمایا سب شہید ہو چکے ہیں۔

ام البنین نے عرض کیا سب کے سب حسینؑ پر قربان ہو چکے ہیں اچھا تو پھر امام حسینؑ کے بارے میں بتائیے کہ ان کے بارے میں کیا خبر ہے جناب زینب نے فرمایا حسینؑ تشنہ لب شہید کئے گئے ام البنین نے جب یہ کلام سنا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور اپنے سر پر ماتم کیا اور بلند آواز کے ساتھ روئیں اور کہتی تھیں وا حسینہ ہائے میری جان حسینؑ جناب زینب نے فرمایا اے ام البنین تمہارے فرزند عباسؑ کی ایک یادگار لے کر آئی ہوں ام البنین نے کہا وہ یادگار کیا ہے تو زینب نے عباسؑ کے پر خون سینہ بند کو چادر کے نیچے سے نکالا اور ام البنین نے جب ان کو دیکھا تو برداشت نہ کر سکیں اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔

امام سجادؑ کا خطبہ مدینہ والوں کیلئے

مدینے کے لوگوں نے چیخ و پکار اور گریہ کی آواز بلند کی اور امام سجادؑ کے خیمے کے نزدیک اکٹھے ہو گئے۔ سب امام سجادؑ کو دیکھنے کے شہر تھے جبکہ گریہ و زاری اور فریاد نے بیابان کی فضا کو پر شور کر دیا تھا اچانک انہوں نے دیکھا کہ امام سجادؑ کے ہاتھ میں ایک رومال ہے جس سے آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے خیمے سے باہر آرہے ہیں اور ان کے پیچھے ان کا غلام تھا وہ بھی باہر آیا اور ایک کرسی اس کے ہاتھ میں تھی اس کو زمین پر رکھا اور امام سجادؑ اس پر بیٹھ گئے اور امام نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ تو سب خاموش ہو گئے۔ امام نے حمد اور ثناء کے بعد چند مطالب ارشاد فرمائے یہاں پر ان میں سے چند کلمات کو ملاحظہ فرمائیں۔

امام نے فرمایا اے لوگو خداوند تعالیٰ نے ہم سے بہت بڑے مصائب اور رنج کے ساتھ امتحان لیا ہے کہ جس سے اسلام میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے اور ابا عبد اللہ حسینؑ شہید ہو گئے ان کی مستورات اور فرزندوں کو اسیر کیا گیا

اور ان کے سرور کو نیزوں پر رکھ کر شہروں میں پھرایا گیا یہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ کوئی مصیبت اس مصیبت کی مانند نہیں ہے۔ اے لوگو! کوئی دل ہے کہ جو امام حسین کے مصائب کے لیے نہ بھرایا ہو اور غمگین نہ ہوا ہو اور کوئی آنکھ ہے کہ جس نے اپنے آنسوؤں کو روکا ہوا ہو تمام عالم میں جتنی چیزیں ہیں سب نے ان کے لیے آنسو بہائے پھر فرمایا **وَاللّٰهُ لَوْ اَنَّ النَّبِيَّ تَقَدَّمَ اِلَيْهِمْ فِي قِتَالِنَا كَمَا تَقَدَّمَ اِلَيْهِمْ فِي الْوَصَايَةِ بِنَا لَمَا اَزْدَاوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا بِنَا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ** خدا کی قسم اگرچہ پیغمبر ہماری محبت کی بجائے قتل کرنے کی وصیت کرتے تو وہ بھی اس طرح نہ فرماتے جس طرح ان لوگوں نے ہم پر ظلم کیا اور فرماتے تھے امام حسین کی مصیبت کس قدر درد ناک دلغراش اور تلخ تھی جو مصیبتیں ہمیں پہنچی ہیں اس کا حاسب ہم خدا پر چھوڑتے ہیں وہی انتقام لینے والا ہے۔

اہل بیت کا مدینے میں داخل ہونا

جس وقت اہل بیت نبوت مدینے میں داخل ہوئے تو کئی دفعہ ان کا غم تازہ ہو گیا (الف) امام سجاد نے ایک نگاہ اپنے خاندان کے گھروں اور خاندان کے مردوں پر ڈالی دیکھا کہ وہ گھر زبان حال کے ساتھ سب نوحہ کرتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔ اور در و دیوار بھی زبان حال کے ساتھ مصیبت دیکھی ہوئی ماؤں کی طرح گریہ کرتے ہیں اور ہرگزرنے والوں سے اپنے صاحبان کا حال معلوم کرتے تھے اور مرنے والوں پر وا مصیبت کی فریاد بلند کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اے لوگو! ہمیں نوحہ کرنے میں معذور نہ سمجھو اور ہمارے ساتھ اس مصیبت میں ہمدردی کرو چونکہ جن مردوں پر ہم گریہ کرتے ہیں ان کے نیک اخلاق کے ساتھ ہمارا دل بندھا ہوا ہے وہ دن اور رات ہمارے ساتھ ماؤں تھے رات اور سحری کی تاریکی میں ہمارے لیے نور تھے۔ ان کی سحری کے مناجات ان کے راز و نیاز ہمارے کانوں میں محفوظ ہیں ان کے فضائل ہماری جان کو معطر کرتے ہیں ہائے وہ ذی عزت دشمنوں کے درمیان مسافر رہے اور دشمنوں کے کیڑوں کا نشانہ بنے وہ مجسمہ کمالات تھے شہر مدینہ زبان حال سے کہہ رہا تھا میں بہت پریشان ہوں میرے اندر رہنے والے میری آنکھوں سے غائب ہیں جتنا بھی نالہ کروں کم ہے کوئی شئی بھی ان کے وجود کے بغیر میرے درد کے لیے دوا نہیں بن سکتی اب ان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے میں نے سوگواری کے لباس کو پہن رکھا ہے اور میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے یوں کہنا چاہیے **يَا سَلْوَةَ الْاَيَّامِ مَوْعِدَكَ الْحَشْرُ** اے خوشی کے ایام تمہاری ملاقات قیامت تک نہیں ہوگی ابن قتیبہ کے اس بارے میں اشعار ہیں۔ ان اشعار کا مضمون فارسی میں اس طرح ہے۔

برخانہ ہای آل نبی چون گزر کنم

بینم خراب و خانہ دل پر شر کنم

ہرگز مباد شہر و دیارم نہی زد دوست
ہرچند خالی است کنون چون نظر کنم

زان کشتگان دست بلا زآل ہاشمی
درد و غمی چنین زدلہم چون بدر کنم

جس دن امام سجاد اور ان کے ساتھی مدینے میں داخل ہوئے وہ جمعہ المبارک کا دن تھا سب مدینے کے لوگ حضرت کے ساتھ تھے گریبان چاک کیے ہوئے تھے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کچھ لوگ نماز جمعہ کے لیے ایک مسجد میں جمع ہوئے اور ولید بن عتبہ نے منبر پر جاکے ابھی خطبہ شروع کیا ہی تھا کہ اچانک نالہ اور فریاد کی آواز نے تمام مدینہ کو گھیر لیا ولید نے کہا کیا بات ہے تو اس سے کہا گیا کہ امام حسین کی مصیبت میں نبی ہاشم کی عورتوں کی روئے کی آواز ہے تو یہ سن کر ولید کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور وہ جمعہ پڑھائے بغیر منبر سے نیچے اتر کر اپنے گھر چلا گیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ دیتے وقت لوگوں نے واحسنہ کی آوازیں بلند کیں اور مسجد سے باہر نکل آئے اور مدینے کی کیفیت اس دن کی طرح سے اداس ہو گئی۔ کہ جس دن رسول خدا نے رحلت فرمائی تھیں۔

اور اس وقت حضرت زینب مسجد پیغمبر کے قریب پہنچیں اور مسجد کے دروازے کی چوکت کو پکڑ کر جانوسز گریہ کیا اور فرمایا

يَا جَدَّاهُ اِنِّي نَاعِمِيْنَةُ الْيَتَامَى الْحَسَنِ

اے جد بزرگوار میں اپنے بھائی حسین کی وفات کی خبر لے کر آئی ہوں اور آنسو بہاتی تھیں اور جب بھی ان کی نظر امام سجاد پر پڑتی تو ان کا غم تازہ ہو جاتا

ام لقمان عقل کی بیٹی حضرت مسلم کی بہن کو جب امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو وہ اپنی بہنوں ام حلتی، اسماء، رملہ، زینب (عقیل کی بیٹیوں) کے ساتھ گھر سے باہر آگئیں اور کربلاء کے شہداء کے لیے گریہ و زاری کرتی تھیں اور ام لقمان اس طرح مرقیہ پڑھتی تھیں

مَاذَا تَقُولُونَ اِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ

مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اَخِرُ الْاُمَمِ
بِعِزَّتِي وَيَا هَلِي بَعْدَ مُفْتَقِي

مِنْهُمْ اَسَارِي وَقَتْلِي ضَرْجُوْدِمِ
مَلِكَنَ هَذَا جَزَائِي اِنْصَحْتُ لَكُمْ

أَنْ تَخْلِفُونِي بِسُوءٍ فِي فَوِي رَحِمٍ

کیا جواب دو گے اگر پیغمبر تم سے پوچھ لیں کہ تم آخری امت تھے کیا تم نے میری عزت اور خاندان کو میرے جلنے کے بعد اسیر کیا اور خون آلودہ کر دیا کیا میری نصیحتوں کی جڑا بی تھی کہ میرے بعد میرے رشتہ داروں کے بارے ایسا سلوک کیا جائے۔

حضرت ام کلثوم رسول خدا کی قبر کے نزدیک آئیں اور ایک دلخراش آہ کے ساتھ فرمایا **السلام علیک یا جدّہ انّی ناعینۃ الیک ولنک العسین**

تجھ پر سلام اے جد بزرگوار میں تیرے فرزند حسین کی شہادت کی خبر لے کر آئی ہوں اس کے بعد اپنے اٹک آلود چہرے کو ممبر رسول کی چوکھٹ پر رکھ دیا جب کہ لوگ ان کو تعزیت پیش کرتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ امام حسینؑ کے پسماندگان رسول خدا کی قبر کے پاس آئے گریہ اور ندبہ کیا اور اپنے آپ کو قبر پر ڈال دیا **وہم یا کون ینادون یا جدنا قتلوا حسینا بارض کربلا** اور بیبیایاں روتی ہوئی فریاد کرتی تھیں اے جد بزرگوار حسین کو کربلاء کی زمین میں شہید کر دیا گیا اور جناب زینب کبریٰ رسول خدا کی قبر کے ساتھ ان اشعار کے ساتھ مجلس پڑھتی تھیں۔

ان کنت اوصیت بالقرنی بخیر جزاء فانہم قطعوا القرنی وما وصلوا حتی ابادوہم قتلی علی ظمائم من بارد الماء ما فا قوا وما نهلوا

اے رسول خدا آپ نے اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو انہوں نے نہ صرف نیکی نہیں کی بلکہ دہشت فاطمہ کو ان کے رشتہ داروں کے سمیت کربلاء میں شہید کر دیا۔

خطاب کرد سوی مرقد رسول امین سلام کرد و سر از تاب در دزدبہ زمین

بہ گریہ گفت کہ فریاد یا رسول اللہ

زکوفیان لعین دادیا رسول اللہ

چرا حال جگر گوشہ ات نمی پرسی

از آن مسافر بی توشہ ات نمی پرسی

خبر ز سرو قبا پوش خود نمی گیری

سراغ زینت آغوش خود نمی گیری

سری کز او اگر یک دانہ مونی کم می شد

دل شریف تو را موجب الم می شد

بہ خنجر ستم از پیکرش جدا کردند

ہمیں نبود کہ بر نیزہ جفا کردند

اہل بیت کا جناب فاطمہ زہراء کی قبر پر جانا

ایک روایت میں ہے کہ اہل بیت اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زہراء کی قبر پر گئے اور اپنے مصائب اور درد دل کو بیان کیا گریہ کیا اور امام حسین کی مادر گرامی کو مخاطب کر کے اپنے مصائب سناتے تھے۔

افاطم کو نظرت الی السبایا بناتک فی البلاد مشتتینا فلو دامت حیاتک لم تزل الی یوم القیامہ تننبتینا

اے فاطمہ کاش آپ دیکھتیں کہ قیدیوں کو ایک شہر سے دوسرے شہریاؤں اور ویرانوں میں پھرایا گیا اے فاطمہ اگر آپ دنیا میں زندہ ہوتیں تو قیامت تک ہمارے لیے گریہ و بکاء کرتیں۔

ای غمگسار غمزدگان حال مابین

مارا اسیر طائفہ اشقیاء بین

در حشر رستخیز بود کز برای خلق

امروز رستخیز بیا بھرما بین

از قتل سروران ہمہ بگشادہ مونگر

وزخون شوبران ہمہ بستہ حنا بین

مناب زینب پر سنگین معیبت اس قدر فشار لے آئی تھی۔ کہ بے ہوش ہو گئیں جب ہوش میں آئیں تو آواز دی
اے ماور گرامی مجھے اس قدر تازیانے مارے گئے کہ میرا بدن مجروح ہو گیا اس کے بعد اپنے بھائی کی پارہ پارہ قیص
و نکلا اور فرمایا! اے ماور گرامی میں آپ کے لیے ایک تحفہ لے کر آئی ہوں اور وہ تیرے بیٹے کا خون آلودہ قیص
ہے جب مدینے کے لوگوں نے اس قیص کو دیکھا تو گریہ اور آہ و زاری کی کہ جس کی آواز آسمان تک پہنچتی تھی
تنب لبوف میں ہے کہ اس قیص میں ایک سو بیس سوراخ تھے اور چند جگہ سے قیص پارہ تھی۔

مناب زینب نے فرمایا! اے مدینے کے لوگو! تم کربلاء میں نہیں تھے اگر تم کربلاء میں ہوتے تو تم دیکھتے کہ کس
شرح میرے بھائی کو شہید کیا گیا یہ سوراخ کہ جو اس قیص میں نظر آرہے ہیں یہ تیروں نیروں اور دشمن کی
تواروں کے نشانات ہیں۔ امام سجاد اپنے جد رسول خدا کی قبر کے قریب آئے غمگین اور روتے ہوئے قبر کے
ریب بیٹھ گئے آنحضرت کی قبر پر گریہ کرتے تھے اور کہتے تھے۔

نَا جَنِيكَ يَا جَدَّاهُ يَا خَيْرَ مُرْسِلٍ
حَبِيبُكَ مَقْتُولٌ وَنَسْلُكَ ضَالِعٌ
نَا جَنِيكَ مَحْرُورًا عَلِيًّا مُوجَلًا
اَسْتَبْرَأَ وَمَالِي قَطُّ حَامٌ وَ دَانِعٌ
سَبِيْنَا كَمَا تَسْبِي الْاِمَاءَ وَمَسْنَا
مِنَ الضَّرْمَالَا تَحْتَمِلُهُ الْاَضَالِعُ

اے جد بزرگوار اے بہترین پیغمبر مرسل میں آپ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے آیا ہوں آپ کا محبوب حسین
شہید ہو گیا اور آپ کے اہل بیت پریشان ہو گئے حالانکہ میں محزون غمگین بہار اور ہراساں اور قیدی ہوں اور کوئی
میں ہے کہ جو میری حمایت اور دفاع کرے ہمیں اسیر کیا گیا کہ جس طرح کینوں کو اسیر کرتے ہیں اور انہوں نے
اس قدر ہمیں تازیانے مارے کہ ہڈیاں متحمل برداشت نہیں ہیں اس کے بعد جگر سوز حالت کے ساتھ روتے
اے رسول خدا ﷺ کی قبر سے باہر آئے۔

محمد حنفیہ کی ملاقات امام سجاد کے ساتھ

امام حسین کے بھائی اور امام سجاد کے چچا محمد حنفیہ کو اہل بیت کے آنے کی خبر ملی تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے
اور جلدی سے گھر سے نکلے اور استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے ان کی نظریہ جھنڈوں پر پڑی تو شہادت غم کی
وجہ سے بیہوش ہو گئے اور گھوڑے کی پشت سے زمین پر گر گئے۔ ایک شخص نے امام سجاد سے انکار عرض کیا کہ
اپنے چچا سے ملاقات کر لیں کہ نزدیک ہے کہ وہ غم کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تو امام سجاد روتے
ہوئے اپنے چچا کے قریب آئے اور اپنے چچا کے سر کو اپنے زانو پر رکھا یہاں تک کہ ان کو ہوش آگیا جس وقت
محمد حنفیہ کی نظر امام سجاد پر پڑی تو فریاد کرنے لگے اور فرمایا۔

يَا بَنَ أَخِي اَيْنَ أَخِي قَرَّةَ عَيْنِي اَيْنَ ثَمَرَةَ فَوَادِي اَيْنَ خَلِيفَةَ اَبِي اَيْنَ الْحَسَنِ اَخِي

اے میرے بھتیجے میرا بھائی کہاں ہے میری آنکھ کا نور اور میرے دل کا سرور کہاں ہے میرے باپ کے خلیفہ کو کیا
ہوا میرے بھائی حسین کو کیا ہوا

امام سجاد نے فرمایا يَا عَمَّاهُ اَتَيْتُكَ يَتِيمًا قَتَلُوا رَجَالَنَا وَاَسْرَوْا نِسَانَنَا چچا جان میں باپ کے بغیر
آپ کے پاس آیا ہوں ہمارے مردوں کو شہید کر دیا گیا اور ہماری عورتوں کو اسیر کیا گیا کاش آپ قتل میں ہوتے
تاکہ اپنے بھائی کو دیکھتے کہ کس طرح اپنی مدد کے لیے انہوں نے پکارا لیکن کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی يَا عَمَّاهُ
قَتَلُوهُ عَطَشًا وَكُلَّ الْحَيَوَانَاتِ رِيَانًا چچا جان ان کو تشہ لب شہید کیا گیا حالانکہ تمام حیوانات پانی سے
میراب ہو رہے تھے محمد حنفیہ نے اس جملہ کو سنتے ہی جگر سوز فریاد بلند کی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جب
ہوش میں آئے تو کہا اے میرے بھتیجے آپ پر کیا گزری امام سجاد نے رفتہ رفتہ تمام واقعات بیان فرمائے جس کو
سن کر محمد حنفیہ روتے جاتے تھے۔

مدینے میں عزاداری قائم کرنا

مدینے میں پندرہ دنوں تک عمومی عزاداری منائی گئی کہ جس میں عورتیں، مرد، چھوٹے، بڑے گروہ در گروہ
عزاداری کے لئے جمع ہوتے تھے اور نوحہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ سب غم سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے اور گریہ
کرتے رنجے اور بنی ہاشم کی عورتوں نے سیاہ لباس پہن رکھے تھے سڑی یا گرمی کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور امام
سجاد کے حکم سے عزاداری کرنے والوں کے لیے کھانا تیار کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہا کہ امام حسین
کی شہادت کے بعد پانچ سال تک کسی ہاشمی عورت نے آنکھوں میں نہ سرمہ لگایا اور نہ اپنے بالوں کو مندی لگائی
یہاں تک کہ کسی کے گھر سے دھواں نکلے ہوئے نہیں دیکھا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مدت میں کسی گھر

میں بھی کھانا نہیں پکا جس وقت عبداللہ بن زیاد (67 ہجری میں مختار کی فوج کے ہاتھ سے) مارا گیا تو تب سوگ ختم کیا گیا۔ امام صادق سے روایت ہے کہ امام سجاد چالیس سال تک دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتیں عبادت میں گزارتے تھے اور اپنے والد مظلوم کربلاء کی یاد میں گریہ و زاری کرتے تھے جس وقت امام سجاد کا غلام آپ کے سامنے کھانا اور پانی رکھتا تھا اور کہتا تھا میرے آقا کھانا کھائیے تو سید الساجدین فرماتے **قُتِبَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ عَظَمَانَا قُتِبَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ جَمَاعِنَا** "رسول خدا کا فرزند بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید کیا گیا اس بچلے کو بار بار دھراتے اور گریہ کرتے تھے یہاں تک کہ امام سجاد کی غذا آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور آخر عمر تک اسی طرح زندگی گزاری۔

مصائب ام البنین

حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی شہادت کے بعد جن عورتوں کے ساتھ عقد کیا ان میں ایک ام البنین بھی تھیں حضرت علیؑ کے بھائی عقیل نسب شناس تھے مولا علیؑ نے فرمایا اے بھائی عقیل کسی بہادر خاندان سے ایک عورت کی میرے لیے خواستگاری کرو تو جناب عقیل نے عرض کیا بھائی ایسی عورت کس لیے چاہتے ہو حضرت علیؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کے بطن سے ایک بہادر فرزند پیدا ہو تو جناب عقیل نے ام البنین کو کہ جن کا نام فاطمہ تھا جو حزام بن خالد کی بیٹی تھیں اور بہادر خاندان بنی کلاب سے تعلق رکھتی تھیں کہ جس کے خاندان اور قبیلے میں بہت سے کمالات اور فضائل پائے جاتے تھے ان کی خواستگاری کی امیر المومنین حضرت علیؑ نے جناب عقیل کے اس مشورے کو احسن قرار دیتے ہوئے انہیں اپنے عقد میں لیا اہا البنین کے بطن سے حضرت علیؑ کے پہلے فرزند حضرت عباسؑ تھے کہ جو چار شعبان 26 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت علیؑ کے ام البنین کے بطن سے کل چار فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں حضرت عباسؑ، عبداللہ، عثمان، جعفر جب تک ام البنین کے یہ چار بیٹے پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت تک لوگ ان کو فاطمہ کہتے تھے اور جب ان کے یہ بیٹے پیدا ہوئے تو اہا البنین یعنی بیٹوں کی ماں کہنے لگے یہ چاروں فرزند عاشور کے روز امام حسین کے اہل حرم کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے شہادت کے وقت حضرت عباسؑ کی عمر 34 سال تھی۔ عبداللہ 25 سال عثمان 21 سال اور جعفر 19 سال کے تھے ام البنین کربلاء میں موجود نہیں تھیں بلکہ بعض وجوہ کی بنا پر مدینہ ہی میں رک گئی تھیں اور انہیں اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی اطلاع مدینہ ہی میں ملی جناب ام البنین کو اپنے بیٹوں سے امام حسینؑ سے زیادہ محبت تھی وہ اس طرح کہ جس وقت بشیر مدینہ میں احلیت کی آمد کے لیے اطلاع دینے آئے اور اس نے ان کے ہر بیٹے کا نام لے لے کر بتایا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں تو جناب

ام البنین نے فرمایا۔ **أَخْبِرْنِي عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِ أَوْلَادِي وَمَنْ تَحْتَ الْخَضِرَاءِ كُلُّهُمْ فِدَاءُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِ** حسین کے ہارسے میں مجھے خبر دے میرے فرزند اور جو کچھ بھی اس نیلے آسمان کے نیچے ہے سب کے سب اباء اللہ حسینؑ پر قربان ہو جائے تو بشیر نے کہا کہ حسینؑ بھی شہید ہو گئے تو یہ سن کر ام البنین نے بلند آواز سے جانسوز گریہ کیا اور فرمایا **قَدْ قَطَعْتَ نِيَاطَ قَلْبِي** اے بشیر اس خبر سے تو میری رگ چلن کٹ گئی ام البنین کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایمان اور کمال کے کس علی ترین مرتبے پر فائز تھیں چونکہ آپ نے اپنے چار فرزندوں کی شہادت کو امام کے مقابلہ میں بے معنی اور غیر اہم گردانا اور امام حسینؑ کی شہادت کا رتبہ ان کی نگاہ میں بلند تر تھا

ام البنین کا مرثیہ اپنے فرزندوں کے لیے

اس کے بعد ام البنین ہر روز بیتح کے قبرستان میں آتی تھیں اور اپنے چاروں فرزندوں کے لیے اس قدر گریہ کرتی تھیں کہ دوست ہوں یا دشمن ان کے رونے کی وجہ سے روتے تھے حتیٰ کہ مروان بھی قنات قلی کے بلوہو بھی روتا تھا اور جناب ام البنین کا گریہ سن کر سب اہل مدینہ بیتح میں آجاستے تھے اور ام البنین کے ندبہ کو سنتے اور گریہ کرتے تھے اور جس وقت عورتیں ام البنین کو تسلی دیتی تھیں اور کہتی تھیں اے ام البنین (اے فرزندوں کی ماں) خدا تمہیں مہر عطا فرمائے تو وہ ان کو جواب اس طرح دیتی تھیں۔

لَا تَدْعُونَنِي وَيَكُ امُ الْبَنِينَ

كَانَتْ	بَنُونَ	بَنِي	أَدْعَى	بِهِمْ	تَذَكَّرْنِي	بَلِيُوتِ	الْعَزِينَ
أَرْبَعَهُ	مِثْلَ	نَسُورِ	الرَّبِيِّ	وَالْيَوْمِ	أَصْبَحْتُ	وَلَا مَنَ	بَنِينَ
تَنَازَعَ	الْخِرَصَانِ	أَشْلَانَهُمْ	فَكُلُّهُمْ	أَمْسَى	صَرِيحًا	طَعِينِ	
يَا لَيْتَ	شِعْرِي	أَكَمَا	أَخْبَرُوا	بَانَ	عَبَّاسًا	قَطِيعِ	الْيَمِينِ

اے مدینے کی عورتو! دوبارہ مجھے ام البنین (بیٹوں کی ماں) نہ کہتا چونکہ اب میرا کوئی فرزند نہیں ہے

میرے پاس شکاری باز چھے چار باز تھے جنہیں تیر کا نشانہ قرار دیا گیا اور ان کی گردن کی رگوں کو کاٹ کر شہید کر دیا گیا۔

اور دشمنوں نے اپنے نیزوں کے ساتھ ان کے پاک بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور میرے بیٹے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے کربلاء کی گرم مٹی پر پڑے رہے۔

کاش میں جانتی کہ کیا ایسا ہی ہوا جیسا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عباسؑ کے بدن سے ہاتھوں کو جدا کر دیا گیا نیز مندرجہ ذیل اشعار بھی حضرت ام البنین کی طرف منسوب ہیں

يَا مَنْ رَأَى الْعَبَّاسَ كَرَّ عَلَى جَمَاهِمِ النَّقْدِ

وَوَزَّاهُ مِنْ ابْنَاءِ حَيْدَرَ كَنْ لَيْثٍ فِي لَبْدٍ

نَبَيْتٌ أَنَّ ابْنِي أَصِيبَ بِرَأْسِهِ مَقْطُوعٌ يَدِ

وَنَلِي عَلَى شَبْلِي أَمَالُ بَرَأْسِهِ صَرَبُ الْعَمَدِ

لَوْ كَانَ سَيْفَكَ فِي يَدِيكَ لَمَأَدَنِي

أَحَدٌ مِنْهُ

یعنی لوگوں نے جناب عباسؑ کو دیکھا کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور اس کے دائیں بائیں حیدر کرار

کے فرزند ہیں اور ہر ایک شکاری شیر کی طرح ہے اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کر رہا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ

میرے فرزند کے سر پر لوہے کا نیزہ مارا گیا جس کی وجہ سے میرے بیٹے کا ہاتھ بھی کٹ گیا افسوس کہ کس نے

میرے شیر دل بیٹے کے سر پر نیزہ مارا اے میری جان عباسؑ اگر تمہارے ہاتھ سلامت ہوتے اور تلوار تمہارے

ہاتھ میں ہوتی تو کسی کو بھی جرات نہ تھی کہ آپ کے قریب آئے

مخوان جانا دگر ام البنین

مجھے اب ام البنین (بیٹوں کی ماں) نہ کو اب دنیا کے دکھ میرے نصیب میں ہیں

مرا ام البنین گفتند: چوں من

پسرها داشتند زن شاه دینم

مجھے ام البنین اس وقت کہا جاتا تھا کہ جب شاہ دین سے میرے بیٹے تھے

جوانان ہریکی چوں ماه تابان

بدندی از پسر و از زمینم

ان میں سے ہر جوان چاند چہرہ تھا کہ جو میرے دائیں بائیں ہوتے تھے

بنام عبدالله و عثمان و جعفر

دگر عباس آں درویشم

ان کے نام عبداللہ اور عثمان اور جعفر تھے ان کے علاوہ میرا قیمتی موقی و گوہر عباس بھی تھا

ولے امروز بی بل و پرہشتم

نہ فرزندان نہ سلطان مہینم

لیکن آج بے بل و پر ہوں نہ میرے بیٹے رہے اور نہ میرا سلطان بہین رہا

مرا ام البنین ہر کس کہ خواند

کنم یاد تو بنین نازنینم

مجھے جب کوئی ام البنین کہہ کر پکارتا ہے تو مجھے اپنے بیٹوں کی یاد آتی ہے

بہ خاطر آرم زن مہ جبینان

میں اپنے چاندی پیشانی والے بیٹوں کو یاد کر کے اپنے رخسارہ و پیشانی کو دھتی ہوں

ام البنین مضطر نالد چو مرغ بی پر

گوید بہ دیدہ نزدیکر پسر نلرم

دکھو ام البنین بے بال و پر پرندے کی طرح روتی ہے اور آبدیدہ ہو کر کتنی غمی میرا کوئی بیٹا نہ رہا

زنها مرا نگوئید ام البنین تو این پس

من ام بے بنینم دیگر پسر نلرم

اے عورتو مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکارو ان کے بعد تو اب میں بغیر بیٹوں کے ہوں اب میرا کوئی بیٹا نہیں رہا

مرا ام البنین دیگر مخوانید

بہ آہ و نالہ ام یاری نعمائید

مجھے اب کے بعد ام البنین مت کہنا بلکہ گریہ و زاری کے ساتھ میری مدد کرو

بنالم بھر عباسم شب و روز

شدم آہم بہ جانم آتش افروز

میں شب و روز عباسؑ کے غم میں گریہ کرتی ہوں میری آہیں میری جان کو جلادری ہیں

بہ دشت کربلاء آن مہ جہنم

شنیدم بود سقائی حسین
میرا چاند سا بیادشت کرلاء میں میں نے سنا ہے کہ حسین کا ساقی تھا
به دریا پا نهاد و تشنه برگشت
حسینش تشنه بود از آب لب بست
اس نے دریا میں اپنا قدم رکھا لیکن پیاسا واپس لوٹا چونکہ اس کا حسین پیاسا تھا اس لیے پانی سے منہ پھیر لیا
گذشت از آب و کسب آبرو کرد
به سوی خیمه هابا آب رو کرد
اس نے پانی نہ پی کر مقام عظمت کو پایا اور پانی لے کر خیام کا رخ کیا۔
زنخستان جو بر سوی خیم شد
بدمنت اشقیاء دستش قلم شد
جب ریگستان سے خیام کی طرف راستہ اختیار کیا تو دشمنوں کے ہاتھوں سے اس کے بازو قلم ہو گئے۔
شنیدم آنکہ جدا شد ز قامت عباس
دو دست بزاثر ظلم قوم حق نه شناس
میں نے سنا ہے عباس کے بدن سے آپ کے دونوں بازو قوم حق ناشناس کے ظلم سے جدا ہو گئے
به چشم رانست خندگش رسیده از العاس
چمن خزان شد و پژ مرده گشت چوں گل یاس
اور آپ کی دائیں آنکھ میں ہیرے کا تیر کا لود چمن خزاں رسیدہ ہو گیا اور مرجھا گیا گل یاس کی طرح

جناب زہراءؑ کی جناب عباسؑ کے ساتھ محبت

یہاں پر اس نکتہ کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ اگر امام البنین کو حسینؑ سے ایک خاص عقیدت تھی اور فرماتی تھیں کہ میرے سارے فرزند حسین پر قربان ہو جائیں تو حضرت زہراء کو بھی حضرت عباسؑ کے ساتھ ایک خاص عقیدت تھی اور آپ ان کو اپنے بیٹے کے عنوان سے یاد کرتی تھیں۔
منقول ہے کہ ایک شخص کرلاء کا رہنے والا ہر روز دو یا تین مرتبہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرتا تھا لیکن حضرت عباسؑ کی قبر مطہر کی دس دلوں میں ایک دفعہ زیارت کرتا تھا ایک رات اس نے عالم خواب میں جناب فاطمہ کو دیکھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو حضرت زہراء نے اس سے منہ پھیر لیا تو اس نے وجہ

پوچھی تو جناب زہراء نے فرمایا تو میرے بیٹے کی زیارت کے لئے کیوں نہیں جاتا۔
اس نے عرض کیا کہ میں دن میں تین مرتبہ آپ کے فرزند امام حسینؑ کے مرقد مطہر کی زیارت کرتا ہوں فرمایا میں میرے فرزند کی زیارت کرتے ہو لیکن میرے فرزند عباسؑ کے مرقد کی زیارت بہت کم کرتے ہو نیز منقول ہے کہ قیامت کے دن پیغمبر خدا حضرت علیؑ سے فرمائیں گے کہ فاطمہؑ سے کہیں کہ امت کی نجات اور شفاعت کے لیے تمہارے پاس کیا ہے حضرت علیؑ پیغمبر اسلام کے پیغام کو فاطمہؑ تک پہنچائیں گے تو فاطمہ اس کے جواب میں فرمائیں گی۔

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَفَنَّا لِاَجْلِ هٰذَا الْمَقَامِ الْيَدَانِ الْمَقْطُوعَتَيْنِ مِنْ ابْنِ الْعَبَّاسِ اے امیر المؤمنین میرے بیٹے عباسؑ کے دو کٹے ہوئے ہاتھ آپ کی امت کی شفاعت کے لیے کافی ہیں۔

قیام مختار

قانون فطرت ہے کہ شجر اور جنات کا افراد جلد از جلد اسی دنیا میں اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں یعنی ظلم کا بدلہ مل جاتا ہے کوئی بھی ظالم ہمیشہ نہیں رہتا عذاب مختلف نوعیتوں کے ساتھ اس تک پہنچ جاتا ہے تو اس بناء پر امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کے واقعہ میں اسی عاشورہ کے روز ہی ظالموں سے انتقام لینے کی آواز گونجی ہوئی اور وہ بھی دشمن کے خاندان کی عورتوں سے من جملہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کہ جس نے سب سے پہلے تقاضا فطرت کے مطابق ظلم کے خلاف آواز بلند کیا وہ لشکر یزید سے کسی ایک فوجی کی بیوی تھی اور وہ سپاہی بکر بن وائل کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا یہ وہ وقت تھا کہ جب اس عورت نے لشکر یزید کو اہل بیتؑ کے غیموں کی طرف ہجوم کرتے ہوئے دیکھا تو کھوار ہاتھ میں لے کر غیموں کی طرف آئی اور آواز دی اے قبیلہ بکر کے لوگو! کیا رسول خدا کی بیٹیوں سے لباس لوٹا جائے گا۔

يَا ثَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ اے اس خون کے طلب گارو کہ جو رسول خدا کی طرف منسوب ہے تو اس وقت اس کا شوہر آیا اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی جگہ پر واپس لے گیا۔

اسی طرح حضف بن مند کا واقعہ اور امام سجادؑ اور جناب زہراءؑ کے خطبے اور بیانات نے کوفہ اور شام میں یزید اور ابن زیاد کی حکومت کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بویا جن کے اثر سے ان کے خلاف بہت سے بہادر مرد اٹھے جنہوں نے حکومت کے خلاف اعتراض کیا اور قیام کیا جیسے سیلان بن مرد خزاعی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے قیام کیا ان بہادروں میں سے سب سے بڑا بہادر کہ جس نے اس سلسلے میں کوشش کی اور بہت سے ظالموں کو کہ جو امام حسینؑ کے قتل میں شریک ہوئے تھے واسل جنم کیا وہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ہیں لیکن سب سے پہلے اس حدیث کی طرف توجہ ضروری ہے منحل بن عمرو (کوفہ کے رہنے والے تھے)

کھینچے ہیں کہ میں حج انجام دینے کے لیے نکلا گیا اس کے بعد امام سیلو کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے فرمایا کہ خرمہ بن کامل اسدی کیا کام کرتا ہے میں نے عرض کیا وہ زعمہ ہے اور کوفہ میں رہتا ہے تو امام سیلو نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا **اللّٰهُمَّ اِنْفِ عَنِ السَّيِّئِ الَّذِي هُوَ الْكَافِرُ** خدا یا اس کو لوہے کا طراب پھانسی سے لٹکا دے تاکہ اس کو بچھاوے مصلحت کرتا ہے میں کوفہ واپس لوٹا تو میں نے دیکھا کہ مختار نے حکومت کے خلاف قیام کیا ہے اور حکومت پر بغض کر چکا ہے اور اس وقت ایک دوست میرے پاس مسلمان تھا جس کی وجہ سے میں مختار کے ساتھ رابطہ قائم نہ کر سکا چند روز بعد میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مختار کی زیارت کے لیے گیا اور میں نے اس کے گھر کے باہر ہی اس سے ملاقات کی اور امیر مختار نے مجھ سے کہا اے مصلحت آپ کیوں ہمارے جھگڑنے کے بیٹھے نہیں آتے اور ہمارے قیام میں ہمارے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوتے میں نے کہا میں کد چلا گیا تھا اس وجہ سے میں تمہارے پاس نہ آ سکا اس کے بعد ہم دونوں بائیں کر کے کوفہ کے میدان کھارے میں پہنچے میں نے اندازہ لگایا کہ مختار کسی کے انتظار میں ہیں اور وہ وہیں پر ٹھہرا گئے اسٹے میں ان کو خرمہ کے مکان کے بارے میں کسی نے اطلاع دی اور انہوں نے کچھ عرووں کو خرمہ کی گرفتاری کے لیے بھیجا اس کے بعد تھوڑی دیر میں گزری تھی کہ میں نے دیکھا کہ چند آدمی اس کو سختی کے ساتھ گرفتار کر کے لیے آ رہے ہیں اور چند آدمی ان سے پہلے مختار کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے امیر مبارک ہو کہ خرمہ کو گرفتار کر لیا گیا جب خرمہ کو مختار کے پاس لے آئے تو مختار نے خرمہ سے کہا اس خدا کی حمد و ثناء ہے کہ جس نے مجھے میرے اوپر مسلط کیا اس کے بعد آواز دی الجزائر الجزار اسے کاٹنے والے اسے کاٹنے والے اسٹے میں کاٹنے والا گیا مختار نے اس سے کہا کہ خرمہ کے ہاتھوں کو کاٹ دے اس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد کہا اس کے پاؤں کو کاٹ دے اس نے ان کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے پاؤں بھی کاٹ دیئے اس کے بعد مختار نے آواز دی آگ جلاؤ آگ جلائی گئی اور جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو خرمہ کو اس آگ میں ڈال دیا اور اس کو جلا دیا میں نے کہا سبحان اللہ مختار نے پوچھا خدا کا ذکر تو اچھی چیز ہے لیکن اس وقت شیخ کیوں ادا کی میں نے کہا میں حج کے دوران امام سیلو کی خدمت میں حاضر ہوا مجھ سے مولا نے خرمہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ وہ زعمہ ہے تو حضرت نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا خدا یا خرمہ کو لوہے اور آگ کا طراب پھانسی سے لٹکا دے اور یہ مظهر دیکھ رہا ہوں اور مولا کی دعا کی قبولیت پر شیخ خدا کر رہا ہوں یہ سن کر مختار نے کہا کیا واقعاتم نے اس بات کو امام سیلو سے سنا ہے تو راوی کہتا ہے خدا کی قسم ہاں میں نے یہ بات مولا سے سنی ہے تو یہ سن کر مختار اپنے عہدے سے پیادہ ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور طویل سجدہ انجام دیا اس کے بعد فرمایا شکر ہے خدا کا کہ جس نے علی بن الحسین کی نفرین کو میرے ہاتھ سے انجام دیا اور امیر مختار شکر کا روزہ بھی

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت خرمہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو امیر مختار سے کہا اب جب کہ مجھے قتل کا یقین ہو گیا ہے تو میں تمہیں حج بتاؤں اے امیر میرے پاس تین عدد سر شہید تھے اور وہ زہر میں بچے ہوئے تھے ان میں سے ایک کے ساتھ علی اصغر کے گلوئے مبارک کو حسین کی آغوش میں چھیدا دوسرے کے ساتھ امام حسین کے دل کو مداف بنایا جبکہ وہ اپنی قمیص کو اٹھا کر اپنی پیشانی سے خون صاف کرتے تھے اور تیسرے سے عبداللہ بن حسن کے گلوئے مبارک کو مداف بنایا جب وہ اپنے چچا حسین کے پاس تھے۔

مختار کون تھے؟

مختار ابو عبیدہ بن مسعود بن عمر ثقفی کے فرزند تھے اوائل ہجرت میں طائف میں پیدا ہوئے ان کے والد ابو عبیدہ ثقفی اسلامی لشکر کے سرداروں میں سے تھے اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں قادیسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور امیر مختار کی عمر اس وقت 13 سال تھی اس کے باوجود وہ اپنے والد کے ساتھ محاذ جنگ پر گئے اور ان کو ایک قہم کا عشق تھا کہ دشمن کے لشکر کے ساتھ جنگ کریں لیکن ان کے والد ان کو روکتے تھے مختار جو انہر دخی اور جرائم مند تھے وہ ایک قوی فکر اور بہت زیادہ ہمت والے تھے۔

اور جنگی امور میں اچھا خاصا تجربہ رکھتے تھے اصم بن نابت سے منقول ہے کہ میں نے مختار کو بچپن میں حضرت علی کے زانو پر دیکھا کہ آنحضرت اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے **يَا كَيْسَ يَا كَيْسَ** اے زبرک اے ہوشمند اسی مناسبت سے مختار کے بیروکاروں کو کیسانہ کہتے ہیں امام محمد باقر نے فرمایا **لَا تُسَبِّوْا الْمُخْتَارَ فَإِنَّهُ قَتَلَ قَتْلَتَنَا وَطَلَبَ ثَارَنَا وَزَوَّجَ أَرْامِلَنَا وَقَسَمَ فِيمَا أَمَالَ عَلَى الْمَسْرُورِ** مختار کو برا بھلا نہ کو گلی نہ دو چونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا ہے اور ہمارے قاتلوں سے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کیا ہے اور سخت حالات میں اپنے مال کو ہمارے درمیان تقسیم کیا ہے۔

حضرت مختار کا قید میں جانا

مختار اس وقت کوفہ میں رہتے تھے کہ جب حضرت مسلم امام حسین کے نمائندہ بن کر کوفہ تشریف لائے تو مختار ثقفی نے حضرت کی سالمیت کی اور لوگوں سے بیعت لینے میں ہمت کو شش کی ایک مدت تک حضرت مسلم کے میزبان بھی رہے مختار عراق میں آل محمد کے طرفدار اور آل محمد کے فضائل بیان کرنے والوں میں شمار ہوتے تھے اور ہزار شیعہ تھے اور حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین کی امامت کے قائل تھے اور ان کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔

حضرت مسلم کی شہادت کے موقع پر مختار کوفہ میں نہیں تھے حضرت مسلم کی شہادت کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے چند آزاد مردوں کو گرفتار کیا اور قید خانے میں ڈال دیا تاکہ جب امام حسین عراق آئیں تو ان کی حمایت نہ کر سکیں۔

علامہ مامقانی لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کے حکم سے جن افراد کی گرفتاری ہوئی تھی ان کی تعداد چار ہزار پانچ سو تک پہنچ چکی تھی اس بناء پر یہ بات ہو کہ معروف ہے اور ابن اثیر سے بھی منقول ہے درست نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنی جان کے خوف سے امام حسین کی حمایت کے لیے نہیں نکلے اور حضرت کی شہادت کے بعد پشیمان ہوئے اور بعد میں خون حسین کا بدلہ لینے کے لیے سلیمان بن صرد خزاعی کی رہبری میں تواین کے عنوان سے قیام کیا۔

حضرت مسلم کی شہادت کے بعد ابن زیاد کے حکم سے مختار کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا ابن زیاد نے ان سے کہا اے پسر عبیدہ یہ تم تھے کہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ پر بیعت کی مختار کے جواب دینے سے پہلے عمرو بن حبیب کہ جو ابن زیاد کے درباریوں میں سے تھا اس نے تردید کی اور کہا مختار نے ایسا کام نہیں کیا ہے پھر ابن زیاد نے مختار سے کہا اگر ابن حبیب گواہی نہ دیتا تو یقیناً میں تجھ کو قتل کرتا اس کے بعد مختار کو ہمارا الفاظ کہے اور اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کو حضرت مختار کے منہ پر اس قدر مارا کہ پیشانی پھٹ گئی اس کے بعد حکم دیا کہ مختار کو قید میں ڈال دیا جائے اس دوران میثم تمار بھی قید خانے میں تھے انہوں نے مختار سے کہا تم ایک دن خروج کرو گے اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام دشمنوں سے لو گے اور یہ فیض (ابن زیاد) ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے جبکہ وہ خود قتل ہو جائے گا اور اس کا کتا ہوا سر تمہارے پاؤں کے نیچے ہو گا۔ اس بناء پر مختار امام حسینؑ کی شہادت کے وقت قید خانے میں تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جس وقت امام حسینؑ کا سر مبارک کوفہ میں ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ابن زیاد نے اپنی کامیابی جتانے کے لیے حکم دیا کہ مختار کو قید خانے سے دربار میں لے آؤ تاکہ ہماری کامیابی دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور جس وقت مختار نے دربار میں قیدیوں اور شہداء کے سروں کو دیکھا تو اتنا زیادہ روئے کہ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو بلند آواز سے ابن زیاد سے کہا مجھے ایک دن کا انتظار ہے اور خدا جلد مجھے وہ دن دکھائے کہ میں تم سے اپنے مولا کے خون کا بدلہ لوں مختار کے غضب کو دیکھ کر ابن زیاد نے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس کے مشیروں نے مختار کا قتل خلاف مصلحت سمجھا اور مختار کے قتل سے ابن زیاد کو منع کیا پھر مختار کو دوبارہ قید خانے میں بھیج دیا گیا یہ بھی مخفی نہ رہے کہ مختار کے بارے میں روایات مدح و ذم دونوں طرح سے آئی ہیں لیکن شیعہ بزرگ علماء نے ان کی تعریف کی ہے اور مذمت کی روایتوں کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید وہ بنو امیہ کی سازش ہو سکتی ہیں۔

مختار کے قیام کا آغاز

مختار قید خانے میں تھے لیکن ہمیشہ ان کے سینے میں قیام اور امام حسین کے خون کے انتقام کا جذبہ موجزن رہا یہاں تک کہ مخفی طور پر اپنی بن صیفہ کو ایک خط لکھا کہ جو عبید اللہ کی بیوی تھی اور اپنی بن سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنے شوہر کو آئندہ کرے کہ یزید کو مختار کی آزادی کے لیے ایک خط لکھے تو مختار کا خط زائدہ بن قدامہ ثقفی کے توسط سے صیفہ کو پہنچا جو مدینے میں تھی صیفہ نے اپنے شوہر کو مختار کی آزادی کے لیے تیار کیا اور عبید اللہ بن عمر نے اس بارے میں یزید کے نام خط لکھا یزید نے عبید اللہ کی سفارش کو قبول کیا اور عبید اللہ ابن زیاد کے لیے خط لکھا کہ مختار کو آزاد کر دے عبید اللہ نے مختار کو آزاد کر دیا لیکن اس میں شرط یہ تھی کہ کوفہ میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے ورنہ قتل کر دیے جائیں گے اور مختار آزاد ہوتے ہی کوفہ سے حجاز کی طرف چلے گئے اور جلتے ہوئے واقعہ میں ایک مرد معتب بن زہیر کے نام سے یا ابن عرق کے نام سے کہ ثقیف کا آزاد شدہ غلام تھا کو دیکھا ابن عرق یا ابن زہیر نے سلام کیا اور پوچھا یہ کیا داغ زخم ہے کہ جو میں آپ کی آنکھ میں دیکھ رہا ہوں تو مختار نے کہا ابن زیاد نے لکڑی سے مارا ہے خدا مجھے مار ڈالے اگر میں نے اس کو نہ مارا اور اس کے اعضاء کے ہر ہر عضو کو جدا نہ کیا اور امام حسینؑ کے خون کے انتقام میں اتنی تعداد میں لوگوں کو نہ ماروں کہ جتنی تعداد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کی شہادت کی وجہ سے مارے گئے تھے یعنی ستر ہزار آدمیوں کو قتل کروں گا۔

یزید کی ہلاکت

مختار ہمیشہ فضا سازگار کرنے اور قیام کے لیے کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ یزید جمعرات 14 ربیع الاول سن 63 ہجری میں واصل جہنم ہوا اور معروف قول کے مطابق یزید کی عمر اس وقت 38 سال تھی اور اس کی خلافت کی مدت دو سال اور آٹھ ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ اس کی عمر 37 سال تھی اور سلطنت کی مدت تین سال اور نو مہینے تھی اسی سال حجاز کے لوگوں نے عبید اللہ بن زہیر کی بیعت کی اور شام میں مروان بن حکم کی بیعت کی اور بصرہ میں عبید اللہ بن زیاد کی بیعت کی لیکن عراق کے لوگ پریشان اور سخت پشیمان ہوئے چونکہ انہوں نے امام حسینؑ کی حمایت نہیں کی تھی اور مسئلہ بیعت کی وجہ سے کوفہ اور اس کے اطراف میں قیام کے لیے راستہ ہموار تھا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سلیمان بن صرد خزاعی 93 سالہ بزرگ نے امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قیام کیا اور بہت سے لوگوں نے ان کی حمایت کی اس مرد خدا نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بہت زیادہ جنگ کی اور کئی ہزار دشمنوں کو واصل جہنم کیا اور بنی امیہ کے ناقابل شکست ہونے کا خیال ختم کر دیا اور مختار کے قیام کے لیے راہ ہموار کی اور وہ 65 ھ میں مروان کی خلافت کے زمانے میں شہید ہوئے اور ان کے سر کو اپنے بلوغا ساتھ

مسیب بن بجبہ کے سر کے ساتھ شام لے جایا گیا۔

مختار کی کامیابی

عبداللہ بن زبیر حجاز پر مسلط تھا اور عبداللہ بن مطیع کو کوفہ اور عراق کا گورنر بنایا ہوا تھا اس کی حکمرانی کافی پھیلی ہوئی تھی مختار نے حجاز میں عبداللہ بن زبیر کے معلومات حاصل کیے تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور خاندان نبوت سے کتا ہوا ہے تو اس بناء پر مختار نے اس کو اپنے مطلب کا نہ پلایا لیکن ظاہری حفاظت اور سیاسی عقلمندی کی بناء پر حجاز سے کوفہ چلے آئے اور راستے میں ہانی بن ابی حیدہ کے ساتھ ملاقات کی کوفہ کے حالات ان سے پوچھے تو اس نے کہا اگر کوئی شخص قیام کرے اور کوفہ کے لوگوں کو اپنے اطراف میں جمع کر سکے تو کامیابی کی امید کی جاسکتی ہے مختار نے کہا خدا کی قسم میں ان کو حق کی بنیاد پر اپنے اطراف میں جمع کروں گا اور ان کے ساتھ مل کر ہر ظالم سرکش کے ساتھ جنگ کروں گا مختار ایک مضبوط عزم لیکر کوفہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں چلے گئے وہاں نماز پڑھی جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مختار یقیناً ایک اہم موضوع کے لیے کوفہ میں آئے ہوئے ہیں۔

نماز پڑھ کر مختار اپنے گھر چلے گئے اور شیعان علی کو اپنے گھر میں دعوت دی اور ان سے کہا میں محمد بن حنفیہ فرزند علی کی طرف سے اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمنوں کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں تو شیعہ اکابرین نے کہا ہمیں یقین ہے کہ آپ اس کام کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن صبر کریں تاکہ دیکھیں کہ سلیمان بن صرد کے واقعہ کا کیا انجام ہوتا ہے مختار ایک خاص تدبیر کے ساتھ اپنے حریف کے حصول میں کوشاں تھے آخر کار عبداللہ بن زبیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے حکم سے دوبارہ قید ہوئے۔

یہ دونوں کوفہ اور بصرہ کے حاکم تھے سلیمان بن صرد خزاعی کی شہادت کے وقت مختار دوبارہ قید خانے میں زندگی گزار رہے تھے اور مختار نے اسی قید خانے سے خفیہ طور پر چند افراد کو خط لکھے اور لوگوں کے ساتھ رابطہ کیا اور آہستہ آہستہ کوفہ کے لوگوں کے ساتھ رابطہ بڑھ گیا حالانکہ وہ قید خانے میں تھے اس کے باوجود لوگ ان کی بیعت کرتے تھے مختار اپنی بہن کے شوہر عبداللہ ابن عمر کی طرف سے عبداللہ بن زبیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو خط لکھوائے اور انہیں مختار کو آزاد کرانے کی تشویق دلائی اور انہوں نے بھی ضمانت پر مختار کو آزاد کر دیا جب عبداللہ بن زبیر کو رہائی کی خبر ہوئی تو اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو کوفہ اور عاصی بن عبداللہ کو بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا جب مختار آزاد ہوئے تو اکثر لوگ ان کے گھر میں جمع رہتے تھے اور شیعہ حضرات گردہ در گردہ اس کے پاس آتے تھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ہر لحاظ سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اس دوران مالک اشتر کا بیٹا ابراہیم بھی جو ایک بہادر مرد تھا کافی تعداد کے ساتھ مختار

کے ساتھ آگیا اور اس کے بعد سخت جنگ شروع ہو گئی۔ اگرچہ حاکم کوفہ عبداللہ بن مطیع کے ساتھ کافی تعداد تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ مختار کے ساتھ مقابلہ نہ کر سکا اور وہ عورتوں کے لباس اور چیلے میں گورنر ہاؤس سے نکلا اور فرار ہو گیا اور اس کے ساتھیوں نے اہل طلب کی قوت کو امان دے دی گئی۔

اس کے بعد مختار دارالامارہ میں داخل ہو گئے اور تخت پر قبضہ کر لیا پھر آہستہ آہستہ کوفہ اور اس کے اطراف کے لوگ مختار کے تابع ہو گئے یہ واقعہ سلیمان بن صرد کی شہادت کے ایک سال بعد پیش آیا اس موقع پر مختار نے حکم دیا کہ عمر سعد اور اس کے کے لشکر کو ہلاک کر دوں تاکہ جو امام حسین کے خون میں شریک تھا گرفتار کیا جائے چنانچہ ان سب کو مختلف مقامات سے گرفتار کیا گیا اور ان کو بدترین طریقے سے ہلاک کیا گیا من جملہ ان میں خولی، عمر سعد، شمر اور حنظلہ بھی شامل تھے اور خدا نے ان قاتلین حسین کو دنیا میں بھی مختار کے ذریعے جہنم کی سزا دی اور آخرت میں بھی ان کو سخت سزا دے گا مقتول ہے کہ مختار نے انھارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔

ابن زیاد کو قتل کرنا

مختار کو خبر چچی کہ ابن زیاد شام میں ایک بہت بڑی فوج کی تیاری میں مصروف ہے اور کوفہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہو چکا ہے بعض نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر کی تعداد 80 ہزار تھی مختار نے اپنے لشکر کو ابراہیم بن مالک اشتر کی سربراہی میں ابن زیاد کے لشکر کو روکنے کے لیے بھیجا اور ان کا گروہ موصل کی سرزمین پر ہوا جب ابراہیم کی مختصر فوج نے ابن زیاد کے ایک بہت بڑے لشکر کو شکست دی اور دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے اس جنگ میں ابن زیاد ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھوں ہلاک ہوا ابراہیم کے حکم سے اس کا سر اور شام کے حاکم مروان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور مختار کے پاس لایا گیا تو وہاں کہیں سے اچانک ایک چھوٹا سا سائب نکلا جو کہ تمام غروں میں باری باری داخل ہوتا تھا یہاں تک کہ ابن زیاد کے سر تک پہنچا کبھی اس کے ناک میں داخل ہوتا تھا اور گلے سے نکل آتا تھا اور کبھی ناک میں داخل ہوتا تھا اور گلے سے نکل آتا تھا سائب نے بار بار ایسا کیا جس سے حاضرین کو تعجب ہوا اس کے بعد مختار نے ابن زیاد کے سر کو مدینے میں محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجا اور محمد اس کو امام جملہ کے پاس لے گئے اور امام سجاد اس وقت کھانا کھاتے میں مشغول تھے جب مولائے اس ملعون کے سر کو دیکھا تو آپ اسی وقت سجدہ شکر بجالائے اس کے بعد فرمایا **الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَدْرَکَ لِیْ ثَارِیْ مِنْ عَدُوِّیْ وَجَزَیْ اللّٰہَ الْمُخْتَارَ خَیْرًا**

اس خدا کی حمد و ثناء کہ جس نے ہمارے خون کا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا خداوند تعالیٰ مختار کو جزائے خیر دے اور فرمایا جس وقت ہم ابن زیاد کے دوبارہ میں داخل کئے گئے تھے ہم نے دیکھا کہ اس وقت وہ کھانا کھا رہا تھا

اور میرے والد کا سر مبارک اس کے پاس تھا اس وقت میں نے دعا مانگی خدایا ہمیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک ابن زیاد کے سر کو نہ دیکھ لیں۔

بخاری نے اٹھارہ مہینہ حکومت کی (14 ربیع الاول سن 66 ہجری سے 14 رمضان 67 ہجری تک) اور پلاخر 67 سال کی عمر میں معص بن زبیر کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی معص اس وقت بصرہ کا حاکم تھا جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔

اہل بیتؑ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچے

امام حسینؑ کے تمام قاتل اور جنگ میں شریک ہونے والوں کو بہت سخت سزا ملی کچھ لوگوں کو بخاری کے ذریعے سے خدا نے سزا دی اور کچھ لوگوں کو دیگر آفات بلیات کے ذریعے عبرت انگیز سزا دی۔

سخنی کشی زجر خرج جو سخنی دہی بہ خلق

در کیفر فلک غلط و اشتباہ نیست

عبداللہ بن زیاد سے منقول ہے کہ امام حسینؑ کے خون میں شریک ہونے والے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی کہ جس سے میں نے پوچھا کہ تو کیوں ٹایپا ہو گیا ہے تو اس نے جواب میں کہا میں عاشورہ کے دن عمر سعد کی فوج میں شامل تھا لیکن میں نے نہ کسی کو نیزہ مارا نہ تلوار ماری نہ تیر مارا اور امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب میں اپنے گھر واپس لوٹا اور نماز عشاء بھلائے کے بعد سو گیا تو عالم خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا رسول خدا نے تجھے طلب کیا ہے ان کی بات کو سن لو میں نے کہا مجھے رسول خدا سے کیا کام تو اس نے مرے گریبان کو پکڑا اور مجھے کھینچتا ہوا حضرت کے پاس لے گیا اچانک میں نے دیکھا کہ رسول خدا ایک بیابان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آستین کو اوپر کئے ہوئے ہیں اور تلوار آپ کے ہاتھ میں ہے اور ایک خلقت ان کے سامنے کھڑی ہے اور آگ کی تلواریں ان کے ہاتھوں میں ہیں اور انہوں نے میرے سامنے ان تلواروں سے میرے نورساقیوں کو مار ڈالا جو کہ مجھ سے پہلے وہاں کھڑے تھے اور کریم میں شریک جنگ تھے اور آپ جس پر تلوار مارتے تو اس کے پورے بدن کو آگ لگ جاتی تھی میں آپ کے پاس گیا اور دو زانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا! لیکن حضرت نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور کافی دیر کے بعد سر کو اپنے زانوؤں سے اٹھایا اور مجھ سے فرمایا اے خدا کے دشمن تو نے میرے احترام کو ختم کر دیا اور میرے خاندان کو قتل کیا اور میرے حق کا لحاظ نہیں کیا میں نے عرض کیا اے رسول خدا خدا کی قسم نہ میں نے کسی کو تلوار ماری ہے نہ نیزہ مارا ہے اور نہ کوئی تیر مارا حضرت نے فرمایا **صَدَقْتَ وَلَكِنَّكَ كَثَرْتَ السَّوَادَ اَنْ مَنِيَتْ** تو

نے سچ کہا ہے لیکن تو نے ہمارے دشمنوں کی خوشی میں اضافہ کیا ہے پھر مجھے فرمایا ادھر میرے قریب آؤ میں قریب گیا تو دیکھا کہ حضرت کے سامنے خون سے بھرا ہوا ایک طشت پڑا ہوا تھا مجھ سے فرمایا یہ میرے فرزند حسین کا خون ہے اور وہی خون آپ نے میری آنکھوں میں لگایا اور میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو ٹایپا پایا اور اس وقت سے لے کر اب تک کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا ہوں الملووف ص 121 تا 122 خارج 45 ص 306

پروردگار چہارہ معصوم شہداء کریم اور اسیران اہل بیتؑ کی مظلومیت کا واسطہ ہمیں ان کا پیروکار دوست اور مخلص قرار دے اور سخت دن کے موقع پر (قیامت کے دن) ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرمادے (آمین ثم آمین) ختم شد

عمرہ محنت ایک ماہ ایک دن خدا ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور مومنین کے لئے اس کو باعث عبادت عزاداری قرار دے اور ہمارے لئے شفاعت آل محمد کا باعث قرار دے

(ابتداء 4 محرم ختم 5 صفر)